یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

۷۸۶

۹۲_۱۱۰

یاصاحب الزماں ادرکنیؑ

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس

رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

NOT FOR COMMERCIAL

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

کتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

فروعِ کافی

جلد اوّل

مفسرِ قرآن عالی جناب ادیبِ اعظم مولانا السیّد ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ رجسٹرڈ
ناظم آباد، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الطہارت و کتاب الجنائز

ترجمہ

فروع کافی

جلد اوّل

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنف دو صد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی



ادیب اعظم مفسرِ القرآن عالیجناب مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الطہارت و کتاب الجنائز

ترجمہ

فروع کافی

جلد اوّل

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنف دوصد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ناظم آباد ۲ کراچی

ناشر ——————— ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
بلاک نمبر ۲، سب بلاک اے روڈ نمبر ۵
مکان نمبر ۱۳ الف، ناظم آباد، کراچی

مطبع ——————— قریشی آرٹ پریس کراچی

کتابت ——————— سیّد محمد رضا زیدی

ہدیہ ——————— =/165 ایک سو پینسٹھ روپے

فہرست مضامین

کتاب الطّہارت

کتاب الحیض

کتاب الجنائز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مترجم

اُصولِ کافی جلد اوّل و دوئم کے ترجمہ کے بعد میرا قلم تھک گیا تھا تین سال کی شب و روز کی محنت اور پیرانہ سالی کا اقتضا تو یہ تھا کہ کچھ روز آرام کروں۔ لیکن میری قسمت میں آرام کہاں۔ اگرچہ یہ انسانی فطرت ہے کہ ایک ہی کام کرتے کرتے طبیعت اُکتا جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ العادۃ کالطبیعۃ الثانیہ بھی کوئی چیز ہے جو قلم ساٹھ برس سے صفحۂ قرطاس پر سیاہی بکھیرتا چلا آرہا ہے اور جس کی دوا دوش سے دو سو کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں جس نے ۲۸ برس رسالہ نور کے صفحات کو پُر نور بنایا ہو یکدم ۱۹۷۸ء میں اس کا بند ہو جانا اور قلم کا رُک جانا بھی کچھ ہنگامہ خیز نہ تھا جو دل و دماغ ہر ماہ اس کے مضامین لکھنے میں پوری کوشش سے اُسے کامیاب بنانے میں مصروف رہا ہو اس کا معطل ہو بیٹھنا میرے ذوق کی ناوقت موت تھی۔

ابھی اسی سوچ بچار میں تھا کہ اب کیا کروں کہ مومنین کرام کی طرف سے خطوط آنے شروع ہو گئے کہ اصولِ کافی کے ترجمہ کے بعد آپ کو فروع کافی کا بھی ترجمہ کرنا چاہیئے ورنہ یہ کام ادھورا رہ جائے گا۔ قوم پر آپ کا یہ مزید احسان ہوگا اصول کے ساتھ فروع کا ہونا ضروری ہے تاکہ کافی کی چاروں جلدوں کا ترجمہ مومنین کے سامنے آجائے اور مدت کے پیاسے مومنین کو احادیثِ معصومین کے ان نورانی اور روحانی سرچشموں سے پوری طرح سیرابی کا شرف حاصل ہو جائے۔ اس خواہش میں چونکہ وزن تھا اور حصولِ سعادت کے لیئے ایک ناقابلِ انکار تجویز بھی تھی لہذا اس مسئلہ پر مجھے غور کرنے کی ضرورت تھی

اصولِ کافی کے ترجمہ سے یہ کام زیادہ مشکل نظر آیا۔ کیونکہ ان دونوں جلدوں میں فقہی مسائل کے متعلق احادیث ہیں اور مسائل فقہیہ میں بین العلماء بہت کچھ اختلاف ہے اور اکثر احادیث میں تضاد اور معارضہ بھی ہے نوعیت کے لحاظ سے ان کے درجات بھی مختلف ہیں لہذا ان کے درمیان توافق پیدا کرنا اور احادیث آئمہ سے کسی مسئلہ کا استنباط کرنا فقہائے کرام اور مجتہدان عظام کا کام ہے کیونکہ اصل اجتہاد یہی ہے۔ میں نہ فقیہہ ہوں نہ مجتہد بلکہ دینی مدرسہ کا ایک معمولی طالب علم ہوں جسے جو کچھ دلچسپی ہے وہ علم کلام سے ہے ایسی صورت میں یہ کوشش کیونکر کامیاب ہو گی میں صرف ٹوٹا پھوٹا ترجمہ کر سکتا ہوں اختلافات اور نوعیت کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا۔

اسی تردد میں وقت گزرتا جا رہا تھا اور قلم اٹھانے کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ غیب سے ایک تحریک ہوئی ایک رات خواب

میں دیکھا ایک عالم دین نے مجھے ایک کتاب دے کر کہا کہ لو یہ تمہاری کتاب ہے کھول کر دیکھا تو سرورق پہ لکھا تھا "اردو ترجمہ فروع کافی"۔ آنکھ کھلی تو سمجھا کہ قدرت مجھ سے یہ کام لینا چاہتی ہے یہ خواب و خیال نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے اور میرے لئے ایک بشارت ہے بجھی ہوئی طبیعت چمک اٹھی، ایمانی جذبہ نے للکارا۔ اب دیر کیا ہے کام شروع کرو۔ اب اس کتاب کی شرحوں کی جستجو ہوئی۔ آخر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی کتاب مراۃ العقول، عراق سے منگوائی یہ کتاب چار جلدوں میں اور اصول کافی و فروع کافی کی بہترین شرح ہے۔ عربی زبان میں ہے اور نہایت باریک قلم سے لکھی ہوئی ہے اس کے مطالعہ میں بڑا وقت صرف کرنا پڑا۔ میں نے سوچا اگر ہر حدیث کے متعلق وہ تمام توضیحات و تشریحات درج کی جائیں جو علامہ علیہ الرحمہ نے لکھی ہیں تو فروع کافی کی ایک جلد کی کئی جلدیں بن جائیں گی اور اس کام کے لئے نہ تو میری عمر وفا کر سکتی ہے اور نہ ان تمام مجلدات کو طبع کرنے کا سامان مہیا ہو سکتا ہے نتیجہ میں کل کی طلب میں جزو بھی فوت ہو جائے گا۔ لہٰذا صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کرنا ضروری سمجھا گیا اس سلسلے میں یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ فقہی اصطلاحات و تشریحات اور رواۃ کی جرح و تعدیل علماء کے مختلف مسالک اور بیانات سے عوام کو کوئی دلچسپی بھی نہ ہوگی یہ زمانہ مختصر پسندی کا ہے۔ ضخیم جلدیں پڑھنے میں کون اپنا وقت صرف کرے گا البتہ یہ اہتمام ضرور کیا جائے کہ ہر حدیث کے بعد اس کی نوعیت لکھ دی جائے تاکہ پڑھنے والے کو پتہ چل جائے کہ یہ کس قسم کی حدیث ہے، نیز جہاں کسی حدیث کے متعلق توضیح ضروری ہوا سے ضرور لکھا جائے۔

میں انسان ہوں اور پھر اسّی برس کا بوڑھا ہوں نہ بدن میں سکت نہ قویٰ میں زور خدا کا فضل ہی فضل ہے کہ ایسی عمر میں جبکہ انسان اپنی ذہنی صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے میں نے یہ بھاری بوجھ اپنے سر دھر لیا ہے۔ مجھ سے ہر قسم کی غلطی کا امکان ہے میں نے توکلت علی اللہ کہہ کر قلم اٹھایا ہے وہی میری عثرات و زلات کا معاف کرنے والا ہے مجھے اس پر فخر ہے کہ

اس دینی خدمت کی سعادت مجھے نصیب ہو گئی۔ ممکن ہے میرے لئے یہی ذریعہ ہو جائے

قدرت حق بہانہ ے جوید　　　قدرت حق بہانئے جوید

ترجمہ کے بعد مجھے امید نہ تھی کہ یہ کتاب جلد چھپ جائے گی کیونکہ اب کسی کتاب کا چھپوانا آسان کام نہیں۔ کاغذ کی گرانی حد کو پہنچ گئی۔ کتابت و طباعت کی اجرتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ کمی سرمایہ کی بناء پر کتابت بھی اچھی نہ ہو سکی۔ کیونکہ اگر کچھ کمی ہو سکتی تھی تو اسی مد میں ہو سکتی تھی اچھے کاتب چار روپے صفحہ سے کم نہیں لیتے۔ معمولی کاتب دو روپے فی صفحہ سے کم پر راضی نہیں ہوتے۔

میں نے فروع کافی کی جلد اوّل کو دو حصوں میں تقسیم کرنا مناسب سمجھا ورنہ دو حصے مل کر ایک ہزار صفحہ سے زیادہ ضخیم ہو جاتے ایسی کتاب کا اول تو چھپنا مشکل ہو جاتا اور اگر چھپ جاتی تو زیادہ قیمت کی کتاب خریدتے لوگ گھبراتے۔

اس حصہ میں کتاب الطہارت سے لے کر کتاب الصلوٰۃ تک ہے دوسرے حصہ میں زکوٰۃ و صوم و حج دیا ہے۔

کتاب کافی پر ایک نظر

فرقہ شیعہ کی کتب احادیث میں چار کتابیں زیادہ مشہور و مہتم بالشان ہیں۔ تہذیب الاحکام، من لایحضرہ الفقیہ، کافی اور استبصار۔ ان چاروں میں کافی کو ایک خاص مرتبہ حاصل ہے کیا بلحاظ تقدم زمانی اور بحیثیت اصول و فروع دونوں کا مجموعہ ہونے کے۔ کتاب کافی کی چار جلدوں میں علامہ یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے سترہ ہزار احادیث جمع کی ہیں اس عالم ربانی نے بیس سال کی طویل مدت میں ان احادیث کو فراہم کیا ہے۔ ان کے جمع کرنے میں کیا کیا صعوبتیں اس مقدس ہستی کو اٹھانا پڑیں اور کیسے کیسے سخت مواقع کا سامنا ہوا۔ جمع کرنے والے کا دل ہی جانتا ہوگا۔ ایک جگہ تو یہ احادیث تھی نہیں کہ وہاں سے بہ آسانی لے لی جاتیں بلکہ شہر شہر قریہ قریہ اور گھر گھر جانا پڑا۔ جس کسی سے معلوم ہوا کہ فلاں عالم کے پاس حدیثیں ہیں جس طرح بن پڑا وہیں پہنچے اور نقل کر لیں اس زمانہ کی طرح اس زمانہ میں سفر آسان بھی نہ تھا غالباً سفر کا زیادہ حصہ پاپیادہ ہی طے ہوا ہوگا اور نہ معلوم کیا کیا دشواریاں پیش آئی ہوں گی۔ اس صعوبتِ سفر کے علاوہ سلاطینِ جور کی حکومت اور دشمنانِ اہلبیتؑ کی ہر جگہ کثرت اور شیعوں سے وہ سخت عداوت کہ خون کے پیاسے، احادیث آئمہ کے صفحۂ ہستی سے مٹانے پر کمربستہ، ایک ایک شیعہ پر کڑی نظر ہر طرف حکومت کے جاسوس چھوٹے ہوئے۔ ان حالات کے تحت سترہ ہزار حدیثیں جمع کر لینا بڑا مشکل کام تھا۔ قرینہ کہتا ہے کہ یہ کام بہ سیغۂ راز انجام دیا ہوگا یہ تھے مذہب حقہ کے جانباز سپاہی اور ملت بیضا کے نڈر خدمتگزار اگر ایسے نہ ہوتے تو علوم آل محمدؐ کا کسی کو پتہ ہی نہ چلتا۔

یہ مقدس کتاب اس اعتبار سے کافی کہی جاتی ہے کہ اس میں اصول و فروع کے متعلق اس کثرت سے احادیث ہیں کہ وہ شیعوں کی ہدایت کے لیے کافی و وافی ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ کسی وقت نہیں ہوا کہ کافی میں جتنی احادیث ہیں وہ سب صحیح ہیں بلکہ اس میں ہر قسم کی احادیث ہیں، صحیح، موثق، مرفوع، مرسل، ضعیف، مجہول اور حسن وغیرہ۔ ان کو درج کرنے کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی احادیث کو جو معیار پر پوری صحیح ثابت نہیں ہوتیں لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان سے تو بہت سے شبہات و اعتراضات پیدا ہوتے ہیں جن سے اساس مذہب میں تزلزل پیدا ہوتا ہے۔ میں کہوں گا کہ ہر وقت و ہر حالت کا تقاضہ جداگانہ ہوتا ہے معترض کو وہ زمانہ اپنے ذہن میں لیتے ہوئے اعتراض کرنا چاہیئے۔ وہ زمانہ شیعوں کے لئے اضطراب انگیز، صبر آزما اور نہایت پرآشوب تھا احادیثِ معصومین کا بیان کرنے والا گردن زدنی قرار پاتا تھا۔ تعصب کی آگ ہر طرف بھڑکی ہوئی تھی۔ شیعوں کی نہ جان محفوظ تھی نہ آبرو، عرصۂ حیات ان پر تنگ تھا۔ ایسی صورت میں جب کسی کے گھر میں آگ لگی ہو اور صاحب خانہ یہ چاہتا ہے کہ جو کچھ نکل سکے بھڑکتے شعلوں میں سے نکال پھینکے۔ اس کو اس وقت یہ خیال نہیں ہوتا کہ کون سی چیز نکالنے کے قابل ہے

اور کون سی نہیں، کون قیمتی اثاثہ ہے اور کون کم قیمت، کون ضرورت کی ہے کون نہیں۔ اس وقت تو نہ کسی ترتیب کا لحاظ ہوتا ہے نہ قدر و قیمت کا۔ جو چیز ہاتھ میں آجاتی ہے نکال کر پھینکتا جاتا ہے یہ وقت اس فیصلہ کا نہیں ہوتا کہ کون چیز کہاں رکھی جائے گی یا کس شئے کے بچانے کی ضرورت ہے اور کس کی نہیں، جب اطمینان نصیب ہو جائے اس وقت یہ باتیں سوچی جاتی ہیں۔

یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ ہمارے مسلمان بھائی جن کتابوں کو صحاح ستہ کہتے ہیں جن کو تدوین کرنے والوں نے حکومتوں کے زیر سایہ امن و سکون کے عالم میں جمع کیا ہے تو حقیقتاً ان تمام کتابوں کے اندر تمام احادیث صحیح نہیں ہیں اگر وہ سب کی سب صحیح ہوتیں تو رنگیلا رسول جیسی ناپاک کتاب ان سے مدد لے کر نہ لکھی جاتی۔ ان میں بہت سی حدیثیں ایسے راویوں سے منقول ہیں جو نہ صرف کاذب نہیں بلکہ کذاب کتب رجال میں دکھائے گئے ہیں ان احادیث کے مضامین درایتاً صحیح بھی نہیں۔ حدیث کی صحت کا معیار یہ ہے کہ وہ اول تو قرآن کے خلاف نہ ہو۔ دوسرے اس سے کسی فروعی یا اصولی مسئلہ پر زد نہ پڑتی ہو تیسرے وہ درایتاً بھی صحیح ہو اور اس کے راوی معتبر و موثق ہوں، مومن ہوں ورنہ ان پر عمل کرنا ذریعہ نجات نہیں ہو سکتا۔ اگر ہر کس و ناکس کی بیان کردہ حدیث قابل وثوق ہوتی تو رجال کی کتابیں لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

فرقہ شیعہ نے اپنی کتابوں کے متعلق کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ من اولہ الی آخرہ ان کی تمام احادیث صحیح اور متواتر ہی ہیں کسی کتاب میں کسی حدیث کا پایا جانا اس کا ثبوت نہیں کہ وہ صحیح ہے تاوقتیکہ وہ معیار پر صحیح نہ اترے۔

کافی کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے لئے حضرت حجتؑ نے فرمایا ہے ہذا کاف لشیعتنا۔ علمائے شیعہ کے نزدیک ثابت نہیں اور اگر بالفرض یہ فرمودہ امام ہو بھی تو اس کے یہ معنی کیوں لئے جائیں کہ اس کتاب کی ہر حدیث صحیح اور مستند ہے بلکہ اس کے معنی یہ بھی تو ہو سکتے ہیں کہ اصولی اور فروعی لحاظ سے یہ مجموعہ احادیث مذہبی ضروریات کے لئے کافی ہے۔

چند ضروری باتیں

اس کتاب کو پڑھنے سے پہلے چند امور کو اپنے ذہن میں رکھئے۔

۱۔ اس میں ایسی احادیث بھی ہیں جن کو کلینی علیہ الرحمہ نے ایسے لوگوں سے لیا ہے جن کو راویوں کا سلسلہ یاد نہ تھا صرف ایک یا دو راویوں کے نام ان کو یاد تھے ایسی حدیث ضعیف یا مجہول ہے جب تک دوسری احادیث سے تائید نہ ہو اس پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۔ ایسی احادیث بھی ہیں جن کا سلسلہ امام تک نہیں پہنچا بلکہ اصحاب امام پر ختم ہوا ہے۔

۳۔ ایسی احادیث بھی ہیں جن کے راوی مجہول الحال ہیں۔

۴۔ ایسی احادیث بھی ہیں جن کی تائید و توثیق دوسری احادیث سے نہیں ہوتی۔

۵۔ ایسی احادیث بھی ہیں جو بلحاظ مضمون ایک مقام پر تو موثق ہیں اور دوسرے مقام پر ضعیف، یہ فرق بلحاظ روات ہے نہ بلحاظ مضمون حدیث۔

۶۔ ایسی احادیث بھی ہیں جو بہ مصلحت امام نے اپنے شیعوں سے بیان کی ہیں یعنی ان کی عملی صورت اگرچہ مسلک و معتقدات کے خلاف ہے مگر امام نے اس لئے تعلیم کی کہ ان کے پیرو دشمنوں کے ضرر سے محفوظ رہیں اور ایسا نہ ہو کہ مخالفین شیعوں کو اپنے عقیدہ کے خلاف عمل کرتے دیکھ کر ان کو قتل کر دیں اور امام کو بھی مصائب کا سامنا کرنا پڑے

۷۔ بعض احادیث ایسی ہیں کہ امام نے بصورت تقیہ کسی کو ایک مسئلہ کا جواب لکھا ہے اور خطرہ ٹل جانے کے بعد دوسرا جواب لکھ بھیجا ہے۔

۸۔ بعض اوقات مجلس امام میں حکومت کے جاسوس بھی آجاتے تھے ان کی وجہ سے سائل کو بالاجمال جواب دیا جاتا تھا

۹۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ از راہ تقیہ امام نے مخالفوں کی نماز جماعت میں شرکت کی اجازت دی ہے۔

۱۰۔ ایسی احادیث بھی ہیں کہ دشمنوں کے خوف سے امام نے سائل کو ہدایت کی ہے کہ ان کے جواب کو نشر نہ کرے۔

۱۱۔ ضعیف روایات کا زیادہ ہونا یہ بتاتا ہے کہ ناقلان حدیث یا تو امام کے ارشاد کو بالکلیہ محفوظ نہیں رکھ سکے یا راویوں کا سلسلہ نقل در نقل ہوتے ہوتے غائب ہو گیا ہے صاحب کافی نے بغیر تنقید و تحقیق اس کو درج کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ کے شیعہ جو بحمد اللہ امن و امان سے زندگی بسر کر رہے ہیں اپنے آئمہ کی مشکلات کا اندازہ نہیں کر سکتے بڑے سخت دور سے گزرے ہیں اُن زمانوں میں نقل احادیث کا طریقہ یہ تھا کہ جو لوگ حضرات آئمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرتے تھے ان کو کچھ لوگ تو حفظ کر لیتے تھے اور اکثر لکھ لیتے تھے اس کے بعد ان سے اور لوگ نقل کرتے تھے اور یوں یہ سلسلہ عن فلاں عن فلاں کی صورت میں کلینی علیہ الرحمۃ تک پہنچا۔ لہٰذا اس صورت میں راویوں کے بعض سلسلے باقی رہے اور بعض نہ رہے اور اسی فرق کی بناء پر احادیث کی نوعیت قائم ہوئی جو ہر حدیث کے بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی مرآۃ العقول سے نقل کر دی گئی ہے۔

کلینی علیہ الرحمہ کے حالات ہم اس سلسلے میں جلد اوّل میں لکھ آئے ہیں۔

احادیث شیعہ کی تدوینی صورت اور ادوار آئمہ

شیعوں کے نزدیک وہ احادیث قابلِ عمل نہیں جن کا سلسلہ کسی معصوم تک نہیں پہنچتا۔ قرآن کے بعد ہماری ہدایت کا سرچشمہ احادیث ہیں۔ احادیث رسولؐ کو سننے والی دو ہستیاں خاص تھیں اوّل حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے

جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا، کیونکہ یہی دو آغاز امر رسالت سے آخر تک جلوت و خلوت میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہنے والے تھے ان کے تعلیم دینے کی صورت یہ تھی کہ جب یہ حضرتؐ سے سوال کرتے تو حضرت بتاتے اور جب خاموش رہتے تو حضورؐ بتاتے۔ خود امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

اذا سألتُه انبانی واذا سکتُّ فابتدانی

جب میں پوچھتا تو حضرت بتاتے اور جب چُپ رہتا تو حضرت خود بتاتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ احادیث رسولؐ کا بڑا سرچشمہ حضرت علیؑ تھے، جناب فاطمہؑ کی وفات تو آنحضرتؐ کی رحلت اسکے چند روز بعد ہی ہوگئی تھی لہذا ان کو اتنا موقع نہ ملا کہ زیادہ احادیث بیان کرسکتیں۔ جو بیان کی تھیں ان کے دشمنوں نے انھیں بھی آگے نہ چلنے دیا اور ان کے مقابل جناب عائشہ کی احادیث سے صحاح کو پُر کر دیا۔

حدیث کے معتبر ہونے میں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کی روایت کا سلسلہ کسی معصوم پر جاکر ختم ہو اور معصوم سے نقل کرنے والا انہی کے زمانہ کا آدمی ہو اور کتب رجال میں اس کے معتبر، مُوثق اور صادق القول ہونے کی تصدیق کی گئی ہو۔ اصحاب رسولؐ اور اصحاب امیرالمومنینؑ میں جو لوگ ناقلان حدیث تھے ان میں سے جن کی عقیدت حضرت علیؑ سے وابستہ تھی صحاح ستہ میں یا تو ان سے کوئی حدیث لی ہی نہیں گئی یا لی ہیں تو بہت کم تعداد میں۔

ایک طرف تو قرآن سے اہلبیتؑ کا تعلق یوں قطع کیا گیا کہ حضرت علیؑ کے مرتبہ قرآن کو جو موافق تنزیل تھا اس کو رد کر دیا گیا۔ دوسری طرف ہمارے آئمہ سے احادیث نقل نہ کی گئیں۔ اس طرح حدیث سے بھی الگ رکھا گیا۔ ایسی صورت میں مسلمانوں کو ان سے کیا عقیدت ہوتی اور وہ کیسے سمجھتے کہ اسلام کا ان سے کیا گہرا تعلق ہے۔

کس قدر عجیب بات ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے جن کو دو سال چند ماہ شرفِ صحبت رسولؐ حاصل ہوا تھا ان سے پانچ ہزار سے زائد احادیث منقول ہیں اور دختر رسولؐ جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا سے کل اٹھارہ اور حضرت علیؑ سے تقریباً چار سو۔

امیر معاویہ کے زمانہ میں حدیث سازی کا خاص طور پر ایک محکمہ قائم ہوا جس میں اتنی کثیر احادیث نئے سے نئے سانچوں میں ڈھالی گئیں کہ امام بخاری نے بخاری شریف لکھتے وقت تقریباً ایک لاکھ احادیث کو ناقابل اندراج قرار دی۔

اسی دور میں حضرت علیؑ اور دیگر آئمہ کی شان میں جو احادیث رسولؐ تھیں ان کا زبان پر لانا، کسی سے بیان کرنا ناقابلِ معافی جرم قرار دیا گیا۔ تمام قلمروِ اسلامی میں یہ احکام نافذ ہوئے کہ جو کوئی حضرت علیؑ کی تعریف کرے یا ان سے کوئی حدیث نقل کرے اس کی گردن ماردی جائے اور اس کا گھر لوٹ لیا جائے۔ ایسی صورت میں یہ معجزہ ہی معجزہ تھا کہ فضائل امیرالمومنین اتنے باقی رہ گئے کہ ان سے کتابیں چھلک رہی ہیں اور باوجود اس کے کہ بنی امیہ اور بنی عباس

کے دور میں ایسے بہت سے کتب خانے جلا دیئے گئے جن میں ہزارہا کتابیں تھیں۔ اب بھی آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال و احادیث کے بڑے بڑے ذخیرے موجود ہیں۔

حضرت امام حسن علیہ السلام اور امیر معاویہ کے درمیان صلح ہو جانے کے بعد دمشقی حکومت نے زور و زر و طاقتوں سے کام لے کر ان احادیث کی پوری طرح روک تھام کی جن کے ناقل امام حسن علیہ السلام تھے بلکہ ان کو اجازت نہ تھی کہ وہ احادیث برسر منبر بیان کریں جو مدح اہلبیتؑ یا مذمت بنی امیہ میں ہوں دوسری طرف تمام اسلامی حکومت کے خطیبوں کو تاکیداً حکم دیا گیا تھا کہ برسر منبر حضرت علیؑ پر لعن کریں۔ حکومت بنی امیہ کے اس متشددانہ انداز نے شیعوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا ایسی صورت میں شیعی احادیث کی تدوین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

امام حسن کے بعد جب امام حسین علیہ السلام کا دور حکومت آیا تو پہلے سے بہت زیادہ خطرناک بن گیا جس کی انتہا ایسے آغشتہ بہ کفر کے دور میں تدوین و ترویج احادیث کا کیا ذکر جو لوگ سستے داموں ایمان بیچ رہے تھے وہ کان لگا کر یزید کی بات سنتے تھے یا حسینؑ کی جو احادیث بار بار امام حسینؑ کے متعلق سرکار دو عالم نے بیان کی تھیں کربلا کی چالیس ہزار فوج کی تصدیق سے اس کا کیا واسطہ تھا زبان امامؑ سے کوئی سننا تک نہ چاہتا تھا اور امام مظلومؑ کی بات کا جواب تیروں کی زبان سے دیا جاتا تھا

چوتھا دور امام زین العابدینؑ کا تھا۔ واقعہ کربلا اہلبیتؑ رسولؐ کا رہا سہا وقار بھی بنی امیہ کے ہوا خواہوں کی نظر میں ختم ہو گیا تھا۔ صد حیف جس گھر میں وحی آتی تھی اب وہ ویران تھا جس در پہ ملائکہ سجدہ رحمت الٰہی کا نزول تھا۔ اب اس کی عظمت کے نقوش مٹ چکے تھے اور در و دیوار پر حسرت برس رہی تھی جو دروازہ خلق اللہ کی ہدایت کے لئے کھلا ہوا تھا اب وہ بند ہو چکا تھا۔ جس خانۂ فضل و کمال میں جوانان بنی ہاشم کی جلوہ آرائی تھی اب اس میں ایک ستم رسیدہ ناتواں کے سوا کوئی نہیں اب درس حدیث کون دے اور کون سنے، حاکم مدینہ کی طرف سے یہاں تک تشدد ہے کہ واقعہ کربلا کے متعلق زبان سے ایک حرف نہ نکالا جائے۔ فضیلتِ امام حسینؑ کے متعلق کوئی بات نہ کی جائے۔

پانچواں دور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کا تھا چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولؐ کی تعلیم کو تاقیامت باقی رکھنا تھا۔ لہٰذا اس نے یہ بندوبست کیا کہ اہلبیتؑ سے عداوت رکھنے والوں کو باہم دست و گریباں کر دیا۔ یہ وقت تھا جب بنی امیہ کے ایوان حکومت میں زلزلہ آیا ہوا تھا اور بنی عباس اپنی حکومت کی جڑیں جما رہے تھے حصولِ اقتدار کی جدوجہد میں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ ہر ایک کو اپنی پگڑی سنبھالنی دشوار تھی لہٰذا اہلبیتِ رسولؐ کا خون چوسنے والی تلواریں کچھ دنوں کے لئے نیام میں چلی گئی تھیں اور اپنے اپنے وقار کی روک تھام کی فکر میں آئمہ علیہما السلام کی طرف سے غافل ہو گئے تھے

ہمارے دونوں اماموں کو اس وقفہ میں اتنا موقع مل گیا کہ مسجد نبوی میں درس کا آغاز کر دیا لوگ موضوعہ احادیث سنتے سنتے اکتا گئے تھے قرآنی آیات کی نئی سے نئی تاویلیں اضطراب پیدا کر رہی تھیں۔ مسائل فقہیہ اپنی جگہ سے ہٹ کر کچھ سے کچھ ہو گئے تھے لوگوں کی ترسی نگاہوں نے جب امام محمد باقر علیہ السلام کو مسجدِ نبوی میں درس دیتے دیکھا تو جوق در جوق

لوگ اس مقدس اور ایمان افروز درس میں شرکت کے لئے دور دور سے آنے لگے، قلمدان کھل گئے، قلم چل پڑے امام کی زبان صداقت ترجمان سے احادیث صحیحہ سُن سُن کر ضبط تحریر میں لانے لگے۔ یہ احادیث لکھنے والے چار ہزار صاحبان علم و فضل تھے۔ اسلامی حکومت کا کوئی حصہ ایسا نہ رہا جہاں کے لوگ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے ہوں۔ انتہا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ جیسے لوگ بھی اس درس میں شریک ہوئے جس کو جتنی احادیث لکھنے کا موقع مل گیا وہ لکھ کر لے گیا اور اپنی بستی کے مومنین کو جا کر سنائیں اس دور میں چار سو کتابوں کے اندر احادیث جمع ہوئیں جو اصول اربعماۃ کہلاتی ہیں ان چار سو زرّیں صحیفوں میں کُل کتنی حدیثیں تھیں ان کا پتہ نہیں چل سکا۔ یہ مجموعہ جو چار سو کتابوں کی صورت میں تھا متفرق مقامات پر پہنچ گیا۔ انہی کو سن کر لوگوں نے حفظ کر لیا اور ان کی نقلیں بھی کر لیں۔ ان چار سو کتابوں میں جو احادیث جمع تھیں وہ بے ترتیب تھیں۔ جس نے جو حدیث کسی مضمون کی سنی درج کر لی۔ سب سے پہلے جس نے بقید ابواب احادیث کو جمع کیا وہ صاحب کافی فخر المحدثین جناب ملا ابوجعفر یعقوب کلینی علیہ الرحمہ والغفران تھے انہی چار سو کتابوں کی جستجو میں وہ پورے بیس سال تک سرگرداں رہے کافی میں زیادہ تر احادیث وہی ہیں جن کا سلسلہ روایت یا تو امام محمد باقر علیہ السلام تک پہنچتا ہے یا امام جعفر صادق علیہ السلام تک۔

ابوجعفر علیہ السلام سے مراد امام محمد باقر علیہ السلام اور ابوعبداللہ سے مراد امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

اگر یہ چار سو کتابیں دشمنوں کے دست برد سے محفوظ رہتیں تو کتنا بڑا علمی سرمایہ ہوتا۔ مگر جن ناحق شناسوں نے معصوموں کے گلے پر چھری پھیری وہ ان کے ذخیرۂ احادیث کو کہاں چھوڑنے والے تھے چنانچہ جہاں کہیں شیعوں کا قتل عام ہوا وہاں ان کے کتب خانے بھی پھونک دیئے گئے۔ سب سے زیادہ کتابیں بغداد کے محلہ کرخ میں تھیں جو سب کی سب نذر آتش کر دیں۔

محقق طوسی نے شیعوں کی تباہی کا جو مرثیہ لکھا ہے اس میں خصوصیت سے کتب خانوں کے جلانے کو لکھا ہے۔

اس کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا دور حکومت آیا تو وہی جان و مال و آبرو کے خطرہ کو ساتھ لے کر آیا اب سلطنت عباسیہ کی بنیادیں مستحکم ہو چکی تھیں۔ لہذا آل رسولؐ کی عداوت کی دبی آگ پھر بھڑک اٹھی جس کے نتیجہ میں امام علیہ السلام پندرہ سال سے زیادہ تیرہ و تار زندانوں میں بند رہے ؎

مولا پہ انتہائے اسیری گزر گئی　　زنداں میں جوانی و پیری گزر گئی

ایسی صورت میں احادیث بیان کرنے کا کیا موقع تھا، مومنین ترستے رہ گئے تاہم قید و بند سے جب تھوڑی رہائی ملی ہدایت کو اپنا فریضہ سمجھا۔ ہدایت کے مواقع کم ملنے کی وجہ سے آپؑ سے بہت ہی کم احادیث مروی ہیں۔

آپؑ کے بعد امام رضا علیہ السلام کو کچھ وقت ایسا مل گیا کہ آپ نے احادیث کو بیان فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دور حکومت میں تدوین حدیث کا کام از سرِ نو شروع ہوا۔ آپؑ کی احادیث کا مجموعہ کتاب عیون الاخبار رضا ہے۔

زمانہ کی ناسازگاری اور شیعوں کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے آئمہ کی صورت دیکھنے اور ان کی زبانی حدیث رسولؐ سننے کے لئے ترس گئے تھے چنانچہ جب مامون رشید عباسی خلیفہ تھے۔ امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنانے کے لئے بلایا اور لاؤ لشکر کے ساتھ جب آپؑ کی سواری خراسان پہنچی تو بغرض زیارت ہزارہا مومنین جمع ہو گئے جب محمل کا پردہ اٹھا اور

مومنین شرفِ زیارت سے مشرف ہوئے تو فرطِ مسرت سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور نعرہ ہائے صلوٰۃ سے تمام فضا گونج اٹھی سب نے بکمال ادب عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ ہم آپ کی زبان مبارک سے آپؑ کے جد کی کوئی حدیث سننا چاہتے ہیں۔ امام نے اس درخواست کو قبول فرمایا اور یہ حدیث بیان فرمائی۔

ایھا الناس قال جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ من قال لا الٰہ الا اللہ وجبت لہ الجنہ لکن بشروطہا وشروطہا وانا من شروطہا۔

ترجمہ:۔ لوگو! میرے جد نامدار حضرت رسولِ خدا نے فرمایا ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا جنت اس پر واجب ہو گئی لیکن کچھ شرطوں کے ساتھ اور ان میں سے ایک شرط میں بھی ہوں۔

یعنی ہم اہلبیتؑ کی محبت وجوب جنت کی شرط ہے۔

جب امام علیہ السلام نے یہ حدیث بیان فرمائی بے شمار قلمدان کھلے اور لوگوں کے قلم چلنے لگے۔

غور کرو کیسے کیسے نازک دور محبان اہلبیتؑ پر گزرے ہیں وہ نہ تو آزادانہ طور پر اپنے آئمہ سے مل سکتے تھے نہ ان کی زبان سے احادیث سن سکتے تھے نہ ان سے سنی ہوئی احادیث بالاعلان بیان کر سکتے تھے بلکہ کافی میں بہت سی حدیثیں ایسی ہیں کہ ان کو بیان کر کے امام نے تاکید فرمائی ہے کہ چونکہ یہ عقائد عامہ کے خلاف ہیں لہذا ان کو بیان نہ کریں ورنہ ان کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں گی اور ہمارے لئے مصیبت بن جائے گی اگر بضرورت نقل کرنا ہی پڑے تو یہ کہہ کر بیان کرنا۔ قال الرجل یعنی ایک شخص نے بیان کیا ہے ہمارا نام نہ لینا یا کسی ہمارے صحابی کا نام لے کر بیان کرنا کہ میں نے فلاں شخص سے سنا ہے تمام احادیث میں اما مین علیہما السلام کی کنیت مذکور ہے نام نہیں لیا گیا یعنی قال ابوجعفر اور قال ابوعبداللہ ہے۔ یوں نہیں لکھا گیا قال جعفر الصادق علیہ السلام۔ بعض احادیث میں قال رجل صالح یعنی ایک مرد نیک نے فرمایا اور اس سے مراد ہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام یا قال ابوالحسن سے مراد ہیں امام رضا علیہ السلام چونکہ عام لوگ کنیت سے ناواقف تھے لہذا راوی خطرے سے محفوظ رہے۔

امام رضا علیہ السلام کے بعد پھر کوئی ایسا دور نہ آیا کہ کسی امام سے سن کر تدوین احادیث کا کام کیا جاتا کیونکہ امام محمد تقی، امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام کی زندگیاں یا تو قید خانوں میں گزریں یا ان کے دروازوں پر پہرے رہے یا حکومتوں کے جاسوس ان کے اور ان کے شیعوں کے پیچھے لگے رہے جو لوگ جان پر کھیل کر ان تک پہنچ جاتے وہ کچھ فیض پا لیتے۔

ایک مدت دراز تک ہمارے آئمہ کی احادیث یا تو سینوں میں محفوظ رہیں یا خفیہ طور پر نقل ہوتی رہیں جیسے جیسے علمائے شیعہ کو موقع ملتا رہا تحریراً یا تقریراً نشر و اشاعت کرتے رہے البتہ جب شیعی سلطنتیں قائم ہوئیں تو تدوین احادیث کا زیادہ موقع ملا۔ یہ کام زیادہ تر آل بویہ، صفوی اور قاچاری سلطنت میں زیادہ ہوا۔

ضرورت تدوین احادیث پر تبصرہ

ہمارے لئے ہدایت کا سرچشمہ قرآن کریم ہے لیکن اس میں بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کے مفاہیم کو لغت عرب کی مدد سے یا عربی زبان کے اسلوب بیان کی واقفیت کے بعد بھی سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے مثلاً والفجر ولیال عشر سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ راتیں کون سی ہیں لامحالہ ایسی آیات کو سمجھنے کے لئے ہم کو احادیث کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ یا تو اس کا صحیح مفہوم رسولؐ بتا سکتے ہیں یا آلِ رسولؐ جن کو رسولؐ نے بتا یا ہے۔

علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن فہمی کے لئے احادیث سے مدد لینا ضروری ہے اس میں شک نہیں کہ آنحضرتؐ کی احادیث ہی سے علوم اسلام کا نشر ہوا ہے اور لوگوں کو بواطن قرآن سے آگاہی ہوئی ہے۔ علم حدیث نے رفتہ رفتہ ترقی کی ہے اور اب یہ ایک مستقل فن بن گیا ہے جیسا کہ سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، بلاذری اور فتوح البلدان کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہود و نصاریٰ نے جو غلط اور شرمناک قصے دنیا میں پھیلا رکھے تھے اور آسمانی کتابوں میں جو تصرفات کئے تھے احادیث رسولؐ نے اس کی نشاندہی کی، قرآن نے ان کی غلط بیانی کا بھانڈا پھوڑا لیکن افسانہ نویسوں نے قصص انبیا و مرسلین میں واقعات لمبا چوڑا بنا کر ایک دوسرا راستہ اختیار کیا تو احادیث کے حلقۂ اثر سے وہ جدا ہو گئے لیکن اسلامی معتقدات کے دائرہ کے اندر ہی گھومتے رہے۔

عبادات کے تفصیلی احکام کے علاوہ تہذیب اخلاق کے اصول بھی ہم کو احادیث ہی سے معلوم ہوئے۔ یونانی، ایرانی رومی اور ہندی فلسفہ کا رد بھی ہم کو احادیث ہی سے معلوم ہوا۔ انہی احادیث میں اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، دینی اور دنیوی ضوابط حیات و ممات کا بحر بیکراں بھی ہے انہی میں مابعد الطبیعات اور حیات بعد الموت کے مسائل مشکلہ کو بھی حل کیا گیا ہے احادیث و قرآن میں ہم آہنگی لازمی ہے جس حدیث کا مضمون مطابق قرآن نہ ہو یا جس سے اصولِ اسلام پر زد پڑتی ہو وہ حدیث صحیح نہیں کہی جا سکتی۔ جیسا کہ رسولؐ نے فرمایا ہے جو حدیث موافق قرآن نہ ہو اسے بیان کرنے والے کے منہ پر مار دو۔ چونکہ حدیث و قرآن میں موافقت ضروری ہے لہٰذا جس طرح احکامِ قرآنی پر عمل کرنا ضروری ہے حدیث رسولؐ پر بھی ہے۔ کیونکہ اطاعتِ خدا کی طرح اطاعتِ رسولؐ بھی فرض ہے قرآن کہتا ہے۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ پس جب ایسا ہے تو احادیث کی نگہداشت بھی ضروری ہے تاکہ وہ ضائع نہ ہوں۔

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد اس امر میں اختلاف ہوا کہ احادیث کو جمع کیا جائے یا نہیں۔ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ صحابۂ کرام کے درمیان کتابت اور تدوین احادیث کے بارے میں اختلاف ہوا ان میں اکثر اس لئے تدوین کے خلاف تھے کہ قرآن و احادیث خلط ملط نہ ہو جائیں اور یہ کہ لوگوں کی توجہ قرآن سے زیادہ احادیث کی طرف نہ ہو جائے۔ دوسرا گروہ

اس لئے ضروری جانتا تھا کہ ان کے اذہان سے محو ہو جانے یا کچھ عرصہ بھول جانے کا اندیشہ تھا یہ رائے ان کی حضرت علیؑ کے اس قول کے مطابق تھی قیدوا العلم فی الکتابۃ (علم کو لکھ کر قید کر لو) یعنی تحریر میں آنے کے بعد ضائع ہونے کا اندیشہ باقی نہیں رہتا

الغرض غور و خوض کے بعد صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا کہ تدوین ضروری ہے چنانچہ تدوین کا پہلا نقش حضرت علی علیہ السلام کا وہ صحیفہ ہے جس کا تذکرہ امام بخاری نے اپنی کتاب "الفرائض" کے باب میں کیا ہے۔

ابراہیم تیمی سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے۔ ہمارے پاس قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں سوائے اس صحیفہ کے۔ حضرت نے اس صحیفہ کو باہر نکالا تو دیکھا کہ کچھ احادیث متعلق اقسام قصاص اور اونٹوں کے اس میں درج ہیں۔

دوسری صدی تک اس کا وجود اہلبیت میں ثابت ہے جس کا پتہ محمد بن الحسن الصفا کتاب بصائر الدرجات والی حدیث سے ملتا ہے جو عبد الملک کی تاریخ کے لحاظ سے یہ پہلی کتاب ہے جس میں ترتیب کے ساتھ احادیث کو جمع کیا گیا۔ اس کے بعد جناب ابوذر نے بھی تدوین حدیث میں پورا حصہ لیا۔ ان کتابوں کا تذکرہ شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی اور ابوعباس نجاشی نے اپنی اپنی فہرست مصنفین میں کیا ہے۔ لیکن اب یہ کتابیں ناپید ہیں۔

لفظ حدیث قرآن میں کئی جگہ آیا ہے۔ هل اتاک حدیث موسیٰ، هل اتاک ضیف ابراهیم علمتنی من تاویل الاحادیث وغیرہ یوں تو حدیث کے معنی بات یا واقعہ کے ہیں لیکن اصطلاحی معنی میں وہ روایت ہے جس میں قول معصوم فعل معصوم یا تقریر معصوم نقل کی گئی ہو اور روایت کے معنی ایک کلام کو دوسرے سے نقل کرنا ہے۔

علامہ شیخ طریحی نے مجمع البیان میں فرمایا ہے کہ روایت اصطلاح میں وہ بات ہے جو ایک کو دوسرے سے اس طرح پہنچے کہ اس کا نقطۂ آخر معصوم ہو خواہ وہ متواتر ہو یا واحد اور راوی وہ کہلاتا ہے جو اسناد کے ساتھ نقل کرے اور اگر بغیر اسناد نقل کرے تو اس کو مخرج کہتے ہیں لیکن بعض اوقات مخرج پر راوی اور راوی پر مخرج کا لفظ بولا جاتا ہے۔

احادیث رسولؐ کے ناقلین اول اہلبیتؑ رسولؐ ہیں پھر صحابہ پھر تابعین پھر تبع تابعین۔

صحابہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے صحبت رسولؐ کا شرف حاصل کیا ہو اور رسولؐ کے آداب و رسوم کو یاد رکھا ہو، جہاد میں شریک ہوا ہو، اور ایسے لوگ بھی صحابہ کہلاتے ہیں جو جنگ میں تو شریک نہ ہوں مگر راوی حدیث ہوں یہ دوسرے طبقہ میں شامل ہیں۔ تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جنھوں نے صغر سنی میں رسولؐ کو دیکھا ہو اور ان کا سن جہاد میں شریک ہونے یا حدیث ذکر کرنے کے قابل نہ ہو۔

صحابہ کی تعداد میں اختلاف ہے صدوق علیہ الرحمہ نے الخصال میں بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام اصحاب رسولؐ کی تعداد بارہ ہزار بیان کی ہے اور شہید علیہ الرحمہ نے درایہ میں ایک لاکھ لکھی ہے اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ ۲۰ ہزار ہے غالباً صدوق علیہ الرحمہ نے یہ تعداد راویان حدیث کی بیان کی ہے۔

اہل سنت کی صحاح اور دیگر کتب میں یوں تو ہزارہا راوی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ حضرت ابوہریرہ کی روایتیں ہیں

جن کی تعداد پانچہزار تین سو چوہتّر ہے اُن کے بعد ام المومنین جناب عائشہؓ کا نمبر ہے جن سے دو ہزار دو سو بیس روایتیں مروی ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ سے ۱۴۲ حضرت عمرؓ سے ۵۳۷، عبداللہ بن عباسؓ سے ۱۵۰۰، حضرت فاطمہؑ سے کل انیس اور حضرت علیؑ سے ۵۸۶۔ تعجب ہے کہ حضرت ابو ہریرہ جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور جن کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف صرف دو سال تھا اتنی کثیر حدیث کے راوی کیسے ہوگئے۔ درآنحالیکہ ان کا شمار اہل صفہ میں تھا اور جن کو صحبت رسولؐ میں شرکت کا موقع کم ملتا تھا اور حضرت علیؑ سے کل ۵۸۶، حالانکہ وہ سب سے زیادہ خدمتِ رسولؐ میں رہے تھے اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ سے کل ۱۱۹ احادیث منقول ہیں اور حضرت عائشہؓ سے دو ہزار سے زاید، حالانکہ حضرت فاطمہؑ کو حضرت عائشہ سے معیت رسول اللہ زیادہ رہی تھی۔

یہ بھی کچھ کم تعجب کی بات نہیں کہ آنحضرت کی پیشگوئیوں کا تعلق جن محبان اہلبیت سے تھا راویان احادیث کی فہرست سے ان کے نام خارج ہیں۔ حالانکہ ان سے حضورؐ کی غیب دانی کا ثبوت ملتا تھا۔ بطور نمونہ ہم یہاں صرف پیشین گوئی لکھتے ہیں جس کو صرف صاحب کنز العمال نے لکھا ہے۔

ابو عمرو بن عمر بن عبدالعزیز نے جو چوتھی صدی کے علمائے اعلام سے تھے، فضل بن زبیر سے روایت کی ہے۔

ایک روز میثم تمار اور حبیب ابن مظاہر گھوڑوں پر سوار جا رہے تھے جب مسجد بنی اسد کے قریب پہنچے تو حبیب نے فرمایا۔ اس وقت میں ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو دار الرزق کے قریب خربوزے بیچتا ہے (یعنی میثم تمار) آل رسولؐ کی محبت میں اسے سولی دی جائے گی اور سولی پر اس کا پیٹ بھی چاک کیا جائے گا۔ میثم نے کہا میں بھی ایک ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو فرزند رسولؐ کی نصرت میں قتل کیا جائے گا (حبیب ابن مظاہر) اس کا سر نیزے پر رکھ کر کوفہ لے جایا جائے گا اور پھرایا جائے گا یہ کہہ کر دونوں چلے گئے۔ حاضرین نے کہا کہ ہم نے ان سے جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا۔ دونوں نے کیا غپ ہانکی ہے۔ تھوڑی دیر بعد رشید ہجری وہاں پہنچ گئے لوگوں نے یہ واقعہ ان سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا وہ اس شخص کا تذکرہ کرنا بھول گئے جس کا سر لانے کا قاتل کو سو روپیہ انعام دیا جائے گا (یعنی رشید ہجری) لوگوں نے کہا یہ ان دونوں سے زیادہ جھوٹا ہے لیکن بعد میں لوگوں نے دیکھ لیا کہ آنحضرتؐ کی یہ دونوں پیشین گوئیاں پوری ہوئیں اور خدا کے یہ عبادت گزار بندے ان احادیث رسولؐ کے بیان کرنے کے جرم میں مارے گئے جن میں فضائل اہلبیت تھے۔

محدثین عامہ کا مختصر بیان یہ ہے کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری بعقیدہ سواد اعظم اپنے زمانہ کے امام المحدثین تھے انھوں نے اپنی صحیح میں تمام طرق حجاز و عراق و شام سے احادیث لکھی ہیں اور ہر باب میں تکرار احادیث کیا ہے یہاں تک کہ ان کا ۲۹ ہزار تک پہنچ گیا ہے۔ جن میں تین ہزار حدیثیں مکرر ہیں۔ اسانید بھی مختلف ہیں۔ ابن حجر نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے احادیث کو جمع کیا وہ ربیع بن صبیح تھے جن کی وفات ۱۶۰ھ میں ہوئی۔ ان کے بعد سعید بن عروہ پھر ابو الحسن مسلم بن

حجاج قشیری نے جن کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی امام بخاری کی طرح احادیث کو جمع کیا اور مکررات کو حذف کر دیا اور اسناد کے ساتھ احادیث کو فقہی ابواب کی ترتیب سے جمع کیا۔ ان کے علاوہ امام مالک نے مدینہ میں عبدالملک بن جریج نے مکہ میں اوزاعی نے شام میں، سفیان ثوری نے کوفہ میں، حماد بن مسلم نے بصرہ میں احادیث جمع کیں ان کے علاوہ شریک عبداللہ، عبداللہ بن ابی لیلیٰ، محمد بن ادریس شافعی، مالک بن انس، احمد حنبل بھی اصحاب حدیث سے ہیں ان کتب کے علاوہ سنن ابو داؤد، سنن ابی ماجہ، سنن نسائی، سنن ترمذی اور موطا بھی کتب احادیث ہیں۔

ابن خلدون کا اعتقاد یہ ہے کہ اہل حجاز نے اہل عراق سے اکثر احادیث نقل کی ہیں حالانکہ مدینہ دار ہجرت اور پناہ گاہ صحابہ بھی تھا وجہ یہ ہے کہ اکثر جلیل القدر صحابہ حجاز سے عراق منتقل ہو گئے تھے اور وہ اہل جہاد بھی تھے۔

امام ابو حنیفہ نے صرف سترہ احادیث نقل کی ہیں امام مالک نے تقریباً تین سو اور احمد حنبل نے پچاس ہزار۔

نشر احادیث کی صورت سواد اعظم نے یہ بیان کی ہے۔

اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک گورنر ابوبکر بن مکرم کو ایک خط لکھا کہ حضرت رسولؐ خدا کی جو احادیث ہیں ان کو لکھ لیا کرو۔ مجھے علماء کی کمی سے یہ اندیشہ ہے کہ علم حدیث ختم نہ ہو جائے مگر یہ خیال رہے کہ سوائے احادیث پیغمبر اور کوئی چیز کتابت میں نہ آئے۔ مجلس مذاکرہ میں احادیث کا بیان ہونا چاہیئے تاکہ لوگ ارشادات رسولؐ سے واقف ہوں یاد رکھو علم اس وقت مرتا ہے جب اس کو چھپایا جائے۔

تدوین احادیث شیعہ

پہلی صدی میں تدوین احادیث کی ضرورت کا احساس ہونے لگا تھا اس کی ابتداء جیسا کہ بیان ہوا امام محمد باقرؑ کے زمانہ سے ہوئی۔ آپ کے درس میں آپ کے وہ اصحاب بھی شریک ہوتے تھے جو لحاظ علم وفضل و زہد و ورع و تقویٰ سرآمد روزگار اور علم حدیث کے نامور رُوات میں سے تھے۔ جابر بن یزید جعفی، ابان بن تغلب وغیرہ جنھوں نے امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ سے ۳۰ ہزار حدیثیں روایت کیں۔ انھوں نے ایک کتاب میں احادیث کو جمع بھی کیا تھا جو معتبر اصول احادیث مانی جاتی تھیں۔ افسوس ہے کہ زمانہ کے دست برد سے وہ تلف ہو گئیں ابوحمزہ ثمالی جو اصحاب امام میں ایک درجہ رکھتے ہیں علم حدیث میں ید طولیٰ رکھتے تھے ان کی کتاب النوادر میں احادیث کا ایک ذخیرہ تھا۔ زرارہ بن اعین جب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں آتے تھے تو اپنا قلمدان ساتھ لاتے تھے اور جو امام فرماتے تھے وہ لکھتے جاتے تھے اور مختلف قسم کے سوالات کر کے امام سے جواب حاصل کرتے تھے اس کتاب میں ان سے بہت سی حدیثیں نقل ہیں۔ زرارہ محمد بن مسلم بھی راویان حدیث سے ہیں۔ یہ بہت بے باکی سے احادیث آئمہ لوگوں سے بیان کرتے تھے جس کی وجہ سے دشمنان اہلبیت در پے آزار ہوئے امام علیہ السلام نے بہ تاکید ان کو نشر احادیث سے منع فرمایا۔

یہ تھے وہ لوگ جن کے متعلق امام فرمایا کرتے تھے (لولا ھولاء لذھبت احادیث) اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو میرے پدر بزرگوار کی احادیث تلف ہوجاتیں۔ صاحب اعلام الوری شیخ ابو علی طبری نے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے احادیث کو نقل کیا ہے وہ چار ہزار علماء تھے اور جو کتابیں امام محمد باقر علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ تک ایک حدیث کے اندر علم حدیث میں تصنیف ہوئیں ان کی تعداد چھ ہزار چھ سو تھی۔ لیکن جناب شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ نے وسائل الشیعہ میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر امام جعفر صادق علیہم السلام کے زمانہ میں چار سو کتابیں علم حدیث میں لکھی گئیں جو اصول اربع مأۃ کہلاتی ہیں یہ سب حدیث کی معتبر و منتخب کتابیں تھیں انہی سے بعد کے زمانوں میں جمع حدیث کا کام لیا گیا ان کتابوں میں سے اب صرف سلیم بن قیس کی کتاب یا ایک دو، اور باقی ہیں باقی دشمنوں نے یا تلف کردیں یا دریا برد۔

کلینی علیہ الرحمہ کے علاوہ شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ علیہ الرحمہ نے "من لایحضرہ الفقیہ" تالیف کی پانچویں صدی میں شیخ الطائفہ محمد بن الحسن طوسی نے کتاب تہذیب الاحکام اور کتاب استبصار لکھی یہ چاروں کتابیں کتب اربعہ کہلاتی ہیں ان کتابوں میں تعداد احادیث کی صورت یہ ہے۔

کافی ۱۶۰۹۹ ، من لایحضرہ الفقیہ ۹۰۴۴ ، تہذیب الاحکام ۱۳۵۹۰ اس کتاب میں ۳۹۳ باب ہیں۔ استبصار ۵۵۱۱ اس میں ۹۲۰ باب ہیں احادیث کی کل تعداد ۴۴۲۴۴ ہوتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ باوجود طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا ہونے کے ہمارے آئمہ نے دین کی کیا خدمت کی ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ چاروں مصنفین کے نام محمد اور کنیت ابو جعفر ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار کو ۲۶ جلدوں میں تالیف کیا جس میں کتب اربعہ کے علاوہ سیکڑوں کتابوں سے ہر شعبہ کے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے ان کے علاوہ جناب شیخ حر عاملی نے وسائل الشیعہ میں صرف فقہی احادیث کو جمع کیا ہے اس کے بعد آج تک انہی کتابوں سے استنباط کرکے بے شمار علماء شیعہ نے کتابیں تصنیف کیں۔

احادیث کی صحت جانچنے کا طریقہ

اتنی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی بات جب کسی کے منہ سے نکلتی ہے اور مختلف لوگ اپنے اپنے الفاظ میں اسے نقل کرتے ہیں تو الفاظ کے علاوہ معنوی تغیرات بھی ہوجاتے ہیں اور بعض بے احتیاط لوگ حاشیہ آرائی بھی کردیتے ہیں اپنی طرف سے الفاظ بھی بڑھا دیتے ہیں بعض خود غرض اور ایمان فروش اپنی طرف سے کچھ عبارتیں بناکر اس شخص کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ یہی صورت احادیث میں پیش آئی۔ رسولؐ کی زبان سے احادیث سننے والے بکثرت تھے ان کی قوت سامعہ اور حافظہ میں بھی کمی بیشی تھی۔ ان میں مومن بھی تھے اور منافق بھی، پست ذہنیت والے بھی تھے اور اونچی ذہنیت والے بھی۔ فاسق بھی تھے اور متقی بھی، سچے بھی تھے اور جھوٹے بھی لہذا ایک حدیث مختلف طریقہ سے بیان ہوئی۔ مثلاً حدیث ثقلین کو بعض نے یوں بیان کیا۔ ایھا الناس انی تارک فیکم

الثقلین کتاب اللہ عترتی واھلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلّوا بعدی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ بعض نے عترتی اہلبیتی کی جگہ سنتی بیان کر دیا۔ بعض نے ما ان تمسکتم لن تضلّوا بعدی پر حدیث ختم کر دیا حتی یردا علیّ الحوض کو چھوڑ دیا۔ بعض نے قطعاً اس حدیث ہی سے انکار کر دیا۔ بہرحال اس طرح کے تغیرات ہونے لازم تھے کیونکہ بیان کرنے والے سب غیر معصوم تھے۔ جن سے سہو اور نسیان ہر حالت میں ممکن تھا پھر اہلبیت سے دشمنی بھی تھی اس کی وجہ سے الفاظ کو بدل دینے میں باک نہ رہا۔

اس صورت میں نگہداشت کا صرف یہی طریقہ ہو سکتا تھا کہ جو معصوم بیان کرے وہی صحیح مانا جائے۔ اور غیر معصوم کا بیان سند نہ ہو لیکن لوگوں نے معصوم کو مانا ہی نہیں اور جو تھے ان کی بات پر کان ہی نہ لگایا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کی جرأتیں اس حد تک بڑھ گئیں کہ جھوٹی حدیثیں بنانا شروع کر دیں اور ارباب اقتدار کے چشم و ابرو کے اشارہ پر احادیث بننے لگیں چنانچہ تھوڑے عرصہ میں حدیثوں کا ڈھیر لگ گیا اور لوگوں نے خوب خوب کمایا۔ مالی فائدہ کے علاوہ ایک محرک یہ بھی تھا کہ جن لوگوں کو اہلبیتؑ سے کاوش تھی اور ان کے روحانی اقتدار کو گرانا چاہتے تھے انھوں نے نہ صرف ان احادیث کو مٹانے کی کوشش کی جو اہلبیتؑ کی شان میں تھیں بلکہ ویسی ہی حدیثیں ان کی شان میں بنا ڈالیں بلکہ ان سے بڑی اور طولانی حدیثیں سانچوں میں ڈھالیں مثلاً اس حدیث رسولؐ کے مقابلے میں کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ ایک حدیث بنائی گئی میں شہر علم ہوں فلاں اس کا دروازہ ہے اور فلاں اس کی چھت ہے اور فلاں پرنالہ ہے اس سے بحث نہیں کہ شہر کا چھت اور پرنالہ سے کیا تعلق۔

جب یہ طوفان آگے بڑھا اور گاجروں میں گٹھلیاں اور جواہرات میں سنگریزے ملتے ہی چلے گئے تو وہ لوگ چونکے جنھوں نے معصوموں کو مرجع حدیث بنانے سے چشم پوشی کی تھی لہذا اب راویوں کی جانچ کے لئے علم الرجال کی ضرورت پیش آئی اور ایک راوی کی چھان بین شروع ہوئی اس تنقید میں لاکھوں حدیثیں ساقط الاعتبار قرار پائیں پھر بھی دودھ کی مکھیاں اور تیل کی تلچھٹ رہ ہی گئی۔ مذہبی تعصب نے ایسے بہت سے راویوں کی حمایت کا دم بھرا جو دائرۂ ایمان و معرفت سے باہر تھے بلکہ اس کو دین مبین کی خدمت سمجھا گیا کہ اہلبیتؑ کی عداوت میں جو زیادہ نمایاں ہوں بلکہ ان کے قاتل ہوں ان کی روایات کو بار بار خصوصیت سے جگہ دی جائے اور ان کی ذات کو تنقید سے بالاتر سمجھا جائے۔

غور کیجئے جن احادیث کے ایسے راوی ہوں جنھوں نے بے جرم و خطا معصوموں کے گلے پر چھری پھیری ہو اہل ایمان کو ذبح کیا ہو اور جن کو جھوٹ بولنے میں باک نہ ہو ان کی مرویات میں کیا وزن، ایک طرف تو یہ بے احتیاطی دوسری طرف یہ ظلم کہ سلمان و ابوذر و عمار جیسے مقدس اصحاب رسولؐ کی مرویات کو قطعاً ترک کر دیا جائے کہاں کا انصاف ہے۔ سب سے معتبر قرار پائے تو جناب ابوہریرہ جن کے واقعات زندگی پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے کہ یہ خصوصیت انھیں کیسے حاصل ہوئی۔

شیعہ احادیث کا سلسلہ اگر معصوم تک نہیں پہنچتا اور ان کے ناقل اصحاب آئمہ میں سے کچھ لوگ نہیں ہوتے تو شیعوں کے نزدیک ان کو صحیح نہیں سمجھا جاتا۔ پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کسی حدیث کو کتنے راویوں نے نقل کیا ہے اسے درجہ

تواتر حاصل ہے یا وہ خبر احاد ہے نیز یہ کہ وہ درایتاً صحیح ہے یا نہیں۔

اقسامِ احادیث

۱۔ صحیح:۔ وہ حدیث ہے جس کا نقل کرنے والا صاحبِ عقل و شعور ہو صادق اللہجہ ہو، محتاط ہو، شاذ نہ ہو، سلسلہ روات میں کوئی سقم نہ ہو۔ (شرح قسطلانی، نووی، رسالہ سید شریف)

۲۔ حسن:۔ جس کی اسناد میں کوئی راوی ایسا نہ ہو جس پہ کذب یا فسق و فجور کی تہمت لگائی گئی ہو اور شاذ نہ ہو (شرح نووی، قسطلانی)۔

۳۔ متواتر:۔ جس کو بہ کثرت ایسے لوگوں نے نقل کیا ہو جن پر کذب کا اتہام نہ ہو ان کی عدالت مسلّم ہو۔ بعض کے نزدیک ان کی تعداد سات ہو، بعض کے نزدیک چالیس اور بعض کے نزدیک ستّر اور یہ کہ وہ حدیث سلسلہ کے ساتھ نقل کی گئی ہو، بیچ میں کوئی راوی چھوٹا نہ ہو۔ (نور الانوار)

۴۔ احاد:۔ جس کا راوی صرف ایک ہو۔

۵۔ ضعیف:۔ جس میں صحیح اور حسن کے شرائط نہ پائے جائیں۔

۶۔ موضوع:۔ جس کو راوی نے اپنی طرف سے بنا لیا ہو یہ قسم مواعظ و قصص و فضائل میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

۷۔ متصل:۔ جس کے راویوں کا سلسلہ معصومؑ تک ملتا چلا گیا ہو خواہ وہ سند نبی تک پہنچے یا امام تک

۸۔ مرفوع:۔ جس کی نسبت نبی یا امام کی طرف ہو۔

۹۔ معلق:۔ جس کے اسناد محذوف ہوں۔

۱۰۔ مدرج جس میں راوی کا کلام بھی شامل ہو۔

۱۱۔ مشہور:۔ جو چند محدثین میں شہرت یافتہ ہو۔

۱۲۔ مصحف:۔ جس میں تجنیس خطی کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا ہو جیسے مراجم و مزاحم۔

۱۳۔ مسلسل:۔ جس کا سلسلہ برابر رسولؐ تک پہنچا ہو۔

۱۴۔ معتبر:۔ جس کے راوی محتاط و معتبر ہوں۔

۱۵۔ موقوف:۔ جس میں راوی نے کسی مسئلے کی شرح اپنی یا دوسرے کی رائے سے کی ہو۔

۱۶۔ مرسل:۔ جس میں تابعین نے کسی قول یا فعل رسولؐ کو بیان کیا ہو۔

۱۷۔ منقطع:۔ جس کی روات کے اسناد غائب ہوں۔

۱۸۔ معضل:۔ جس کے دو یا زیادہ راوی غائب ہوں۔

۱۹۔ مدلس : جس کے راوی عیب دار ہوں۔
۲۰۔ مجہول : جس کی صحت کا پتہ نہ کسی آیت سے چلے نہ حدیث سے نہ اس کے راویوں کا پتہ ہو۔
(منقول از مجمع البحرین فی ادلہ فریقین)

ترجمہ کی خصوصیات

۱۔ تحت اللفظ ترجمہ کو ترجیح دی گئی ہے تاکہ پڑھنے والے کا ذہن اصل عبارت سے دور نہ ہو جائے۔
۲۔ ہر حدیث کے بعد قسم کی وہ حدیث ہے جو بریکٹ میں لکھ دی گئی ہے۔
۳۔ مکررات کو ترک نہیں کیا گیا۔ راویان حدیث کے نام طوالت کی وجہ سے ترک کر دیئے ہیں وقت ضرورت اصل کتاب میں دیکھئے۔
۴۔ جو حدیث قابل توضیح سمجھی گئی ہے توضیح کر دی گئی ہے فقہی مسائل میں بین العلماء جو اختلاف ہے اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

كتاب الطهارة

﴿ باب ﴾

(طهور الماء)

قال أبوجعفر محمّد بن يعقوب الكليني - رحمه الله - :

١ - حدّثني عليّ بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الماء يطهّر ولا يطهّر .

٢ - محمّد بن يحيى و غيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن الحسن بن الحسين اللّؤلؤيّ باسناده[1] قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : الماء كلّه طاهر حتّى يعلم أنّه قذر .

٣ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن أبي داود المنشد ، عن جعفر بن محمّد ، عن يونس ، عن حمّاد بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الماء كلّه طاهر حتّى يعلم أنّه قذر .

٤ - عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس بن عبدالرحمن ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال سألته عن ماء البحر أطهور هو ؟ قال : نعم .

﴿ باب ٢ ﴾

(الماء الذي لا ينجّسه شيء)

١ - محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ و عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى جميعاً ، عن معاوية بن عمّار قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إذا كان الماء قدر كرّ لم ينجّسه شيء .

٢ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي أيّوب الخزّاز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الماء الّذي تبول فيه الدّوابّ و تلغ[1] فيه الكلاب ويغتسل فيه الجنب ؟ قال : إذا كان الماء قدر كرّ لم ينجّسه شيء .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : إذا كان الماء أكثر من راوية لم ينجّسه شيءٌ تفسّخ فيه أولم يتفسّخ فيه إلّا أن يجيء له ريح يغلب على ريح الماء .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن الحسن بن صالح الثّوريّ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كان الماء في الرّكيّ كرّاً لم ينجّسه شيء . قلت : وكم الكرّ ؟ قال : ثلاثة أشبار ونصف عمقها في ثلاثة أشبار ونصف عرضها

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الكرّ من الماء كم يكون قدره ؟ قال : إذا كان الماء ثلاثة أشبار و نصف في مثله ثلاثة أشبار و نصف في عمقه في الأرض فذلك الكرّ من الماء .

٦ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الكرّ من الماء ألف و مائتا رطل .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن البرقيّ ، عن ابن سنان ، عن إسماعيل بن جابر قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الماء الّذي لا ينجّسه شيءٌ ؟ قال : كرّ . قلت : وما الكرّ ؟ قال : ثلاثة أشبار في ثلاثة أشبار .

٨ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الكرّ من الماء نحو حبّي هذا ـ وأشار بيده إلى حبّ من تلك الحباب الّتي تكون بالمدينة ـ .

﴿ باب ٣ ﴾

☆(الماء الذي تكون فيه قلّة و الماء الذي فيه الجيف)☆
☆(و الرجل يأتي الماء ويده قذرة)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عبدالله بن يحيى الكاهليّ قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إذا أتيت ماءاً و فيه قلّة فانضح عن يمينك وعن يسارك و بين يديك وتوضّأ .

۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن ابن مسكان قال : حدّثني محمّد بن الميسر قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل الجنب ينتهي إلى الماء القليل في الطّريق ويريد أن يغتسل منه وليس معه إناء يغرف به ويداه قذرتان ؟ قال : يضع يده ويتوضّأ ثمّ يغتسل ، هذا ممّا قال الله عزّ وجلّ : « ماجعل عليكم في الدّين من حرج » .

۳ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد ، عن حريز ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : كلّما غلب الماء ريح الجيفة فتوضّأ من الماء و اشرب وإذا تغيّر الماء وتغيّر الطّعم فلا تتوضّأ ولاتشرب .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس بن عبدالرحمن ، عن عبدالله بن سنان قال : سأل رجل أباعبدالله عليه السلام ـ وأناجالس ـ عن غدير أتوه وفيه جيفة ؟ فقال : إذا كان الماء قاهراً ولا يوجد فيه الرّيح فتوضّأ .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد عن عليّ بن أبي حمزة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الماء السّاكن ، والاستنجاء منه ، والجيفة فيه ؟ فقال : توضّأ من الجانب الآخر ولا توضّأ من جانب الجيفة .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الماء الآجن : تتوضّأ منه إلّا أن تجد ماءاً غيره فتنزّه منه .

۷ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن صفوان الجمّال قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الحياض الّتي بين مكّة و المدينة تردها السّباع وتلغ فيها الكلاب ويغتسل فيها الجنب أيتوضّأ منها ؟ قال : وكم قدر الماء ؟ قلت : إلى نصف السّاق وإلى الرّكبة وأقلّ ، قال : توضّأ .

﴿ باب ﴾

☼(البئر ومايقع فيها)☼

۱ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع قال : كتبت إلى رجل أسأله أن يسأل أباالحسن الرّضا عليه السلام عن البئر تكون في المنزل للوضوء فتقطر فيها قطرات من بول أودم أويسقط فيها شيء من عذرة كالبعرة ونحوها ما الّذي يطهّرها حتّى يحلّ الوضوء منها للصّلاة ؟ فوقّع عليه السلام بخطّه في كتابي : تنزح منها دلاءاً .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي أُسامة ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الفارة والسّنّور و الدّجاجة و الطّير والكلب قال : مالم يتفسّخ أو يتغيّر طعم الماء فيكفيك خمس دلاء فإن تغيّر الماء فخذ منه حتّى يذهب الرّيح

٣ ـ محمّد بن يحيى ، رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لايفسد الماء إلّا ما كان له نفس سائلة .

٤ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن سالم ، عن أحمد بن النّضر ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام في السّام أبرص يقع في البئر قال : ليس بشيء حرّك الماء بالدّلو .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عمّا يقع في الآبار فقال : أمّا الفارة وأشباهها فينزح منها سبع دلاء إلّا أن يتغيّر الماء فينزح حتى يطيب فإن سقط فيها كلب فقدرت أن تنزح ماءها فافعل ، وكلّ شيء وقع في البئر ليس له دم مثل العقرب والخنافس وأشباه ذلك فلا بأس.

٦ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبار ، عن صفوان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا سقط في البئر شيء صغير فمات فيها فانزح منها دلاءاً و إن وقع فيها جنب فانزح منها سبع دلاء فإن مات فيها بعير أو صبّ فيها خمر فلينزح .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ بن عليّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته ، عن رجل ذبح شاة فاضطربت ووقعت في بئر ماء و أوداجها تشخب دماً (٢) هل يتوضّأ من تلك البئر ؟ قال : ينزح منها ما بين الثّلاثين إلى الأربعين دلواً ثم يتوضّأ منها ولا بأس به . قال : وسألته عن رجل ذبح دجاجة أو حمامة فوقعت في بئر هل يصلح أن يتوضّأ منها ؟ قال : ينزح منها دلاء يسيرة ثم يتوضّأ منها ، وسألته عن رجل يستقي من بئر فيرعف فيها هل يتوضّأ منها ؟ قال : ينزح منها دلاء يسيرة

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : بئر يخرج في مائها قطع جلود ؟ قال : ليس بشيء إنّ الوزغ ربّما طرح جلده ، وقال : يكفيك دلو من ماء .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن زرارة عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الحبل يكون من شعر الخنزير يستقى به الماء من البئر هل يتوضّأ من ذلك الماء ؟ قال : لابأس .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن العذرة تقع في البئر ؟ قال : ينزح منها عشرة دلاء فإن ذابت فأربعون أو خمسون دلواً .

﴿ باب ٥ ﴾

﴿ البئر تكون الى جنب البالوعة ﴾

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن الحسن بن رباط عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألت عن البالوعة تكون فوق البئر ؟ قال : إذا كانت فوق البئر فسبعة أذرع وإذا كانت أسفل من البئر فخمسة أذرع من كلّ ناحية وذلك كثير .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه : عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة و محمّد بن مسلم وأبي بصير قالوا : قلنا له : بئر يتوضّأ منها يجري البول قريباً منها أينجّسها ؟ قال : فقال : إن كانت البئر في أعلى الوادي والوادي يجري فيه البول من تحتها و كان بينهما قدر ثلاثة أذرع أو أربعة أذرع لم ينجّس ذلك شيء وإن كان أقلّ من ذلك ينجّسها وإن كانت البئر في أسفل الوادي (٢) ويمرّ الماء عليها و كان بين البئر و بينه تسعة أذرع لم ينجّسها وما كان أقلّ من ذلك فلا يتوضّأ منه .

قال زرارة فقلت له : فإن كان مجرى البول بلزقها و كان لايثبت على الأرض ؟ فقال : مالم يكن له قرار فليس به بأس وإن استقرّ منه قليل فإنّه لا يثقب الأرض ولا قعر له حتّى يبلغ البئر وليس على البئر منه بأس ، فيتوضّأ منه إنّما ذلك إذا استنقع كلّه .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن أبي إسماعيل

السرّاج عبد الله بن عثمان ، عن قدامة بن أبي يزيد الحمّار ، عن بعض أصحابنا عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته كم أدنى ما يكون بين البئر - بئر الماء - والبالوعة ؟ فقال : إن كان سهلا فسبعة أذرع وإن كان جبلاً فخمسة أذرع ، ثمّ قال : الماء يجري إلى القبلة إلى يمين ويجري عن يمين القبلة إلى يسار القبلة ويجري عن يسار القبلة إلى يمين القبلة ولا يجري من القبلة إلى دبر القبلة .

٤ - أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن عباد بن سليمان ، عن سعد بن سعد ، عن محمّد بن القاسم ، عن أبي الحسن عليه السلام في البئر يكون بينها وبين الكنيف خمسة أذرع أو أقل ، أو أكثر يتوضّأ منها ؟ قال : ليس يكره من قرب ولا بعد يتوضّأ منها ويغتسل ما لم يتغيّر الماء .

﴿ باب ٦ ﴾

﴿ الوضوء من سؤر الدوابّ والسباع والطير ﴾

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بأن يتوضّأ ممّا شرب منه ما يؤكل لحمه .

٢ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، والحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : فضل الحمامة والدّجاج لا بأس به والطير .

٣ - أبو داود [1] ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته : هل يشرب سؤر شيء من الدوابّ و يتوضّأ منه ؟ قال : فقال : أمّا الإبل والبقر والغنم فلا بأس .

٤ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ في كتاب عليّ عليه السلام أنّ الهرّ سبع [2] ولا بأس بسؤره وإنّي لأستحيي من الله أن أدع طعاماً لأنّ هرّاً أكل منه .

٥ - أحمد بن إدريس ، ومحمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عمّا تشرب منه الحمامة فقال : كلّ ما أكل لحمه فتوضّأ من سؤره واشرب . وعمّا شرب منه باز أو صقر

أو عقاب . فقال: كلّ شيء من الطّير توضّأ ممّا يشرب منه إلّا أن ترى في منقاره دماً فإن رأيت في منقاره دماً فلا توضّأ منه ولا تشرب.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام، عن جرّة وجد فيها خنفساء قد ماتت؟ قال: ألقها وتوضّأ منه وإن كان عقرباً فارق الماء وتوضّأ من ماء غيره؛ وعن رجل معه إناءان فيهما ماء وقع في أحدهما قذرٌ ولا يدري أيّهما هو وليس يقدر على ماء غيره؟ قال: يهريقهما جميعاً ويتيمّم.

٧ ـ أحمد بن إدريس، عن محمّد بن أحمد، عن أيّوب بن نوح، عن الوشّاء، عمّن ذكره عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كان يكره سؤر كلّ شيء لا يؤكل لحمه.

﴿ باب ﴾

☆(الوضوء من سؤر الحائض والجنب واليهودي والنصراني و الناصب)☆

١ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن صفوان بن يحيى، عن منصور بن حازم، عن، عنبسة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: اشرب من سؤر الحائض ولا توضّأ منه.

٢ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن العيص بن القاسم قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام هل يغتسل الرّجل والمرأة من إناء واحد فقال: نعم يفرغان على أيديهما قبل أن يضعا أيديهما في الإناء، قال: وسألته عن سؤر الحائض؟ فقال: لا توضّأ منه وتوضّأ من سؤر الجنب إذا كانت مأمونة ثمّ تغسل يديها قبل أن تدخلهما في الإناء وكان رسول الله صلّى الله عليه وآله يغتسل هو وعائشة في إناء واحد يغتسلان جميعاً.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن الحسين بن أبي العلاء قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الحائض يشرب من سؤرها؟ قال: نعم ولا يتوضّأ منه.

٤ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن حمّاد بن عثمان، عن ابن أبي يعفور قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام أيتوضّأ الرّجل من فضل المرأة؟ قال: إذا كانت تعرف الوضوء؛ ولا يتوضّأ من سؤر الحائض.

٥ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن سعيد الأعرج قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن سؤر اليهودي والنصراني؟ فقال: لا.

٦ - أحمد بن إدريس، عن محمد بن أحمد، عن أيوب بن نوح، عن الوشاء، عمن ذكره عن أبي عبدالله عليه السلام أنه كره سؤر ولد الزنا وسؤر اليهودي والنصراني والمشرك وكل ما خالف الإسلام وكان أشد [ذلك] عنده سؤر الناصب.

﴿ باب ﴾

﴿الرجل يدخل يده في الاناء قبل أن يغسلها والحد في غسل اليدين﴾
﴿من الجنابة والبول والغائط والنوم﴾

١ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن سماعة، عن أبي بصير عنهم عليهم السلام قال: إذا دخلت يدك في الإناء قبل أن تغسلها فلا بأس إلا أن يكون أصابها قذر بول أو جنابة فإن دخلت يدك في الإناء وفيها شيء من ذلك فاهرق ذلك الماء.

٢ - عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن محمد بن سنان عن ابن مسكان، عن أبي بصير، عن عبدالكريم بن عتبة قال: سألت الشيخ عن الرجل يستيقظ من نومه ولم يبل أيدخل يده في الإناء قبل أن يغسلها؟ قال: لا لأنه لا يدري أين كانت يده فليغسلها.

٣ - محمد بن يحيى، عن محمد بن إسماعيل، عن علي بن الحكم، عن شهاب بن عبد ربه، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل الجنب يسهو فيغمس يده في الإناء قبل أن يغسلها أنه لا بأس إذا لم يكن أصاب يده شيء.

٤ - محمد بن يحيى، عن محمد بن الحسين، عن علي بن الحكم، عن العلاء بن رزين عن محمد بن مسلم، عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته عن الرجل يبول ولم يمس يده شيء أيغمسها في الماء؟ قال: نعم وإن كان جنباً.

٥ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حماد، عن الحلبي، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سئل كم يفرغ الرجل على يده قبل أن يدخلها في الإناء؟ قال: واحدة من حدث البول وثنتين من الغائط وثلاثة من الجنابة.

٦ ـ علي بن محمد ، عن سهل ، عمن ذكره ، عن يونس ، عن بكار بن أبي بكر قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرجل يضع الكوز الذي يغرف به من الحب في مكان قذر ثم يدخله الحب ؟ قال : يصب من الماء ثلاثة أكف ثم يدلك الكوز .

﴿ باب ٩ ﴾

☼(اختلاط ماء المطر بالبول وما يرجع في الاناء من غسالة الجنب)☼
☼(والرجل يقع ثوبه على الماء الذي يستنجى به)☼

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في ميزابين سالا أحدهما بول والآخر ماء المطر ، فاختلطا فأصاب ثوب رجل لم يضره ذلك .

٢ ـ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الهيثم بن أبي مسروق ، عن الحكم ابن مسكين ، عن محمد بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو أن ميزابين سالا ؛ أحدهما ميزاب بول والآخر ميزاب ماء فاختلطا ثم أصابك ما كان به بأس .

٣ ـ أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الكاهلي ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : أمر في الطريق فيسيل علي الميزاب في أوقات أعلم أن الناس يتوضؤون ؟ قال : قال : ليس به بأس لا تسأل عنه ، قلت : ويسيل علي من ماء المطر أرى فيه التغير وأرى فيه آثار القذر فتقطر القطرات علي وينتضح علي منه و البيت يتوضأ على سطحه فيكف على ثيابنا ؟ قال : ما بذا بأس ، لا تغسله ، كل شيء يراه ماء المطر فقد طهر .

٤ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي الحسن عليه السلام في طين المطر أنه لا بأس به أن يصيب الثوب ثلاثة أيام إلا أن يعلم أنه قد نجسه شيء بعد المطر فإن أصابه بعد ثلاثة أيام فاغسله ؛ وإن كان الطريق نظيفاً لم تغسله .

٥ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن علي بن الحكم ، عن شهاب بن عبد ربه ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنه قال ـ في الجنب يغتسل فيقطر الماء

عن جسده في الإناء وينتضح الماء من الأرض فيصير في الإناء ـ : أنّه لا بأس بهذا كلّه .

٦ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعيّ بن عبدالله ، عن الفضيل بن يسار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال في الرّجل الجنب يغتسل فينتضح من الماء في الإناء ؟ فقال : لا بأس « ما جعل عليكم في الدّين من حرج » .

٧ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن عمر ابن يزيد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أغتسل في مغتسل يبال فيه و يغتسل من الجنابة فيقع في الإناء ماء ينزو من الأرض ؟ فقال : لا بأس به .

« باب ١٠ »

☆(ماء الحمّام والماء الّذي تسخّنه الشمس)☆

١ ـ بعض أصحابنا ، عن ابن جمهور ، عن محمّد بن القاسم ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : لا تغتسل من البئر الّتي تجتمع فيها غسالة الحمّام فإنّ فيها غسالة ولد الزّنا وهو لا يطهر إلى سبعة آباء وفيها غسالة النّاصب وهو شرّهما ، إنّ الله لم يخلق خلقاً شرّاً من الكلب وإنّ النّاصب أهون على الله من الكلب . قلت : أخبرني عن ماء الحمّام يغتسل منه الجنب و الصبيّ و اليهوديّ و النّصرانيّ والمجوسيّ ؟ فقال : إنّ ماء الحمّام كماء النّهر يطهّر بعضه بعضاً .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن بكر بن حبيب ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ماء الحمّام لا بأس به إذا كانت له مادّة .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن محمّد بن إسماعيل عن حنان قال : سمعت رجلاً يقول لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي أدخل الحمّام في السّحر وفيه الجنب وغير ذلك فأقوم فأغتسل فينتضح عليّ ـ بعد ما أفرغ ـ من مائهم ؟ قال : أليس هو جار ؟ قلت : بلى ، قال : لا بأس .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن أبي يحيى الواسطيّ ، عن بعض أصحابنا عن أبي الحسن الماضي عليه السلام قال : سئل عن مجمع الماء في الحمّام من غسالة النّاس

يصيب الثوب ؟ قال : لا بأس .

٥ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن أبي الحسين الفارسي ، عن سليمان بن جعفر ، عن إسماعيل بن أبي زياد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الماء الذي تسخنه الشمس لا توضؤوا به ولا تغتسلوا به ولا تعجنوا به فإنه يورث البرص .

﴿ باب ﴾

﴿ الموضع الذي يكره أن يتغوط فيه أو يبال ﴾

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من فقه الرجل أن يرتاد موضعاً لبوله .

٢ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبدالجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رجل لعلي بن الحسين عليهما السلام : أين يتوضأ الغرباء قال : يتقي شطوط الأنهار و الطرق النافذة وتحت الأشجار المثمرة ومواضع اللعن . فقيل له : وأين مواضع اللعن ؟ قال : أبواب الدور .

٣ ـ محمد بن يحيى بإسناده رفعه قال : سئل أبو الحسن عليه السلام : ما حد الغائط ؟ قال : لا تستقبل القبلة ولا تستدبرها ولا تستقبل الريح ولا تستدبرها . و روى أيضاً في حديث آخر لا تستقبل الشمس ولا القمر .

٤ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : نهى النبي صلى الله عليه وآله أن يطمح الرجل ببوله من السطح أو من الشيء المرتفع في الهواء .

٥ ـ علي بن إبراهيم ، رفعه ، قال : خرج أبو حنيفة من عند أبي عبدالله عليه السلام وأبو الحسن موسى عليه السلام قائم وهو غلام فقال له أبو حنيفة : يا غلام أين يضع الغريب ببلدكم فقال : اجتنب أفنية المساجد و شطوط الأنهار ، ومساقط الثمار ، و منازل النزال ، ولا تستقبل القبلة بغائط ولا بول ، وارفع ثوبك وضع حيث شئت .

٦ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن محمد بن إسماعيل ، عن صالح بن عقبة

عن إبراهيم الكرخي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ثلاث خصال ملعون من فعلهن : المتغوّط في ظلّ النزّال والمانع الماء المنتاب وسادّ الطريق المسلوك .

﴿ باب ۱۲ ﴾

✿(القول عند دخول الخلاء وعند الخروج والاستنجاء ومن نسيه)✿
✿(والتسمية [عند الدخول و] عند الوضوء)✿

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن معاوية بن عمّار قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إذا دخلت المخرج فقل : « بسم الله اللّهمّ إنّي أعوذ بك من الخبيث المخبث الرّجس النّجس الشّيطان الرّجيم » فإذا خرجت فقل : « بسم الله الحمد لله الّذي عافاني من الخبيث المخبث وأماط عنّي الأذى » وإذا توضّأت فقل : « أشهد أن لا إله إلّا الله ، اللّهمّ اجعلني من التوّابين واجعلني من المتطهّرين والحمد لله ربّ العالمين » .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا سمّيت في الوضوء طهر جسدك كلّه وإذا لم تسمّ لم يطهر من جسدك إلّا ما مرّ عليه الماء .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن إبراهيم بن أبي محمود قال : سمعت الرّضا عليه السلام يقول : يستنجي ويغسل ما ظهر منه على الشّرج ولا تدخل فيه الأنملة .

٤ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار السّاباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل إذا أراد أن يستنجي بأيّما يبدأ بالمقعدة أو بالإحليل ؟ فقال : بالمقعدة ثمّ بالإحليل .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : نهى رسول الله صلى الله عليه وآله أن يستنجي الرّجل بيمينه .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحسين بن

عبد ربّه قال ، قلت له : ما تقول في الفصّ يتّخذ من حجارة زمرّد ؟ قال : لابأس به ولكن إذا أراد الاستنجاء نزعه .

۷ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الاستنجاء باليمين من الجفاء ، وروي أنّه إذا كانت باليسار علّة .

۸ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا انقطعت درّة البول فصبّ الماء .

۹ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن المغيرة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : للاستنجاء حدّ ؟ قال : لا ، ينقى ماثمّة ، قلت : فإنّه ينقى ماثمّة ويبقى الريح قال : الرّيح لاينظر إليها .

۱۰ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عبدالكريم بن عمرو ، عن الحسن بن زياد قال : سئل أبوعبدالله عليه السلام عن الرّجل يبول فيصيب فخذه وركبته قدر نكتة من بول فيصلّي ثمّ يذكر بعد أنّه لم يغسله ؟ قال : يغسله ويعيد صلاته .

۱۱ ـ محمّد بن الحسن ، عن سهل ، عن موسى بن القاسم ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : الرّجل يريد أن يستنجي كيف يقعد ؟ قال : كما يقعد للغائط ، وقال : إنّما عليه أن يغسل ماظهر منه وليس عليه أن يغسل باطنه .

۱۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن زياد ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ النبيّ صلّى الله عليه وآله قال لبعض نسائه : مري نساء المؤمنين أن يستنجين بالماء ويبالغن فإنّه مطهرة للحواشي ومذهبة للبواسير .

۱۳ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل [بن شاذان] ؛ و عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال في قول الله عزّوجلّ : «إنّ الله يحبّ التوّابين ويحبّ المتطهّرين» قال : كان النّاس يستنجون بالكرسف والأحجار ثمّ أحدث الوضوء وهو خلق كريم فأمر به رسول الله صلّى الله عليه وآله وصنعه وأنزل الله

في كتابه «إنّ الله يحبّ التوّابين ويحبّ المتطهّرين».

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ابن اُذينة، عن زرارة قال: توضّأت يوماً ولم أغسل ذكري ثمّ صلّيت فسألت أبا عبدالله عليه السلام فقال: اغسل ذكرك وأعد صلاتك.

١٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن الحسن بن عليّ بن يقطين، عن أخيه الحسين، عن عليّ بن يقطين، عن أبي الحسن عليه السلام في الرّجل يبول فينسى غسل ذكره ثمّ يتوضّأ وضوء الصّلاة؟ قال: يغسل ذكره [يعيد الصلاة] ولا يعيد الوضوء.

١٦ ـ عنه، عن أحمد، عن ابن فضال، عن ابن بكير، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يبول وينسى أن يغسل ذكره حتّى يتوضّأ ويصلّي؟ قال: يغسل ذكره ويعيد الصّلاة ولا يعيد الوضوء.

١٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن زرعة، عن سماعة، قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إذا دخلت الغائط فقضيت الحاجة فلم تهرق الماء[1] ثمّ توضّأت ونسيت أن تستنجي فذكرت بعدما صلّيت فعليك الإعادة وإن كنت أهرقت الماء فنسيت أن تغسل ذكرك حتّى صلّيت فعليك إعادة الوضوء والصّلاة وغسل ذكرك لأنّ البول ليس مثل البراز.

«باب ١٣»

☆(الاستبراء من البول وغسله ومن لم يجد الماء)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن محمّد بن مسلم قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: رجل بال ولم يكن معه ماء؟ فقال: يعصر أصل ذكره إلى طرفه ثلاث عصرات وينتر طرفه، فإن خرج بعد ذلك شيء فليس من البول ولكنّه من الحبائل.

٢ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد؛ وأبي داود جميعاً، عن الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى، عن العلاء، عن ابن أبي يعفور قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل بال ثمّ توضّأ وقام إلى الصّلاة فوجد بللاً؟ قال: لا يتوضّأ إنّما ذلك من الحبائل.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن أحمد بن أشيم، عن صفوان قال:

سأل الرّضا عليه السلام رجلٌ وأنا حاضر فقال: إنّ بي جرحاً في مقعدتي فأتوضّأ و أستنجي ثمّ أجد بعد ذلك النّدى والصّفرة من المقعدة أفأُعيد الوضوء؟ فقال: وقد أنقيت؟ [ف]قال: نعم، قال: لا ولكن رشّه بالماء ولا تعد الوضوء.

أحمد، عن أبي نصر قال: سأل الرّضا عليه السلام رجلٌ بنحو حديث صفوان.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حنان بن سدير قال: سمعت رجلاً سأل أبا عبد الله عليه السلام فقال: ربّما بلت ولم أقدر على الماء ويشتدّ عليّ ذلك؟ فقال: إذا بلت وتمسّحت فامسح ذكرك بريقك فإن وجدت شيئاً فقل: هذا من ذاك.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن منصور بن حازم قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: الرّجل يعتريه البول ولا يقدر على حبسه؟ قال: فقال لي: إذا لم يقدر على حبسه فالله أولى بالعذر، يجعل خريطة.

٦ ـ الحسين بن محمّد، عن أحمد بن محمّد، عن أحمد بن إسحاق، عن سعدان بن عبدالرّحمن قال[٢]: كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام في خصيّ يبول فيلقى من ذلك شدّة ويرى البلل بعد البلل؟ قال: يتوضّأ ثمّ ينتضح في النّهار مرّة واحدة.

٧ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن الحسين بن أبي العلاء قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن البول يصيب الجسد؟ قال: صبّ عليه الماء مرّتين.

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن ابن فضّال، عن غالب بن عثمان، عن روح بن عبدالرّحيم قال: بال أبو عبدالله عليه السلام و أنا قائم على رأسه ومعي إداوة أو قال: كوز فلمّا انقطع شخب البول قال بيده هكذا إليّ فناولته بالماء فتوضّأ مكانه.

باب ١٤

(مقدار الماء الذي يجزيء للوضوء والغسل ومن تعدى في الوضوء)

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن العلاء، عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: يأخذ أحدكم الرّاحة من الدّهن فيملأ بها جسده والماء أوسع من ذلك.

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ومحمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّما الوضوء حدٌّ من حدود الله ليعلم الله من يطيعه ومن يعصيه وإنّ المؤمن لا ينجّسه شيء ، إنّما يكفيه مثل الدُّهن .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وأبو داود جميعاً ، عن الحسين بن سعيد عن فضالة ، عن داود بن فرقد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إنَّ أبي كان يقول : إنَّ للوضوء حدّاً من تعدّاه لم يوجر ؛ وكان أبي يقول : إنّما يتلدَّد ، فقال له رجلٌ : وما حدُّه ؟ قال : تغسل وجهك ويديك وتمسح رأسك ورجليك .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الجنب ماجرى عليه الماء من جسده قليله وكثيره فقد أجزأه .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد ابن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن غسل الجنابة كم يجزئ من الماء ؟ فقال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يغتسل بخمسة أمداد بينه وبين صاحبته ويغتسلان جميعاً من إناء واحد .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن يزيد بن إسحاق ، عن هارون بن حمزة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يجزئك من الغسل والاستنجاء ما ملئت (١) بيمينك .

٧ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام في الوضوء قال : إذا مسَّ جلدك الماء فحسبك .

٨ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : الرَّجل يجنب فيرتمس في الماء ارتماسة واحدة فيخرج يجزئه ذلك من غسله ؟ قال : نعم .

٩ ـ عليُّ بن محمّد وغيره ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ لله ملكاً يكتب سرف الوضوء كما يكتب عدوانه (٢) .

﴿ باب ۵ ﴾

☆(السواك)☆

١ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل ؛ وعليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن جعفر بن محمّد الأشعري ، عن عبدالله بن ميمون القدّاح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ركعتان بالسّواك أفضل من سبعين ركعة بغير سواك ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لولا أن أشقَّ على أُمّتي لأمرتهم بالسّواك مع كلِّ صلاة .

٢ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن يونس بن يعقوب عن أبي أُسامة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من سنن المرسلين السّواك .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبيُّ صلى الله عليه وآله : مازال جبرئيل عليه السلام يوصيني بالسّواك حتّى خفت أن أحفى ـ أو أدرد ـ .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن بكير ، عمّن ذكره ، عن أبي جعفر عليه السلام في السّواك قال : لا تدعه في كلِّ ثلاث ولو أن تمرَّه مرَّة .

٥ ـ عليٌّ ، بإسناده قال : أدنى السّواك أن تدلك بإصبعك .

٦ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن المعلّى أبي عثمان عن معلّى بن خنيس قال سألت أباعبدالله عليه السلام عن السّواك بعد الوضوء فقال : الاستياك قبل أن تتوضّأ ، قلت : أرأيت إن نسي حتّى يتوضّأ ؟ قال : يستاك ثمَّ يتمضمض ثلاث مرّات وروي أنَّ السّنّة في السّواك في وقت السّحر .

٧ ـ عليُّ بن محمّد بن بندار ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر ، عن عبدالله بن حمّاد ، عن أبي بكر بن أبي سماك قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا قمت باللّيل فاستك فإنَّ الملك يأتيك فيضع فاه على فيك وليس من حرف تتلوه وتنطق به إلّا صعد به إلى السّماء ، فليكن فوك طيّب الرّيح .

﴿ باب ۶ ﴾

☆(المضمضة والاستنشاق)☆

١ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن

حكم بن حكيم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المضمضة والاستنشاق أمن الوضوء هي ؟ قال : لا .

٢ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن شاذان بن الخليل ، عن يونس بن عبد الرحمن ، عن حماد ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته ، عن المضمضة والاستنشاق قال : ليس هما من الوضوء ، هما من الجوف .

٣ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي بكر الحضرمي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس عليك مضمضة ولا استنشاق لأنهما من الجوف .

﴿ باب ﴾

﴿ صفة الوضوء ﴾

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس بن عبد الرحمن ، عن أبان وجميل ، عن زرارة قال : حكى لنا أبوجعفر عليه السلام وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله فدعا بقدح فأخذ كفاً من ماء فأسدله على وجهه ثم مسح وجهه من الجانبين جميعاً ثم أعاد يده اليسرى في الإناء فأسدلها على يده اليمنى ثم مسح جوانبها ثم أعاد اليمنى في الإناء فصبها على اليسرى ثم صنع بها كما صنع باليمنى ثم مسح بما بقي في يده رأسه ورجليه ولم يعدهما في الإناء .

٢ ـ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن داود بن النعمان ، عن أبي أيوب ، عن بكير بن أعين ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ألا أحكي لكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله ؟ فأخذ بكفه اليمنى كفاً من ماء فغسل به وجهه ثم أخذ بيده اليسرى كفاً من ماء فغسل به يده اليمنى ، ثم أخذ بيده اليمنى كفاً من ماء فغسل به يده اليسرى ، ثم مسح بفضل يديه رأسه ورجليه .

٣ ـ علي بن إبراهيم ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد ابن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : يأخذ أحدكم الراحة من الدهن فيملأ بها جسده

والماء أوسع [من ذلك] ألا أحكي لكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله؟ قلت: بلى قال: فأدخل يده في الإناء ولم يغسل يده فأخذ كفاً من ماء فصبّه على وجهه ثمّ مسح جانبيه حتّى مسحه كلّه ثمّ أخذ كفاً آخر بيمينه فصبّه على يساره ثمّ غسل به ذراعه الأيمن ثمّ أخذ كفاً آخر فغسل به ذراعه الأيسر ثمّ مسح رأسه ورجليه بما بقي في يديه.

٤ ـ عليّ، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قال أبو جعفر عليه السلام: ألا أحكي لكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله؟ فقلنا: بلى، فدعا بقعب فيه شيء من ماء ثمّ وضعه بين يديه ثمّ حسر عن ذراعيه ثمّ غمس فيه كفّه اليمنى ثمّ قال: هكذا إذا كانت الكفّ طاهرة، ثمّ غرف فملأها ماء فوضعها على جبينه ثمّ قال: «بسم الله» وسدله على أطراف لحيته ثمّ أمرّ يده على وجهه وظاهر جبينه مرّة واحدة ثمّ غمس يده اليسرى فغرف بها ملأها ثمّ وضعه على مرفقه اليمنى وأمرّ كفّه على ساعده حتّى جرى الماء على أطراف أصابعه، ثمّ غرف بيمينه ملأها فوضعه على مرفقه اليسرى وأمرّ كفّه على ساعده حتّى جرى الماء على أطراف أصابعه ومسح مقدّم رأسه وظهر قدميه ببلّة يساره وبقيّة بلّة يمناه.

قال: وقال أبو جعفر عليه السلام: إنّ الله وتر يحبّ الوتر فقد يجزئك من الوضوء ثلاث غرفات: واحدة للوجه واثنتان للذراعين، وتمسح ببلّة يمناك ناصيتك وما بقي من بلّة يمينك ظهر قدمك اليمنى وتمسح ببلّة يسارك ظهر قدمك اليسرى.

قال زرارة: قال أبو جعفر عليه السلام: سأل رجل أمير المؤمنين عليه السلام عن وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله فحكى له مثل ذلك.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن اُذينة، عن زرارة وبكير أنّهما سألا أبا جعفر عليه السلام عن وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله فدعا بطست أو تور فيه ماء فغمس يده اليمنى فغرف بها غرفة فصبّها على وجهه، فغسل بها وجهه، ثمّ غمس كفّه اليسرى فغرف بها غرفة فأفرغ على ذراعه اليمنى فغسل بها ذراعه من المرفق إلى الكفّ لا يردّها إلى المرفق ثمّ غمس كفّه اليمنى فأفرغ بها على ذراعه اليسرى من المرفق وصنع بها مثل ما صنع باليمنى، ثمّ مسح رأسه وقدميه ببلل كفّه، لم يحدث لهما ماء جديداً ثمّ قال: ولا يدخل أصابعه تحت الشراك (٢) قال: ثمّ قال: إنّ الله عزّ وجلّ يقول:

«يا أيّها الّذين آمنوا إذا قمتم إلى الصّلوة فاغسلوا وجوهكم وأيديكم [٣]» فليس له أن يدع شيئاً من وجهه إلّا غسّله وأمر بغسل اليدين إلى المرفقين فليس له أن يدع شيئاً من يديه إلى المرفقين إلّا غسّله لأنّ الله يقول: «اغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق» ثمّ قال: «وامسحوا برؤسكم وأرجلكم إلى الكعبين» فإذا مسح بشيء من رأسه أو بشيء من قدميه ما بين الكعبين إلى أطراف الأصابع فقد أجزأه.

قال: فقلنا: أين الكعبان؟ قال: ههنا يعني المفصل دون عظم السّاق، فقلنا: هذا ما هو؟ فقال: هذا من عظم السّاق والكعب أسفل من ذلك [٤] فقلنا: أصلحك الله فالغرفة الواحدة تجزىء للوجه وغرفة للذّراع؟ قال: نعم، إذا بالغت فيها والثّنتان [٥] تأتيان على ذلك كلّه.

٦ ـ محمّد بن الحسن وغيره، عن سهل بن زياد، عن ابن محبوب، عن ابن رباط، عن يونس بن عمّار قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الوضوء للصّلاة فقال: مرّة مرّة.

٧ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد؛ وأبي داود جميعاً، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب، عن حمّاد بن عثمان، عن عليّ بن المغيرة، عن ميسرة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: الوضوء واحدة واحدة، ووصف الكعب في ظهر القدم.

٨ ـ الحسين بن محمّد، عن عبدالله بن عامر، عن عليّ بن مهزيار، عن محمّد بن يحيى، عن حمّاد بن عثمان قال: كنت قاعداً عند أبي عبدالله عليه السلام فدعا بماء فملأ به كفّه فعمّ به وجهه ثمّ ملأ كفّه فعمّ به يده اليمنى ثمّ ملأ كفّه فعمّ به [يده] اليسرى ثمّ مسح على رأسه ورجليه وقال: هذا وضوء من لم يحدث حدثاً. يعني به التّعدّي في الوضوء.

٩ ـ عليّ بن محمّد؛ ومحمّد بن الحسن، عن سهل بن زياد؛ وعليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد جميعاً، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن عبدالكريم قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الوضوء فقال: ما كان وضوء عليّ عليه السلام إلّا مرّة مرّة.

هذا دليل على أنّ الوضوء إنّما هو مرّة مرّة لأنّه صلوات الله عليه كان إذا ورد عليه أمران كلاهما لله طاعة أخذ بأحوطهما وأشدّهما على بدنه وإنّ الّذي جاء عنهم عليهم السلام أنّه قال: «الوضوء مرّتان» إنّه هو لمن لم يقنعه مرّة واستزاده فقال: مرّتان، ثمّ قال: ومن

زاد على مرّتين لم يوجر و هذا أقصى غاية الحدّ في الوضوء الّذي من تجاوزه أثم ولم يكن له وضوء وكان كمن صلّى الظّهر خمس ركعات ولولم يطلق عليه السلام في المرّتين لكان سبيلهما سبيل الثّلاث

و روي في رجل كان معه من الماء مقدار كفّ وحضرت الصّلاة قال: فقال: يقسّمه أثلاثاً: ثلث للوجه وثلث لليد اليمنى وثلث لليد اليسرى ويمسح بالبلّة رأسه ورجليه.

﴿باب ١٨﴾

(حد الوجه الذي يغسل والذراعين وكيف يغسل)

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قلت له: أخبرني عن حدّ الوجه الّذي ينبغي له أن يوضّأ الّذي قال الله عزّ وجلّ؟ فقال: الوجه الّذي أمر الله تعالى بغسله الّذي لا ينبغي لأحد أن يزيد عليه ولا ينقص منه، إن زاد عليه لم يوجر وإن نقص منه أثم: ما دارت عليه السّبابة والوسطى والإبهام من قصاص الرّأس إلى الذّقن وما جرت عليه الإصبعان من الوجه مستديراً فهو من الوجه وما سوى ذلك فليس من الوجه. قلت: الصّدغ ليس من الوجه؟ قال: لا.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد؛ ومحمّد بن الحسين، عن صفوان، عن العلاء، عن محمّد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته عن الرّجل يتوضّأ أيبطن لحيته؟ قال: لا.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن عبدالله بن محمّد بن عيسى، عن أبيه، عن ابن المغيرة، عن السّكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لا تضربوا وجوهكم بالماء ضرباً إذا توضّأتم ولكن شنّوا الماء شنّاً.

٤ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن إسماعيل بن مهران قال: كتبت إلى الرّضا عليه السلام أسأله عن حدّ الوجه فكتب: من أوّل الشّعر إلى آخر الوجه وكذلك الجبينين.

٥ ـ محمّد بن الحسن وغيره، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن الحكم، عن الهيثم ابن عروة التّميميّ قال سألت أبا عبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ: «فاغسلوا وجوهكم

وأيديكم إلى المرافق » فقلت : هكذا ومسحت من ظهر كفي إلى المرفق ، فقال : ليس هكذا تنزيلها إنّما هي «فاغسلوا وجوهكم وأيديكم من المرافق» ، ثمّ أمرّ يده من مرفقه إلى أصابعه .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أخيه إسحاق بن إبراهيم ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : فرض الله على النّساء في الوضوء للصّلاة أن يبتدئن بباطن أذرعهنّ وفي الرّجال بظاهر الذّراع .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي نجران ، عن عاصم بن حميد ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن الأقطع اليد والرّجل قال : يغسلهما

٨ ـ [و] عنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن رفاعة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الأقطع ؟ قال : يغسل ما قطع منه

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه موسى بن جعفر عليهما السلام قال : سألته عن رجل قطعت يده من المرفق كيف يتوضّأ ؟ قال : يغسل ما بقي من عضده .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام أنّ أناساً يقولون : إنّ بطن الأذنين من الوجه وظهرهما من الرّأس ؟ فقال : ليس عليهما غسل ولا مسح .

« باب ١٩ »

☆(مسح الرأس والقدمين)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن شاذان بن الخليل النّيسابوريّ عن معمّر بن عمر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : يجزىء من المسح على الرّأس موضع ثلاث أصابع وكذلك الرّجل .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الأذنان ليسا من الوجه ولا من الرّأس ؛ قال : وذكر المسح فقال : امسح على مقدّم رأسك وامسح على القدمين وابدأ بالشّقّ الأيمن .

٣ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن شاذان بن الخليل ، عن يونس ، عن حمّاد ، عن الحسين قال : قلت : لأبي عبدالله عليه السلام رجل توضّأ وهو معتمّ فثقل عليه نزع العمامة لمكان البرد ؟ فقال : ليدخل إصبعه .

٤ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ألا تخبرني من أين علمت وقلت : إنّ المسح ببعض الرّأس وبعض الرّجلين ؟ فضحك ثمّ قال : يازرارة قال : رسول الله صلى الله عليه وآله ونزل به الكتاب من الله لأنّ الله عزّ وجلّ يقول : « فاغسلوا وجوهكم » فعرفنا أنّ الوجه كلّه ينبغي أن يغسل ثمّ قال : « وأيديكم إلى المرافق » ثمّ فصّل بين الكلام فقال : « وامسحوا برؤوسكم » فعرفنا حين قال : « برؤوسكم » أنّ المسح ببعض الرأس لمكان الباء ، ثمّ وصل الرّجلين بالرّأس كما وصل اليدين بالوجه : فقال : « وأرجلكم إلى الكعبين » فعرفنا حين وصلها بالرّأس أنّ المسح على بعضها ثمّ فسّر ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله للنّاس فضيّعوه ثمّ قال : « فلم تجدوا ماء فتيمّموا صعيداً طيّباً فامسحوا بوجوهكم وأيديكم منه » فلمّا وضع الوضوء إن لم تجدوا الماء أثبت بعض الغسل مسحاً لأنّه قال : « بوجوهكم » ثمّ وصل بها « وأيديكم » ثمّ قال : « منه » أي من ذلك التيمّم لأنّه علم أنّ ذلك أجمع لم يجر على الوجه لأنّه يعلق من ذلك الصّعيد ببعض الكفّ ولا يعلق ببعضها ، ثمّ قال : « ما يريد الله ليجعل عليكم (في الدّين) من حرج » والحرج الضّيق .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال سألته : عن المسح على القدمين كيف هو ؟ فوضع كفّه على الأصابع فمسحها إلى الكعبين إلى ظاهر القدم ، فقلت : جعلت فداك لو أنّ رجلاً قال بإصبعين من أصابعه هكذا ؟ فقال : لا إلّا بكفّه .

٦ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن أحمد ، عن محمد بن عيسى ، عن يونس قال : أخبرني من رأى أبا الحسن عليه السلام بمنى يمسح ظهر قدميه من أعلى القدم إلى الكعب ومن الكعب إلى أعلى القدم ويقول : الأمر في مسح الرّجلين موسّع من شاء مسح مقبلاً ومن شاء مسح مدبراً فإنّه من الأمر الموسّع إن شاء الله .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قال : لو أنّك توضّأت فجعلت مسح الرّجلين غسلاً ثمّ أضمرت أنّ ذلك هو المفترض لم يكن ذلك بوضوء ، ثمّ قال : ابدأ بالمسح على الرّجلين فإن بدا لك غسل فغسلت فامسح بعده ليكون آخر ذلك المفترض .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن الحكم بن مسكين ، عن محمّد بن مروان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إنّه يأتي على الرّجل ستّون وسبعون سنة ماقبل الله منه صلاة ، قلت : وكيف ذاك ؟ قال : لأنّه يغسل ما أمر الله بمسحه .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن عليّ بن إسماعيل ، عن عليّ بن النّعمان ، عن القاسم بن محمّد ، عن جعفر بن سليمان عمّه قال : سألت أبا الحسن موسى عليه السلام قلت : جعلت فداك يكون خفّ الرّجل مخرّقاً فيدخل يده فيمسح ظهر قدمه أيجزئه ذلك ؟ قال : نعم .

١٠ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : توضّأ عليّ عليه السلام فغسل وجهه وذراعيه ثمّ مسح على رأسه وعلى نعليه ولم يدخل يده تحت الشّراك .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الّذي يخضب رأسه بالحنّاء ثمّ يبدوله في الوضوء ؟ قال : لايجوز حتّى يصيب بشرة رأسه بالماء .

﴿ باب ٢٠ ﴾

﴿ مسح الخفّ ﴾

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبان ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المريض هل له رخصة في المسح ؟ قال : لا .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت له في مسح الخفّين تقيّة ؟ فقال[1] : ثلاثة لا أتّقي فيهنّ أحداً : شرب المسكر ، ومسح الخفّين ، ومتعة الحجّ . قال زرارة : ولم يقل : الواجب عليكم ألّا تتّقوا فيهنّ أحداً .

﴿ باب ﴾

☆(الجبائر والقروح و الجراحات)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن الرّضا عليه السلام(٢) عن الكسير تكون عليه الجبائر أو تكون به الجراحة كيف يصنع بالوضوء ، وعند غسل الجنابة ، وغسل الجمعة ؟ قال : يغسل ما وصل إليه الغسل(٤) ممّا ظهر ممّا ليس عليه الجبائر ويدع ما سوى ذلك ممّا لا يستطيع غسله ولا ينزع الجبائر و[لا] يعبث بجراحته .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الجرح كيف يصنع به صاحبه ؟ قال : يغسل ما حوله .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الرّجل يكون به القرحة في ذراعه أو نحو ذلك في موضع الوضوء فيعصبها بالخرقة ويتوضّأ ويمسح عليها إذا توضّأ ؟ فقال : إن كان يؤذيه الماء فليمسح على الخرقة وإن كان لا يؤذيه الماء فلينزع الخرقة ثمّ ليغسلها ، قال : وسألته عن الجرح كيف أصنع به في غسله ؟ قال : اغسل ما حوله .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن عليّ بن الحسن ابن رباط ، عن عبد الأعلى مولى آل سام قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : عثرت فانقطع ظفري فجعلت على إصبعي مرارة فكيف أصنع بالوضوء ؟ قال : يعرف هذا وأشباهه من كتاب الله عزّ وجلّ «ما جعل عليكم في الدين من حرج» امسح عليه .

﴿ باب ٢١ ﴾

☆(الشك في الوضوء ومن نسيه أو قدّم أو أخّر)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن العبّاس بن عامر ، عن عبدالله بن

بكير ، عن أبيه ، قال : قال لي أبوعبدالله عليه السلام : إذا استيقنت أنّك قد أحدثت فتوضّأ وإيّاك أن تحدث وضوءاً أبداً حتّى تستيقن أنّك قد أحدثت .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا كنت قاعداً على وضوء ولم تدر أغسلت ذراعك أم لا فأعد عليها وعلى جميع ما شككت فيه أنّك لم تغسله أو تمسحه ممّا سمّى الله مادمت في حال الوضوء فإذا قمت من الوضوء وفرغت فقد صرت في حال أخرى في صلاة أو غير صلاة فشككت في بعض ما سمّى الله ممّا أوجب الله تعالى عليك فيه وضوءاً فلاشيء عليك وإن شككت في مسح رأسك وأصبت في لحيتك بلّة فامسح بها عليه وعلى ظهر قدميك وإن لم تصب بلّة فلاتنقض الوضوء بالشكّ وامض في صلاتك وإن تيقّنت أنّك لم تتمّ وضوءك فأعد على ماتركت يقيناً حتّى تأتي على الوضوء .

قال حمّاد : وقال حريز : قال زرارة : قلت له : رجل ترك بعض ذراعه أو بعض جسده في غسل الجنابة ؟ فقال : إذا شكّ ثمّ كانت به بلّة وهو في صلاته مسح بها عليه وإن كان استيقن رجع وأعاد عليه الماء مالم يصب بلّة فإن دخله الشكّ وقد دخل في حال أخرى فليمض في صلاته ولاشيء عليه وإن استبان رجع وأعاد الماء عليه وإن رآه وبه بلّة مسح عليه وأعاد الصّلاة باستيقان وإن كان شاكّاً فليس عليه في شكّه شيء فليمض في صلاته .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن ذكرت وأنت في صلاتك أنّك قد تركت شيئاً من وضوئك المفروض عليك فانصرف وأتمّ الّذي نسيته من وضوئك وأعد صلاتك ويكفيك من مسح رأسك أن تأخذ من لحيتك بللها إذا نسيت أن تمسح رأسك فتمسح به مقدّم رأسك .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا نسي الرّجل أن يغسل يمينه فغسل شماله ومسح رأسه ورجليه وذكر بعد ذلك غسل يمينه وشماله ومسح رأسه ورجليه وإن كان إنّما نسي شماله فليغسل الشّمال ولايعيد على ما كان توضّأ وقال : اتبع وضوءك بعضه بعضاً .

٥ ـ عليٌّ ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد ، عن

حريز، عن زرارة قال: قال أبو جعفر عليه السلام: تابع بين الوضوء كما قال الله عزّ وجلّ إبدأ بالوجه ثمّ باليدين ثمّ امسح الرّأس والرّجلين ولا تقدمنّ شيئاً بين يدي شيء، تخالف ما أُمرت به وإن غسلت الذّراع قبل الوجه فابدأ بالوجه وأعد على الذّراع وإن مسحت الرّجل قبل الرّأس فامسح على الرّأس قبل الرّجل ثمّ أعد على الرّجل، إبدأ بما بدأ الله به.

٦ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد؛ وأبي داود جميعاً، عن الحسين بن سعيد، عن فضالة بن أيّوب؛ عن الحسين بن عثمان، عن سماعة، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا نسيت فغسلت ذراعك قبل وجهك فأعد غسل وجهك ثمّ اغسل ذراعيك بعد الوجه فإن بدأت بذراعك الأيسر قبل الأيمن فأعد غسل الأيمن ثمّ اغسل اليسار وإن نسيت مسح رأسك حتّى تغسل رجليك فامسح رأسك ثمّ اغسل رجليك.

٧ـ وبهذا الإسناد قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إذا توضّأت بعض وضوئك فعرضت لك حاجة حتّى ينشف وضوؤك فأعد وضوءك فإنّ الوضوء لا يتبعّض.

٨ـ عليّ بن إبراهيم، عن صالح بن السندي، عن جعفر بن بشير، عن محمّد بن أبي حمزة، عن معاوية بن عمّار قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: ربّما توضّأت فنفد الماء فدعوت الجارية فأبطأت عليّ بالماء فيجفّ وضوئي؟ فقال: أعد.

٩ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن حمّاد بن عثمان، عن حكم بن حكيم قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل نسي من الوضوء الذّراع والرّأس؟ قال: يعيد الوضوء، إنّ الوضوء يتبع بعضه بعضاً.

﴿ باب ٢٣ ﴾

(ما ينقض الوضوء وما لا ينقضه)

١ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان؛ وأحمد بن إدريس، عن محمّد بن عبد الجبار جميعاً، عن صفوان بن يحيى، عن سالم أبي الفضل، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: ليس ينقض الوضوء إلّا ما خرج من طرفيك الأسفلين اللّذين أنعم الله عليك بهما.

٢ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إنّ الشيطان ينفخ في دبر الإنسان حتّى يخيل إليه أنّه قدخرج منه ريح ، فلاينقض الوضوء إلّا ريح تسمعها أو تجد ريحها .

٣ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن ظريف ، عن ثعلبة بن ميمون ، عن عبدالله بن يزيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس في حبّ القرع والدّيدان الصّغار وضوء ، إنّما هو بمنزلة القمّل .

٤ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسن ابن أخي فضيل ، عن فضيل ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يخرج منه مثل حبّ القرع ؟ قال : ليس عليه وضوء . وروي إذا كانت ملطّخة بالعذرة أعاد الوضوء .

٥ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر ولأبي عبدالله عليهما السلام : ما ينقض الوضوء ؟ فقالا : ما يخرج من طرفيك الأسفلين من الدّبر والذّكر ، غائط أو بول أو منيّ أو ريح والنّوم حتّى يذهب العقل وكلّ النّوم يكره إلّا أن تكون تسمع الصوت .

٦ - محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ ، عن علي بن جعفر ، عن أخيه موسى عليه السلام قال : سألته عن الرّجل هل يصلح له أن يستدخل الدّواء ثمّ يصلّي وهو معه أينقض الوضوء ؟ قال : لاينقض الوضوء ولايصلّي حتّى يطرحه .

٧ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يتجشأ فيخرج منه شيء أيعيد الوضوء ؟ قال : لا .

٨ - علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة ، عن أبي اُسامة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن القيء هل ينقض الوضوء ؟ قال : لا .

٩ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ و أبو داود ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن أبان ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا قاء الرّجل وهو على طهر فليتمضمض .

١٠ - محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن محمّد الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يكون على طهر فيأخذ من أظفاره

أو شعره أيعيد الوضوء ؟ فقال : لا ولكن يمسح رأسه وأظفاره بالماء ، قال : قلت : فإنّهم يزعمون أنّ فيه الوضوء ؟ فقال : إن خاصموكم فلا تخاصموهم و قولوا : هكذا السنّة .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : ليس في القبلة ولا مسّ الفرج ولا المباشرة وضوء .

١٢ ـ محمّد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّعاف والحجامة وكلّ دم سائل ؟ فقال : ليس في هذا وضوء إنّما الوضوء من طرفيك اللّذين أنعم الله تعالى بهما عليك .

١٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن معمّر بن خلّاد قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل به علّة لا يقدر على الاضطجاع و الوضوء يشتدّ عليه وهو قاعد مستند بالوسائد فربما أغفي وهو قاعد على تلك الحال ؟ قال : يتوضّأ ، قلت له : إنّ الوضوء يشتدّ عليه لحال علّته ؟ فقال : إذا خفي عليه الصّوت فقد وجب الوضوء عليه ، وقال : يؤخّر الظّهر ويصلّيها مع العصر يجمع بينهما وكذلك المغرب والعشاء .

١٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الخفقة والخفقتين ؟ فقال : ما أدري ما الخفقة والخفقتان إنّ الله يقول : «بل الإنسان على نفسه بصيرة » إنّ عليّاً عليه السلام كان يقول : من وجد طعم النّوم قائماً أو قاعداً فقد وجب عليه الوضوء .

١٥ ـ عليّ بن محمّد ، عن ابن جمهور ، عمّن ذكره ، عن أحمد بن محمّد ، عن سعد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أذنان وعينان تنام العينان ولا تنام الأذنان و ذلك لا ينقض الوضوء فإذا نامت العينان و الأذنان انتقض الوضوء .

١٦ ـ أحمد بن إدريس ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد ، عن مصدق بن صدقة ، عن عمّار الساباطيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الرجل يقرض من شعره بأسنانه أيمسحه بالماء قبل أن يصلّي ؟ قال : لا بأس ، إنّما ذلك في الحديد .

﴿باب ۲۳﴾

☆(الرجل يطأ على العذرة أو غيرها من القذر)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن صالح ، عن الأحول ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال في الرجل يطأ على الموضع الّذي ليس بنظيف ثمّ يطأ بعده مكاناً نظيفاً ؟ قال : لا بأس إذا كان خمسة عشر ذراعاً أو نحو ذلك .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : كنت مع أبي جعفر عليه السلام إذ مرّ على عذرة يابسة فوطأ عليها فأصابت ثوبه ، فقلت : جعلت فداك قد وطئت على عذرة فأصابت ثوبك ؟ فقال : أليس هي يابسة ؟ فقلت : بلى ، فقال : لا بأس ؛ إنّ الأرض تطهّر بعضها بعضاً .

٣ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار ، عن محمّد الحلبيّ قال : نزلنا في مكان بيننا وبين المسجد زقاق قذر فدخلت على أبي عبدالله عليه السلام فقال : أين نزلتم ؟ فقلت : نزلنا في دار فلان ، فقال : إنّ بينكم وبين المسجد زقاقاً قذراً ـ أو قلنا له : إنّ بيننا وبين المسجد زقاقاً قذراً ـ فقال : لا بأس ، الأرض تطهّر بعضها بعضاً ، قلت : والسرقين الرّطب أطأ عليه ؟ فقال : لا يضرّك مثله .

٤ ـ عليّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سنان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يطأ في العذرة أو البول أيعيد الوضوء ؟ قال : لا ولكن يغسل ما أصابه . وفي رواية أُخرى إذا كان جافّاً فلا يغسله .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن المعلّى ابن خنيس قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الخنزير يخرج من الماء فيمرّ على الطريق فيسيل منه الماء ، أمرّ عليه حافياً ؟ فقال : أليس وراءه شيء جافّ ؟ قلت : بلى ، قال : فلا بأس ، إنّ الأرض تطهّر بعضها بعضاً .

﴿باب ۲۴﴾

☆(المذي والودي)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله

عليه السلام قال : إن سال من ذكرك شيء من مذي أو ودي وأنت في الصلاة فلا تغسله ولا تقطع الصلاة ولا تنقض له الوضوء وإن بلغ عقيبك فإنما ذلك بمنزلة النخامة وكل شيء يخرج منك بعد الوضوء فإنه من الحبائل أو من البواسير و ليس بشيء ، فلا تغسله من ثوبك إلا أن تقذره .

٢ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضال ، عن ابن بكير ، عن عمر بن حنظلة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المذي ، فقال : ما هو والنخامة إلا سواء .

٣ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن بريد بن معاوية قال : سألت أحدهما عليهما السلام عن المذي ، فقال : لا ينقض الوضوء ولا يغسل منه ثوب ولا جسد إنما هو بمنزلة المخاط والبزاق .

٤ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن المذي يسيل حتى يصيب الفخذ ؛ فقال : لا يقطع صلاته ولا يغسله من فخذه ، إنه لم يخرج من مخرج المني ، إنما هو بمنزلة النخامة .

﴿باب ٢٥ انواع الغسل﴾

١ ـ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ و ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : الغسل من الجنابة ويوم الجمعة والعيدين وحين تحرم وحين تدخل مكة والمدينة ويوم عرفة ويوم تزور البيت و حين تدخل الكعبة وفي ليلة تسع عشرة وإحدى و عشرين وثلاث وعشرين من شهر رمضان ومن غسل ميتاً .

٢ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن غسل الجمعة فقال : واجب في السفر والحضر إلا أنه رخص للنساء في السفر لقلة الماء ، وقال : غسل الجنابة واجب و غسل الحائض إذا طهرت واجب و غسل المستحاضة واجب إذا احتشت بالكرسف فجاز الدم الكرسف فعليها الغسل لكل صلاتين وللفجر غسل وإن لم يجز الدم الكرسف فعليها الغسل كل يوم مرة والوضوء لكل صلاة وغسل النفساء واجب وغسل المولود واجب وغسل الميت واجب وغسل الزيارة واجب وغسل دخول البيت واجب وغسل الاستسقاء واجب وغسل أول ليلة من شهر رمضان يستحب

وغسل ليلة إحدى وعشرين وغسل ليلة ثلاث وعشرين سنّة لاتتركهافإنّه يرجى في إحديهنّ ليلة القدر وغسل يوم الفطر وغسل يوم الأضحى سنّة، لاأحبّ تركها وغسل الإستخارة يستحبّ ، العمل في غسل الثلاث اللّيالي من شهر رمضان ليلة تسعة عشرة وإحدى وعشرين وثلاث وعشرين .

﴿ باب ٢٦ ﴾

☆(مايجزىء الغسل منه اذا اجتمع)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : إذا اغتسلت بعد طلوع الفجر أجزأك غسلك ذلك للجنابة والجمعة وعرفة والنحر والحلق والذبح والزيارة و إذا اجتمعت عليك حقوق أجزأها عنك غسل واحد ؛ قال : ثمّ قال : وكذلك المرأة يجزئها غسل واحد لجنابتها وإحرامها وجمعتها وغسلها من حيضها وعيدها .

﴿ باب ٢٧ ﴾

☆(وجوب الغسل يوم الجمعة)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : سألته عن الغسل يوم الجمعة فقال : واجب على كلّ ذكر وأُنثى ، عبد أو حرّ .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الغسل يوم الجمعة على الرّجال والنّساء في الحضر وعلى الرّجال في السّفر وليس على النّساء في السّفر وفي رواية أُخرى أنّه رخّص للنّساء في السّفر لقلّة الماء .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن سيف ، عن أبيه سيف بن عميرة ، عن الحسين بن خالد قال : سألت أبا الحسن الأوّل عليه السلام كيف صار غسل يوم الجمعة واجباً ؟ فقال : إنّ الله تبارك وتعالى أتمّ صلاة الفريضة بصلاة النّافلة ؛ وأتمّ صيام الفريضة بصيام النافلة ؛ وأتمّ وضوء الفريضة بغسل يوم الجمعة ، ما كان في ذلك من سهو أو تقصير أو نسيان [أو نقصان] .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر ، عن عبدالله بن حمّاد الأنصاري ، ١
عن صباح المزني ، عن الحارث بن حصيرة ، عن الأصبغ قال : كان أمير المؤمنين عليه السلام

إذا أراد أن يوبخ الرّجل يقول: والله لأنت أعجز من التّارك الغسل يوم الجمعة وإنّه لايزال في طهر إلى الجمعة الأُخرى.

٥ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن موسى ، عن أُمّه وأُمّ أحمد بنت موسى قالتا: كنّا مع أبي الحسن عليه السلام بالبادية ونحن نريد بغداد فقال لنا يوم الخميس: اغتسلا اليوم لغد يوم الجمعة فإنّ الماء بها غداً قليل، فاغتسلنا يوم الخميس ليوم الجمعة.

٦ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن حريز، عن بعض أصحابنا، عن أبي جعفر عليه السلام قال: لابدّ من غسل يوم الجمعة في السّفر والحضر فمن نسي فليعد من الغد؛ وروي فيه رخصة للعليل.

«باب ٢٨»

صفة الغسل والوضوء قبله و بعده والرجل يغتسل في مكان غير طيب وما يقال عند الغسل وتحويل الخاتم عند الغسل

١ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين؛ ومحمّد بن اسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن صفوان بن يحيى؛ عن العلاء بن رزين، عن محمّد بن مسلم، عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته عن غسل الجنابة فقال: تبدأ بكفّيك فتغسلهما ثمّ تغسل فرجك ثمّ تصبّ الماء على رأسك ثلاثاً ثم تصبّ الماء على سائر جسدك مرّتين فماجرى عليه الماء فقد طهر.

٢ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حمّاد بن عيسى، عن ربعيّ بن عبدالله عن أبي عبدالله عليه السلام قال: يفيض الجنب على رأسه الماء ثلاثاً، لايجزئه أقلّ من ذلك.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حماد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قلت[1]: كيف يغتسل الجنب؟ فقال: إن لم يكن أصاب كفّه شيء[2] غمسها في الماء ثمّ بدأ بفرجه فأنقاه بثلاث غرف ثمّ صبّ على رأسه ثلاث أكفّ ثمّ صبّ على منكبه الأيمن مرّتين وعلى منكبه الأيسر مرّتين فماجرى عليه الماء فقد أجزأه.

٤ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن بعض أصحابنا قال: قال: تقول في غسل الجمعة: «اللّهمّ طهّر قلبي من كلّ آفة تمحق بها ديني

وتبلل بها عملي » وتقول في غسل الجنابة : « اللّهمّ طهّر قلبي وزكّ عملي وتقبّل سعيي واجعل ما عندك خيراً لي » .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إذا ارتمس الجنب في الماء ارتماسة واحدة أجزأه ذلك من غسله .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال : سألته عن المرأة عليها السّوار والدّملج في بعض ذراعها ، لاتدري يجري الماء تحته أم لا ، كيف تصنع إذا توضّأت أو اغتسلت ؟ قال : تحرّكه حتّى يدخل الماء تحته أو تنزعه . وعن الخاتم الضيّق لايدري هل يجري الماء تحته إذا توضّأ أم لا ، كيف يصنع ؟ قال : إن علم أنّ الماء لايدخله فليخرجه إذا توضّأ .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر اليمانيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ عليّاً عليه السلام لم ير بأساً أن يغسل الجنب رأسه غدوة ويغسل سائر جسده عند الصّلاة .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من اغتسل من جنابة فلم يغسل رأسه ثمّ بدا له أن يغسل رأسه لم يجد بدّاً من إعادة الغسل .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن حمّاد ، عن بكر بن كرب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يغتسل من الجنابة أيغسل رجليه بعد الغسل ؟ فقال : إن كان يغتسل في مكان يسيل الماء على رجليه بعد الغسل فلا عليه أن لا يغسلهما وإن كان يغتسل في مكان يستنقع رجلاه في الماء فليغسلهما .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن أبي يحيى الواسطي ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك أغتسل في الكنيف الّذي يبال فيه وعليّ نعل سنديّة ؟ فقال : إن كان الماء الّذي يسيل من جسدك يصيب أسفل قدميك فلا تغسل قدميك .

۱۱ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن شاذان بن الخليل ، عن يونس ، عن يحيى بن طلحة ، عن أبيه ، عن عبدالله بن سليمان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : الوضوء بعد الغسل بدعة .

۱۲ ـ محمّد بن يحيى ؛ وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن ابن أبي عمير ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كلّ غسل قبله وضوء إلّا غسل الجنابة ،

۱۳ و روي أنّه ليس شيء من الغسل فيه وضوء إلّا غسل يوم الجمعة فإنّ قبله وضوء . وروي أيّ وضوء أطهر من الغسل .

۱٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الخاتم إذا اغتسلت؟ قال : حوّله من مكانه ؛ وقال في الوضوء : تديره و إن نسيت حتّى تقوم في الصّلاة فلا آمرك أن تعيد الصّلاة .

۱٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اغتسل أبي من الجنابة فقيل له : قد أبقيت لمعة في ظهرك لم يصبها الماء ، فقال له : ما كان عليك لو سكتّ ، ثمّ مسح تلك اللّمعة بيده .

۱٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن ابن مسكان ، عن محمّد الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتنقض المرأة شعرها إذا اغتسلت من الجنابة .

۱۷ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عمّا تصنع النّساء في الشعر والقرون فقال : لم تكن هذه المشطة إنّما كنّ يجمعنه ثمّ وصف أربعة أمكنة ثمّ قال : يبالغن في الغسل .

﴿ باب ۲۹ ﴾

☆(مايوجب الغسل على الرجل و المرأة)☆

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين

عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته متى يجب الغسل على الرّجل والمرأة ؟ فقال : إذا أدخله فقد وجب الغسل والمهر والرّجم .

٢ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن إسماعيل قال : سألت الرّضا عليه السلام عن الرّجل يجامع المرأة قريباً من الفرج فلا ينزلان متى يجب الغسل؟ فقال : إذا التقى الختانان فقد وجب الغسل ، فقلت : التقاء الختانين هو غيبوبة الحشفة ؟ قال : نعم .

٣ ـ وبهذا الإسناد ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ بن يقطين ، عن أخيه الحسين ، عن عليّ بن يقطين قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرّجل يصيب الجارية البكر لايفضي إليها ولاينزل[٢] عليها أعليها غسل ؟ وإن كانت ليست ببكر ثمّ أصابها ولم يفض إليها أعليها غسل ؟ قال : إذا وقع الختان على الختان فقد وجب الغسل البكر وغير البكر[٣] .

٤ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن عبيدالله الحلبيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام ، عن المفخّذ عليه غسل ؟ قال : نعم إذا انزل .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن إسماعيل بن سعد الأشعريّ قال : سألت الرّضا عليه السلام عن الرّجل يلمس فرج جاريته حتّى تنزل الماء من غير أن يباشر ، يعبث بها بيده حتّى تنزل ؟ قال : إذا انزلت من شهوة فعليها الغسل .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع قال : سألت الرّضا عليه السلام عن الرّجل يجامع المرأة فيما دون الفرج و تنزل المرأة عليها غسل ؟ قال : نعم .

٧ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن الحسين بن سعيد عن محمّد بن الفضيل قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن المرأة تعانق زوجها من خلفه فتحرّك على ظهره فتأتيها الشّهوة فتنزل الماء عليها الغسل أو لا يجب عليها الغسل ؟ قال : إذا جاءتها الشّهوة فأنزلت الماء وجب عليه الغسل .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن البرقيّ رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال :

إذا اتى الرّجل المرأة في دبرها فلم ينزل فلا غسل عليهما و إن انزل فعليه الغسل ولا غسل عليها .

﴿باب ۳﴾

✿(احتلام الرجل والمرأة)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء ، قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يرى في المنام حتّى يجد الشّهوة فهو يرى أنّه قد احتلم فإذا استيقظ لم يرفي ثوبه الماء ولا في جسده ؟ قال : ليس عليه الغسل . وقال : كان عليّ عليه السلام يقول : إنّما الغسل من الماء الأكبر فإذا رأى في منامه ولم ير الماء الأكبر فليس عليه غسل .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل احتلم فلمّا انتبه وجد بللاً ؟ فقال : ليس بشيء إلّا أن يكون مريضاً فعليه الغسل .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : إذا كنت مريضاً فأصابتك شهوة فإنّه ربّما كان هو الدّافق لكنّه يجيىء مجيئاً ضعيفاً ليس له قوّة لمكان مرضك ، ساعة ، بعد ساعة ، قليلاً قليلاً فاغتسل منه .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن المغيرة ، عن حريز ، عن ابن أبي يعفور قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرّجل يرى في المنام ويجد الشّهوة فيستيقظ وينظر فلا يجد شيئاً ، ثمّ يمكث بعد فيخرج ؟ قال : إن كان مريضاً فليغتسل وإن لم يكن مريضاً فلا شيء عليه ، قال : فقلت له : فما فرق بينهما ؟ فقال : لأنّ الرجل إذا كان صحيحاً جاء بدفقة وقوّة وإذا كان مريضاً لم يجيء إلّا بعد .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته ، عن المرأة ترى في المنام مايرى الرّجل ؟ قال : إذا انزلت فعليها الغسل وإن لم تنزل فليس عليها الغسل .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت

أباعبدالله عليه السلام عن المرأة ترى أنّ الرّجل يجامعها في المنام في فرجها حتّى تنزل؟ قال: تغتسل. وفي رواية اُخرى، قال: عليها غسل ولكن لاتحدّثوهن بهذا فيتّخذنه علّة.

٧ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل ينام ولم ير في نومه أنّه احتلم فيجد في ثوبه و على فخذه الماء هل عليه غسل؟ قال: نعم.

﴿باب ٣١﴾

☆(الرجل والمرأة يغتسلان من الجنابة ثم يخرج منهما شيء بعد الغسل)☆

١ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن عبدالله بن مسكان، عن سليمان بن خالد، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن رجل أجنب فاغتسل قبل أن يبول، فخرج منه شيء؟ قال: يعيد الغسل، قلت: فالمرأة يخرج منها بعد الغسل؟ قال: لاتعيد، قلت: فمافرق بينهما؟ قال: لأنّ مايخرج من المرأة إنّما هو من ماء الرّجل.

٢ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سئل عن الرّجل يغتسل ثم يجد بعد ذلك بللاً وقد كان بال قبل أن يغتسل؟ قال: إن كان بال قبل أن يغتسل فلا يعيد الغسل.

٣ - الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن أبان بن عثمان، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن المرأة تغتسل من الجنابة ثمّ ترى نطفة الرّجل بعد ذلك هل عليها غسل؟ فقال: لا.

٤ - أبوداود، عن الحسين بن سعيد، عن أخيه الحسن، عن زرعة، عن سماعة قال: سألته (١) عن الرّجل يجنب ثمّ يغتسل قبل أن يبول فيجد بللاً بعد ما يغتسل؟ قال: يعيد الغسل، و إن كان بال قبل أن يغتسل فلايعيد غسله ولكن يتوضّأ ويستنجي

﴿باب ٣٢﴾

☆(الجنب يأكل ويشرب ويقرأ ويدخل المسجد ويختضب ويدهن)☆
☆(و يطلي و يحتجم)☆

١ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ و محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً،

عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الجنب إذا أراد أن يأكل و يشرب غسل يده و تمضمض وغسل وجهه وأكل وشرب .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الجنب يأكل ويشرب ويقرأ ؟ قال : نعم يأكل ويشرب ويقرأ ويذكر الله عزّ وجلّ ماشاء .

٣ ـ علي بن محمد ؛ و محمد بن الحسن ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نصر ، عن جميل ابن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : للجنب أن يمشي في المساجد كلّها ولا يجلس فيها إلّا المسجد الحرام ومسجد الرّسول صلى الله عليه وآله .

٤ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الجنب يجلس في المساجد ؟ قال : لا ولكن يمرّ فيها كلّها إلّا المسجد الحرام ومسجد الرّسول صلى الله عليه وآله .

٥ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن حمّاد بن عيسى ، عن الحسين بن المختار ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عمّن قرأ في المصحف وهو على غير وضوء ؟ قال : لا بأس ولا يمسّ الكتاب .

٦ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عبدالله بن بحر ، عن حريز قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الجنب يدّهن ثمّ يغتسل ؟ قال : لا

٧ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن إبراهيم بن أبي محمود قال : قلت للرضا عليه السلام : الرّجل يجنب فيصيب جسده و رأسه الخلوق(١) و الطّيب والشيء اللّكد مثل علك الرّوم والطّرار وما أشبهه فيغتسل فإذا فرغ وجد شيئاً قد بقي في جسده من أثر الخلوق الطّيب و غيره قال : لا بأس .

٨ ـ أبو داود ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الجنب والحائض يتناولان من المسجد المتاع يكون فيه ؟ قال : نعم ولكن لا يضعان في المسجد شيئاً .

٩ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي نصر ، عن أبي جميلة ، عن أبي الحسن الأوّل عليه السلام قال : لا بأس أن يختضب الجنب ويجنب المختضب ويطلي بالنّورة

و روي أيضاً أنّ المختضب لايجنب حتّى يأخذ الخضاب و أمّا في أوّل الخضاب فلا .

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن الرّجل يجنب ثمّ يريد النّوم ؟ قال : إن أحبّ أن يتوضّأ فليفعل والغسل أحبّ إليّ وأفضل من ذلك فإن هو نام ولم يتوضّأ ولم يغتسل فليس عليه شيء إن شاء الله تعالى .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لابأس بأن يختجم الرّجل وهو جنب .

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ؛ عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لابأس أن يختضب الرّجل ويجنب وهو مختضب ولابأس أن يتنوّر الجنب و يحتجم ويذبح ولايذوق شيئاً حتّى يغسل يديه ويتمضمض فإنّه يخاف منه الوضح .

﴿باب ٣٣﴾

☆(الجنب يعرق في الثوب أو يصيب جسده ثوبه وهو رطب)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة ، عن أبي اُسامة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الجنب يعرق في ثوبه أو يغتسل فيعانق امرأته و يضاجعها وهي حائض أو جنب فيصيب جسده من عرقها ؟ قال : هذا كلّه ليس بشيء .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي اُسامة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : يصيبني السّماء وعليّ ثوب فتبلّه وأنا جنب فيصيب بعض ما أصاب جسدي من المنيّ أفاُصلّي فيه ؟ قال : نعم .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام و أنا حاضر عن رجل أجنب في ثوبه فيعرق فيه ، فقال : ما أرى به بأساً ، فقيل : إنّه يعرق حتّى لو شاء أن يعصره عصره ؟ قال : فقطّب أبو عبدالله عليه السلام في وجه الرّجل وقال : إن أبيتم فشيء من ماء ينضحه به .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن حمزة بن

حمران ؟ عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : لا يجنب الثّوب الرّجل ولا يجنب الرّجل الثّوب .

٥ - محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن أبي أسامة قال : سألت أبا عبدالله عليه‌السلام عن الثّوب تكون فيه الجنابة فتصيبني السّماء حتّى يبتلّ عليّ ؟ قال : لا بأس .

٦ - عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه‌السلام : الرّجل يبول وهو جنب ثمّ يستنجي فيصيب ثوبه جسده وهو رطب ؟ قال : لا بأس .

﴿ باب ٣٣ ﴾

✡(المني والمذي يصيبان الثوب والجسد)✡

١ - الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : سألته عن المنيّ يصيب الثّوب ؟ قال : إن عرفت مكانه فاغسله وإن خفي عليك مكانه فاغسله كلّه .

٢ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن ميسر قال : قلت لأبي عبدالله عليه‌السلام : آمر الجارية فتغسل ثوبي من المنيّ فلا تبالغ غسله فأصلّي فيه فإذا هو يابس ؟ قال : أعد صلاتك ، أمّا إنّك لو كنت غسلت أنت لم يكن عليك شيء .

٣ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته[٢] عن المنيّ يصيب الثّوب ، قال : اغسل الثّوب كلّه إذا خفي عليك مكانه قليلاً كان أو كثيراً .

٤ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : إذا احتلم الرّجل فأصاب ثوبه شيء فليغسل الّذي أصابه و إن

فقلت له : أليس لحومها حلالاً ؟ قال : بلى ولكن ليس ممّا جعله الله للأكل .

٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي مريم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما تقول في أبوال الدّوابّ و أرواثها ؟ قال : أمّا أبوالها فاغسل إن أصابك وأمّا أرواثها فهي أكثر من ذلك .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن البرقيّ ، عن أبان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بروث الحمير واغسل أبوالها .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن أصاب الثّوب شيء من بول السّنّور فلا يصلح الصّلاة فيه حتّى تغسله .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كلّ شيء يطير فلا بأس ببوله و خرئه .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي الأعزّ النّخّاس(١) قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي أعالج الدّوابّ فربّما خرجت باللّيل وقد بالت وراثت فيضرب أحدها برجله أو يده فينضح على ثيابي فأصبح فأرى أثره فيه ؟ فقال : ليس عليك شيء .

« باب ٣ »

(الثوب يصيبه الدم والمدة)(٢) .

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن معاوية بن حكيم ، عن المعلّى أبي عثمان ، عن أبي بصير قال : دخلت على أبي جعفر عليه السلام وهو يصلّي ، فقال لي قائدي : إنّ في ثوبه دماً فلمّا انصرف قلت له : إنّ قائدي أخبرني أنّ بثوبك دماً ، فقال لي : إنّ بي دماميل ولست أغسل ثوبي حتّى تبرأ .

٢ ـ أحمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الرّجل به القرح أو الجرح ولا يستطيع أن يربطه ولا يغسل دمه ؟ قال : يصلّي ولا يغسل ثوبه كلّ يوم إلّا مرّة فإنّه لا يستطيع أن يغسل ثوبه كلّ ساعة .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت له : الدَّم يكون في الثّوب عليَّ وأنا في الصّلاة ؟ قال : إن رأيت وعليك ثوب غيره فاطرحه وصلّ وإن لم يكن عليك غيره فامض في صلاتك ولا إعادة عليك مالم يزد على مقدار الدِّرهم وما كان أقلَّ من ذلك فليس بشيء ، رأيته قبل أولم تره وإذا كنت قد رأيته و هو أكثر من مقدار الدِّرهم فضيّعت غسله و صلّيت فيه صلاة كثيرة فأعد ما صلّيت فيه .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليِّ ، عن السّكونيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ عليّاً عليه السلام كان لايرى بأساً بدم مالم يذكّ يكون في الثوب فيصلّي فيه الرَّجل يعني دم السّمك .

٥ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار السّاباطيّ قال : سئل أبوعبدالله عليه السلام عن رجل يسيل من أنفه الدَّم هل عليه أن يغسل باطنه؟ يعني جوف الأنف ، فقال : إنّما عليه أن يغسل ما ظهر منه .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن العبد الصّالح عليه السلام قال : سألته أمُّ ولد لأبيه فقالت : جعلت فداك إنّي أُريد أن أسألك عن شيء وأنا أستحيي منه ؟ قال : سلي ولاتستحيي ، قالت : أصاب ثوبي دم الحيض فغسلته فلم يذهب أثره ؟ فقال : اصبغيه بمشق حتّى يختلط ويذهب .

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : دمك أنظف من دم غيرك إذا كان في ثوبك شبه النّضح من دمك فلا بأس وإن كان دم غيرك قليلاً أوكثيراً فاغسله .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن سنان ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيِّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن دم البراغيث يكون في الثّوب هل يمنعه ذلك من الصلاة فيه ؟ قال : لا وإن كثر فلا بأس أيضاً بشبهه من الرّعاف ينضحه ولايغسله .

«باب»

☆(الوقت الذي يوجب التيمم ومن تيمّم ثم وجد الماء)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم قال : سمعته يقول : إذا لم تجد ماء و أردت التيمّم فأخّر التيمّم إلى آخر الوقت فإن فاتك الماء لم تفتك الأرض .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : إذا لم يجد المسافر الماء فليطلب مادام في الوقت فإذا خاف أن يفوته الوقت فليتيمّم وليصلّ في آخر الوقت فإذا وجد الماء فلاقضاء عليه وليتوضّأ لما يستقبل .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إذا لم يجد الرّجل طهوراً و كان جنباً فليمسح من الأرض و يصلّي ، فإذا وجد ماءاً فليغتسل وقد أجزأته صلاته الّتي صلّى .

٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وعليّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : يصلّي الرّجل بوضوء واحد صلاة اللّيل و النّهار كلّها ؟ قال : نعم مالم يحدث ، قلت : فيصلّي بتيمّم واحد صلاة اللّيل والنهار كلّها ؟ قال : نعم مالم يحدث أو يصب ماءاً ، قلت : فإن أصاب الماء و رجا أن يقدر على ماء آخر و ظنّ أنّه يقدر عليه كلّما أراد ، فعسر ذلك عليه ؟ قال : ينقض ذلك تيمّمه و عليه أن يعيد التيمّم ، قلت : فإن أصاب الماء وقد دخل في الصلاة ؟ قال : فلينصرف و ليتوضّأ مالم يركع فإن كان قد ركع فليمض في صلاته فإنّ التيمّم أحد الطّهورين .

٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالله بن عاصم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل لايجد الماء فيتيمّم و يقيم في الصلاة فجاء الغلام فقال : هوذا الماء ؟ فقال : إن كان لم يركع فلينصرف وليتوضّأ وإن كان

قدر ... وليمض في صلاته .

٦ ـ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن داود الرقي قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أكون في السفر وتحضر الصلاة وليس معي ماء ويقال : إن الماء قريب منا أفأطلب الماء وأنا في وقت يميناً وشمالاً ؟ قال : لاتطلب الماء ولكن تيمم فإني أخاف عليك التخلف عن أصحابك فتضل فيأكلك السبع .

٧ ـ أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرجل يمر بالركية وليس معه دلو ؟ قال : ليس عليه أن ينزل الركية ، إن رب الماء هو رب الأرض فليتيمم .

٨ ـ الحسين بن محمد ، عن معلى بن محمد ، عن الوشاء ، عن حماد بن عثمان ، عن يعقوب بن سالم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل لايكون معه ماء والماء عن يمين الطريق ويساره غلوتين أو نحو ذلك ؟ قال : لا آمره أن يغرر بنفسه فيعرض له لص أو سبع .

٩ ـ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان ، عن منصور بن حازم ، عن ابن أبي يعفور ؛ وعنبسة بن مصعب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أتيت البئر وأنت جنب فلم تجد دلواً ولا شيئاً تغرف به فتيمم بالصعيد فإن رب الماء و رب الصعيد واحد ولاتقع في البئر ولاتفسد على القوم ماءهم .

١٠ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير قال : سألته عن رجل كان في سفر وكان معه ماء فنسيه و تيمم وصلى ثم ذكر أن معه ماء قبل أن يخرج الوقت ؟ قال : عليه أن يتوضأ ويعيد الصلاة . قال : وسألته عن تيمم الحائض والجنب سواء إذا لم يجدا ماءاً ؟ قال : نعم .

﴿باب﴾

﴿الرجل يكون معه الماء القليل في السفر و يخاف العطش﴾

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن ابن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أصابته جنابة في السفر وليس معه ماء إلا قليل وخاف إن هو اغتسل أن يعطش ، قال : إن خاف عطشاً فلا يهريق منه قطرة و ليتيمم بالصعيد فإن الصعيد

أحبّ إليّ .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن ابن أبي يعفور قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرَّجل يجنب ومعه من الماء قدر ما يكفيه لشربه أيتيمّم أو يتوضّأ ؟ قال : التيمّم أفضل ألا ترى أنّه إنّما جعل عليه نصف الطّهور .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمّد بن حمران و جميل قالا : قلنا لأبي عبدالله عليه السلام : إمام قوم أصابته جنابة في السّفر وليس معه ماء يكفيه للغسل أيتوضّأ بعضهم ويصلّي بهم ؟ قال : لا ولكن يتيمّم ويصلّي بهم فإنّ الله عزّ وجلّ قد جعل التراب طهوراً .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة قال : إن كانت الأرض مبتلّة و ليس فيها تراب ولا ماء فانظر أجفّ موضع تجده فتيمّم من غباره أو شيء مغبّر و إن كان في حال لا تجد إلّا الطّين فلا بأس أن تتيمّم به .

٤٣ «باب»

«(الرجل يصيبه الجنابة فلا يجد الا الثلج أو الماء الجامد)»

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن حمّاد ابن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل أجنب في السّفر ولم يجد إلّا الثلج أو ماءاً جامداً ؟ فقال : هو بمنزلة الضرورة يتيمّم ولا أرى أن يعود إلى هذه الأرض الّتي توبق دينه .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه رفعه قال : قال : إن أجنب فعليه أن يغتسل على ما كان عليه وإن احتلم تيمّم .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن جعفر بن بشير ، عمّن رواه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل أصابته الجنابة في ليلة باردة يخاف على نفسه التّلف إن اغتسل ؟ قال : يتيمّم و يصلّي فإذا أمن البرد اغتسل وأعاد الصّلاة .

«باب ۴۳»

«التيمم بالطين»

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كنت في حال لاتقدر إلّا على الطّين فتيمّم به فإنّ الله أولى بالعذر ، إذا لم يكن معك ثوب جاف أو لبد تقدر أن تنفضه وتتيمّم به

صعيد طيّب وماء طهور

«باب ۴۴»

«الكسير والمجدور ومن به الجراحات وتصيبهم الجنابة»

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيّوب الخزّاز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرّجل يكون به القرح والجراحة يجنب ؟ قال : لا بأس بأن لا يغتسل ، [و] يتيمّم .

۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يتيمّم المجدور والكسير بالتّراب إذا أصابته الجنابة .

۳ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن أحمد رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن مجدور أصابته جنابة ؟ قال : إن كان أجنب هو فليغتسل وإن كان احتلم فليتيمّم .

۴ ـ أحمد بن محمّد ، عن بكر بن صالح ؛ وابن فضّال ، عن عبدالله بن إبراهيم الغفاري ، عن جعفر بن إبراهيم الجعفري ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ النبيّ صلى الله عليه وآله ذكر له أنّ رجلاً أصابته جنابة على جرح كان به ، فأمر بالغسل فاغتسل فكزّ فمات فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : قتلوه قتلهم الله إنّما كان دواء العيّ السّؤال .

۵ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمّد بن سكين[3] وغيره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قيل له : إنّ فلاناً أصابته جنابة وهو مجدور فغسّلوه فمات ، فقال : قتلوه ، ألّا سألوا ، ألا يمّموه ، إنّ شفاء العيّ السّؤال .

قال . وروي ذلك في الكسير والمبطون يتيمّم ولا يغتسل .

« باب النوادر »

١ ـ عليُّ بن محمّد بن عبدالله ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء قال : دخلت على الرِّضا عليه السلام وبين يديه إبريق يريد أن يتهيّأ منه للصّلاة فدنوت منه لأصبَّ عليه فأبى ذلك وقال : مه ياحسن فقلت له : لم تنهاني أن أصبَّ على يدك ، تكره أن اُؤجر ؟ قال : تؤجر أنت واُوزر أنا ، فقلت له : وكيف ذلك ؟ فقال : أما سمعت الله عزَّ وجلَّ يقول : «فمن كان يرجو لقاء ربّه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربّه أحداً » وها أناذا أتوضّأ للصّلاة وهي العبادة فأكره أن يشركني فيها أحدٌ.

٢ ـ عليُّ بن محمّد ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ ، عن القدّاح عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله افتتاح الصّلاة الوضوء وتحريمها التكبير وتحليلها التّسليم .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن صالح بن السّندي ، عن جعفر بن بشير ، عن صباح الحذّاء ، عن أبي اُسامة قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فسأله رجلٌ من المغيرية عن شيء من السّنن فقال : ما من شيء يحتاج إليه أحدٌ من ولد آدم إلّا وقد جرت فيه من الله ومن رسوله سنّة ، عرفها من عرفها وأنكرها من أنكرها ، فقال رجل : فما السنّة في دخول الخلاء ؟ قال : تذكر الله وتتعوَّذ بالله من الشيطان الرَّجيم وإذا فرغت قلت : « الحمد لله على ما أخرج منّي من الأذى في يسر وعافية » . قال الرَّجل : فالإنسان يكون على تلك الحال ولا يصبر حتّى ينظر إلى ما يخرج منه ؟ قال : إنّه ليس في الأرض آدميٌّ إلّا ومعه ملكان موكّلان به فإذا كان على تلك الحال ثنيا برقبته ثمَّ قالا : ياابن آدم انظر إلى ما كنت تكدح له في الدّنيا إلى ماهو صائر .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن إبراهيم بن محمّد الثقفيّ ، عن عليِّ بن المعلّى ، عن إبراهيم بن محمّد بن حمران ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من توضّأ فتمندل كانت له حسنة وإن توضّأ ولم يتمندل حتى يجفَّ وضوؤه كانت له ثلاثون حسنة .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن جرّاح الحذّاء ، عن سماعة ابن مهران قال : قال أبو الحسن موسى عليه السلام : من توضّأ للمغرب كان وضوؤه ذلك كفّارة

لما مضى من ذنوبه في نهاره ماخلا الكبائر ومن توضّأ لصلاة الصبح كان وضوؤه ذلك كفّارة لما مضى من ذنوبه في ليلته إلّا الكبائر .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن قاسم الخزّاز ، عن عبد الرّحمن بن كثير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : بينا أميرالمؤمنين عليه السلام قاعد ومعه ابنه محمّد إذقال : يا محمّد إيتني بإناء من ماء فأتاه به فصبّه بيده اليمنى على يده اليسرى ثمّ قال : « الحمدلله الّذي جعل الماء طهوراً ولم يجعله نجساً » ثمّ استنجى فقال : « اللّهمّ حصّن فرجي وأعفّه واستر عورتي وحرّمها على النار » ثمّ استنشق فقال : « اللّهمّ لاتحرم عليّ ريح الجنّة واجعلني ممّن يشمّ ريحها وطيبها و ريحانها » ثمّ تمضمض فقال : اللّهمّ أنطق لساني بذكرك واجعلني ممّن ترضى عنه » ثمّ غسل وجهه فقال : « اللّهمّ بيّض وجهي يوم تسودّ [فيه] الوجوه ولا تسوّد وجهي يوم تبيضّ [فيه] الوجوه » ثمّ غسل يمينه فقال : « اللّهمّ أعطني كتابي بيميني والخلد بيساري » ثمّ غسل شماله فقال : « اللّهمّ لاتعطني كتابي بشمالي ولاتجعلها مغلولة إلى عنقي وأعوذبك من مقطّعات النّيران » ثمّ مسح رأسه فقال : « اللّهمّ غشّني برحمتك وبركاتك وعفوك » ثمّ مسح على رجليه فقال : « اللّهمّ ثبّت قدمي [على الصّراط] يوم تزلّ فيه الأقدام و اجعل سعيي فيما يرضيك عنّي » ثمّ التفت إلى محمّد فقال : يا محمّد من توضّأ بمثل ماتوضّأت وقال مثل ماقلت خلق الله له من كلّ قطرة ملكاً يقدّسه ويسبّحه و يكبّره و يهلّله و يكتب له ثواب ذلك .

٧ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن محمّد بن قيس قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول وهو يحدّث النّاس بمكّة : صلّى رسول الله صلى الله عليه وآله الفجر ثمّ جلس مع أصحابه حتّى طلعت الشّمس فجعل يقوم الرجل بعد الرّجل حتّى لم يبق معه إلّا رجلان أنصاريّ وثقفيّ فقال لهما رسول الله صلى الله عليه وآله : قد علمت أنّ لكما حاجة وتريدان أن تسألا عنها فإن شئتما أخبرتكما بحاجتكما قبل أن تسألاني وإن شئتما فاسألا عنها ؛ قالا : بل تخبرنا قبل أن نسألك عنها فإنّ ذلك أجلى للعمى وأبعد من الارتياب وأثبت للإيمان ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : أمّا أنت يا أخا ثقيف فإنّك جئت أن تسألني عن وضوئك وصلاتك مالك في ذلك من الخير

أمّا وضوؤك فإنّك إذا وضعت يدك في إنائك ثمّ قلت: «بسم الله» تناثرت منها ما اكتسبت من الذّنوب فإذا غسلت وجهك تناثرت الذّنوب الّتي اكتسبتها عيناك بنظرهما وفوك، فإذا غسلت ذراعيك تناثرت الذّنوب عن يمينك و شمالك فإذا مسحت رأسك و قدميك تناثرت الذّنوب الّتي مشيت إليها على قدميك، فهذا لك في وضوئك.

٨ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النّوفليّ، عن السكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الوضوء شطر الإيمان.

٩ ـ أبوعليّ الأشعريّ، عن بعض أصحابنا، عن إسماعيل بن مهران، عن صباح الحذّاء، عن سماعة قال: كنت عند أبي الحسن عليه السلام فصلّى الظّهر و العصر بين يديّ وجلست عنده حتّى حضرت المغرب فدعا بوضوء فتوضّأ للصّلاة ثمّ قال: لي توضّأ، فقلت: جعلت فداك أنا على وضوئي، فقال: وإن كنت على وضوء إنّ من توضّأ للمغرب كان وضوؤه ذلك كفّارة لما مضى من ذنوبه في يومه إلّا الكبائر ومن توضّأ للصّبح كان وضوؤه ذلك كفّارة لما مضى من ذنوبه في ليلته إلّا الكبائر.

١٠ ـ محمّد بن يحيى؛ وأحمد بن إدريس، عن أحمد بن إسحاق، عن سعدان، عن بعض أصحابه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الطّهر على الطّهر عشر حسنات.

١١ ـ محمّد بن الحسن وغيره، عن سهل بن زياد بإسناده، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا فرغ أحدكم من وضوئه فليأخذ كفّاً من ماء فليمسح به قفاه يكون ذلك فكاك رقبته من النّار.

١٢ ـ عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن أبي الحسن عليه السلام قال: قلت له: الرّجل يغتسل بماء الورد ويتوضّأ به للصّلاة قال: لا بأس بذلك[1].

١٣ ـ أبوعليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان، عن عبدالوهّاب عن محمّد بن أبي حمزة، عن هشام بن سالم، عن إسماعيل الجعفيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن مسّ عظم الميّت، قال: إذا كان سنة فليس به بأس.

١٤ ـ محمّد بن يحيى رفعه ، عن أبي حمزة قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إذا كان الرّجل نائماً في المسجد الحرام أو مسجد الرّسول صلى الله عليه وآله فاحتلم فأصابته جنابة فليتيمّم ولا يمرّ في المسجد إلّا متيمّماً حتّى يخرج منه ثمّ يغتسل و كذلك الحائض إذا أصابها الحيض تفعل كذلك ولا بأس أن يمرّا في سائر المساجد ولا يجلسان فيها .

١٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ بن عليّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن رجل رعف فامتخط فصار بعض ذلك الدّم قطعاً صغاراً فأصاب إناءه هل يصلح له الوضوء منه ؟ فقال : إن لم يكن شيء يستبين في الماء فلا بأس وإن كان شيئاً بيّناً فلا يتوضّأ منه .

قال : وسألته عن رجل رعف وهو يتوضّأ فيقطّر قطرة في إنائه هل يصلح الوضوء منه ؟ قال : لا .

١٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن وهيب بن حفص ، عن أبي بصير قال : سألته عن حيّة دخلت حبّاً فيه ماء و خرجت منه ، قال : إن وجد ماءاً غيره فليهريقه .

١٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن البرقي ، عن سعد بن سعد ، عن صفوان قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل احتاج إلى الوضوء للصّلاة و هو لا يقدر على الماء فوجد بقدر ما يتوضّأ به بمائة درهم أو بألف درهم وهو واجد لها ، يشتري ويتوضّأ أو يتيمّم ؟ قال : لا بل يشتري ، قد أصابني مثل ذلك فاشتريت وتوضّأت وما يشتري بذلك مال كثير .

۱۔ باب طہارت آب

۱۔ فرمایا پانی طاہر کرتا ہے اس کو طاہر نہیں کیا جاتا۔

۲۔ فرمایا صادق آل محمدؑ نے پانی کل طاہر ہے جب تک اس کے نجس ہونے کا علم نہ ہو۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہؑ نے کہ دریا کا پانی طاہر ہے۔ (مجہول)

۴۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ آیا دریا کا پانی طاہر ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ (صحیح)

۲۔ وہ پانی جس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب پانی بقدر کُر ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ (حسن)

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق پوچھا جس میں مویشی پیشاب کرتے ہوں، کتے پانی پیتے ہوں، جنب آدمی نہاتے ہوں۔ فرمایا اگر وہ پانی بقدر کُر ہو تو کوئی چیز اسے نجس نہیں کرتی۔ (صحیح)

۳۔ فرمایا۔ صادق آل محمدؑ نے جو پانی بکثرت جاری ہو تو اسے کوئی شے نجس نہیں کرتی خواہ مردہ جسم اس میں پھٹے یا نہ پھٹے ہاں اگر اس کی بُو پانی کی بُو پر غالب آجائے تو نجس ہو جائے گا۔ (حسن)

۴۔ ایک کُر پانی کو کوئی شے نجس نہیں کرتی اور کُر کی مقدار ساڑھے تین بالشت گہرا اور اتنا ہی چوڑا اور لمبا ہے۔ (صحیح)

۵۔ ترجمہ اوپر ہے۔ یہ ہے پانی کا کُر۔

۶۔ فرمایا۔ صادق آل محمدؑ نے کُر کا پانی ایک ہزار دو سو رطل ہے (۹ من، ۲½ سیر)۔ (صحیح)

۷۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق پوچھا جسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ فرمایا تین بالشت لمبا تین بالشت چوڑا اور تین بالشت گہرا پانی۔

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ پانی کا ایک کُر میرے اس مٹکے کی طرح ہے اور اشارہ ایک مٹکے کی طرف کیا جو مدینہ کا بنا ہوا تھا۔ (حسن)

۳۔ آب قلیل کے احکام

۱۔ فرمایا صادق آل محمدؑ نے اگر ایسا پانی تمہارے پاس آئے جس میں کثافت ہو تو داہنے بائیں اور آگے سے تھوڑا سا پانی صاف کرکے وضو کر لو۔ (حسن)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس جنب کے متعلق پوچھا جو راستہ میں تھوڑا سا پانی پائے اور اس سے نہانا

چاہیے مگر اس کے پاس کوئی ایسا ظرف نہ ہو جسے ڈبو کر پانی لے لے اور اس کے ہاتھ بھی گندے ہوں فرمایا وہ اپنے ہاتھ پانی میں ڈال کر دھوئے پھر غسل کرے اسی مجبوری کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے تمہارے لیے دین میں تنگی نہیں (حسن)

۳۔ فرمایا صادق آل محمدؑ نے کہ اگر پانی کی بُو مردار کی بُو پر غالب آ جائے تو وضو بھی کر سکتے ہیں اور پی بھی سکتے ہیں اور اگر پانی میں تغیر پیدا ہو جائے اور مزہ بدل جائے تو اس پانی سے نہ وضو کرو اور نہ اسے پیو۔ (مرسل)

۴۔ کسی نے صادق آل محمدؑ سے دریافت کیا میں بھی بیٹھا تھا کسی نے پوچھا۔ موسم برسات میں جو پانی گڑھوں میں جمع ہو جاتا ہے اس میں اگر مرا ہوا جانور ہو تو کیا حکم ہے فرمایا اگر پانی بدبودار نہیں ہوا ہو تو وضو کر لو۔ (ص)

۵۔ میں نے صادق آل محمدؑ سے ایسے ساکن پانی کے متعلق پوچھا جس میں مردار پڑا ہو اس سے استنجا کیا جائے یا نہیں فرمایا جس طرف مردار پڑا ہو اس کے خلاف طرف سے وضو کر دو۔

۶۔ فرمایا حضرتؑ نے بودار پانی کے متعلق اگر اور پانی نہ ملے تو اسی سے وضو کر لو۔ (حسن)

۷۔ راوی کہتا ہے میں نے حضرت ابوعبداللہؑ سے ان حوضوں کے متعلق پوچھا۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان پائے جاتے ہیں جس میں درندے گھس جاتے ہیں کتے پانی پیتے ہیں اور جنب لوگ نہاتے ہیں تو کیا اس سے وضو ہو سکتا ہے فرمایا پانی کی مقدار کیا ہوتی ہے۔ میں نے کہا نصف ساق یا گھٹنے تک یا کچھ کم۔ فرمایا وضو کر لو۔ (ضعیف)

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان حوضوں میں جو پانی مذکورہ صورت میں ہوگا وہ فرود کُر کی برابر یا اس سے زیادہ ہے یعنی وہ حوضیں چونکہ بڑی ہوتی ہیں لہذا زانو تک پانی کُر سے زیادہ ہی ہوگا۔

احکام چاہ

۱۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو لکھا کہ وہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کرے کہ ایسے کنوئیں سے وضو کرنے کے لیے جو کسی منزل پر ہو اور اس میں کچھ قطرے پیشاب کے یا خون کے گر گئے ہوں یا گائے وغیرہ کا فضلہ گر جائے تو اس کی طہارت کیسے ہو کیا اس سے وضو کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے حضرتؑ نے اپنے قلم سے میرے خط پر تحریر فرمایا کہ چند ڈول اس سے نکال کر وضو کر لیا جائے۔ (ص)

علامہ مجلسی مراۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بول اور خون کی کم مقدار مراد ہے اگر فضلہ نجس جانور یا غیر ماکول اللحم کا ہے تو یہ پانی کھینچنا واجب ہوگا اور اگر پاک جانور کا ہے تو استحباباً ہوگا۔

۲۔ فرمایا صادق آل محمدؑ نے اگر چوہا، بلی، مرغی، پرندہ یا کتا گر جائے، بدن نہ پھٹے یا پانی کا مزہ نہ بدلے تو پانچ ڈول نکالنے کافی ہیں اور اگر پانی میں تغیر پیدا ہو جائے تو اتنا پانی نکالو کہ بو جاتی رہے یہ حکم ایسی صورت میں ہوگا جب کہ زندہ نکل آئیں۔ (ص)

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ صدوق علیہ الرحمہ نے کتے کے لیے تیس ڈول سے چالیس تک لکھے ہیں بلی کے لیے سات ڈول بکری اور اس سے مشابہ جانوروں کے لیے دس اور طیور کے لیے سات ڈول لکھے ہیں۔

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ پانی خراب نہیں ہوتا جب تک اس میں نفس جہندہ والا جانور نہ گرے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ نے اگر سام ابرص (ایک قسم کی چھپکلی) کنوئیں میں گر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ڈول سے حرکت دے کر پانی لے لو۔ (مرفوع)

۵۔ ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اگر کنوئیں میں کوئی شے گر جائے فرمایا اگر چوہا اور اس سے مشابہ جانور گر جائے۔ تو سات ڈول نکالیں بشرطیکہ پانی میں تغیر پیدا نہ ہو ورنہ پھر اتنا پانی نکالیں کہ بدبو جاتی رہے اگر اس میں کتا مر جائے تو اگر کل پانی نکالنے کی قدرت ہو تو نکال ڈالو اور اگر کوئی ایسا جانور جس میں خون جہندہ نہ ہو جیسے اور گبریلا وغیرہ تو کوئی حرج نہیں۔ (ص)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر کوچھوٹا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو چند ڈول پانی نکالو اگر جنب گر کر مر جائے تو سات ڈول نکالو اور اگر اونٹ گر کر مر جائے یا شراب گر جائے تو ترح کرو (چار آدمی باری باری صبح سے شام تک پانی نکالیں۔ (ص)

۷۔ میں نے پوچھا ایک شخص نے بکری کو ذبح کیا وہ تڑپ کر کنوئیں میں جا گری، اس کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا۔ کیا اس کنوئیں کے پانی سے وضو کر لیا جائے۔ فرمایا تیس اور چالیس کے درمیان ڈول کھینچے جائیں پھر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس نے مرغی یا کبوتر ذبح کیا اور وہ کنوئیں میں جا گرا۔ آیا اس کے پانی سے وضو درست ہے فرمایا۔ کچھ ڈول نکال کر وضو کرو۔ پھر میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو کنوئیں سے پانی لے رہا ہو اور نکسیر کا خون اس میں گر جائے آیا اس پانی سے وضو درست ہے فرمایا کچھ ڈول نکالنے کے بعد۔

۸۔ میں پوچھا کہ اگر پانی سے کھال کا کوئی ٹکڑا نکل آئے۔ فرمایا۔ قابل نہیں اکثر چھپکلی اپنی جلد کا ٹکڑا گرا دیتی ہے احتیاطاً ایک ڈول پانی نکال دو۔ (ص)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس رسّی کے متعلق جو سُوّر کے بالوں سے بنی ہو پانی کھینچ کر وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (مرسل)

۱۰۔ میں نے پوچھا اس پاخانہ کے متعلق جو کنوئیں میں جا گرے فرمایا۔ دس ڈول نکالیں، میں نے کہا اگر گھل جائے فرمایا تب چالیس یا پچاس ڈول نکالیں۔ (م)

۵۔ چہ بچہ کے مسائل

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے چہ بچہ کے متعلق پوچھا فرمایا۔ اگر وہ کنوئیں سے اونچا ہے تو سات فٹ دور ہونا

چاہیئے اور اگر نیچا ہے تو ہر طرف سے پانچ فٹ دور ہو اور زیادہ تر یہی صورت ہوتی ہے۔ (م)

۲۔ راویوں نے حضرت سے پوچھا اس کنوئیں کے پانی سے وضو کرنے کے متعلق جس کے قریب پیشاب بہتا ہو۔ کیا وہ پانی نجس ہے فرمایا اگر وہ پانی بلندی پر ہو اور وادی میں پیشاب نیچے بہتا ہو اور دونوں کے درمیان بقدر تین یا چار ہاتھ کے فاصلہ پر ہو تو وہ نجس نہیں لیکن اگر اس سے کم ہو تو وضو نہ کرے۔ زرارہ نے کہا۔ (حسن)

اگر پانی زمین پر رکا ہوا نہ ہو اور جاری رہے تو کیا حکم ہے فرمایا اگر وہ پانی ٹھہرا ہوا نہ ہو تو وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور تھوڑا سا بھی ٹھہرا ہوا ہے اور اس نے زمین میں سوراخ نہ کیا ہو اور کوئی گڑھا نہ بنایا ہو اور کنوؤں کو اس سے کوئی نقصان نہ پہنچا ہو تو اس سے وضو کر لیں کیونکہ پانی اس کی نجاست سے پاک ہے۔

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ پانی اور چہ بچہ کے درمیان فاصلہ کی صورت یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو سات ہاتھ کا فاصلہ ہو اور اگر پتھریلی زمین ہو تو پانچ ہاتھ کا۔ پھر فرمایا۔ پانی بہتا ہے قبلہ کی داہنی جانب سے بائیں جانب اور بائیں طرف سے داہنی طرف، لیکن قبلہ کے پیچھے کی طرف نہیں بہتا۔ (مرسل)

۴۔ فرمایا ابو الحسن علیہ السلام نے کہ کنوئیں اور مویشیوں کے باڑہ کے درمیان پانچ ہاتھ یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو تو اس کے پانی سے وضو کر لو، قریب ہو یا بعید، اگر کراہت نہ ہو تو اس سے وضو کر لینا چاہیئے اور غسل بھی کرے بشرطیکہ پانی میں تغیر نہ ہوا ہو۔ (حسن)

۶۔ چوپایوں درندوں اور پرندوں کا جھوٹا پانی

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس پانی سے ماکول اللحم جانور نے پانی پیا ہو اس سے وضو کرنے میں حرج نہیں (ضعیف)

۲۔ فرمایا حضرتؑ نے کبوتر، مرغی اور چڑیا کسی پانی میں سے پی لیں تو اس سے وضو کرنے میں مضائقہ نہیں۔ (ضعیف)

۳۔ میں نے پوچھا کیا چوپایوں کا جھوٹا پانی پی سکتے ہیں۔ فرمایا اونٹ، گائے، بکری کے جھوٹے میں مضائقہ نہیں۔ (موثق)

۴۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کتاب علیؑ میں ہے کہ بلی درندہ ہے لیکن اللہ سے حیا کرتا ہوں اس بارہ میں کہ اس طعام کو چھوڑ دوں جس میں سے بلی نے کھایا ہو۔ (حسن)

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا اس پانی کے متعلق جسے کبوتر نے پیا ہو۔ فرمایا جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے جھوٹے پانی سے وضو درست ہے۔ اور پی سکتے ہو اور جس پانی سے باز، شکرے یا عقاب نے پیا ہو اس سے بھی وضو ہو سکتا ہے اور پی بھی سکتے ہیں مگر جبکہ اس کی چونچ میں خون لگا ہو تو اس سے وضو نہ کرو نہ اس کو پیو۔ (موثق)

۶۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے گھڑے کے متعلق سوال کیا جس میں گبریلا پڑا ہو اور مر گیا ہو۔ فرمایا اسے نکال کر پھینک دو اور دوسرے پانی سے وضو کرو۔ اور ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس کے پاس

دو برتن ہوں ان میں ایک نجس ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ کون سا نجس ہے اور دوسرا پانی بھی نہ ملے۔ فرمایا۔ ان دونوں کا پانی بہا دو اور تیمم کر کے نماز پڑھو۔ (موثق)

۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام مکروہ جانتے تھے ہر اس جانور کے جھوٹے کو جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ (مرسل)

۷۔ حائض، جنب، یہودی و نصرانی کے جھوٹے پانی سے وضو

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے حیض والی عورت کا جھوٹا پانی پی تو لو مگر اس سے وضو نہ کرو۔ (ضعیف)

۲۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا عورت اور مرد ایک ہی برتن سے نہا سکتے ہیں فرمایا ہاں اس پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دونوں اپنے ہاتھ پہلے دھو لیں۔

میں نے پوچھا حیض والی عورت کے جھوٹے پانی کا کیا حکم ہے فرمایا اس سے وضو نہ کرو ہاں جنب عورت کے جھوٹے سے کر لو۔ جبکہ وہ متہمہ نہ ہو اور برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھ دھو لے اور فرمایا رسول اللہ اور حضرت عائشہؓ ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور سب اعضاء کو دھوتے تھے۔

۳۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ حائض کا جھوٹا پانی پینا چاہیئے فرمایا۔ ہاں لیکن اس سے وضو نہ کرو۔

۴۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ عورت کے وضو کے بچے ہوئے وضو کے پانی سے مرد وضو کر لے۔ فرمایا جبکہ وہ وضو کرنا جانتی ہو یعنی اس کے مسائل سے واقف ہو اور حائض کے جھوٹے پانی سے وضو نہ کرو۔ (ض)

۵۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی و نصرانی کے جھوٹے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس کا استعمال جائز نہیں (حسن)

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام مکروہ جانتے تھے ولد الزنا کے جھوٹے کو اور یہودی و نصرانی اور مشرک کے جھوٹے کو اور آپ کے نزدیک شدید کراہت تھی ناصبی کے جھوٹے میں (مرسل)

۸۔ پانی میں ہاتھ ڈالنے کے مسائل

۱۔ فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کوئی مضائقہ نہیں اگر تم دھونے سے پہلے پانی کے ظرف میں ہاتھ داخل کر دو۔ لیکن ہاں اگر نجاست یا پیشاب لگا ہو یا جنابت کی صورت ہو تو ہاتھ دھو کر ڈالو۔ اگر پانی میں ہاتھ ڈالنے کے بعد اس کے اندر کوئی نجاست کی چیز معلوم ہو تو اس پانی کو پھینک دو۔ (حسن)

۲۔ راوی نے کہا۔ میں نے شیخ سے (مراد امام) پوچھا جو شخص خواب سے بیدار ہوا ہو اور پیشاب نہ کیا ہو وہ اپنا ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں ڈال سکتا ہے۔ فرمایا۔ نہیں جانتا کہ نیند میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پہنچا تھا اس کو چاہیئے کہ ہاتھ دھو ڈالے۔ (ضعیف)

۳۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے جُنب کے بارے میں پوچھا جو ہاتھ دھونے سے پہلے سہواً اپنا ہاتھ پانی میں ڈبو دے۔ اگر ہاتھ کو کوئی چیز نہ لگی ہو تو کیا مضائقہ ہے۔ (م)

۴۔ میں نے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے پیشاب کر کے کوئی چیز نہ چھوئی ہو۔ اور پانی میں ہاتھ ڈال دے۔ فرمایا ٹھیک اگرچہ جنب بھی ہو۔

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ پانی میں ہاتھ ڈالنے کے لیے پیشاب کرنے والا ایک بار ہاتھ دھولے، پاخانہ کرنے والا دوبار اور جنابت والا تین بار۔ (ض)

۶۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو اس کوزہ کو جس سے مٹکے میں سے پانی نکالا جاتا ہے گندی جگہ پر رکھ دے پھر اسے مٹکے میں ڈال دے۔ فرمایا تین چلّو پانی اس کے پیندے پر ڈالے۔ (حسن)

۹۔ بارش کے پانی سے نجاست ملنا

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے ان دو پرنالوں کے متعلق جن میں ایک سے پیشاب آرہا ہو اور دوسرے سے بارش کا پانی اور وہ دونوں مل جائیں اور کسی کا کپڑا بھیگ جائے تو کوئی حرج نہیں (حسن)

۲۔ ترجمہ اوپر لکھا گیا۔ (مجہول)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ سے پوچھا کہ میں ایسے راستہ سے گزرتا ہوں جہاں ایک پرنالہ سے ایسے اوقات میں پانی گرتا ہے جبکہ میں جانتا ہوں کہ لوگ وضو کرتے ہوتے ہیں۔ فرمایا اس کے متعلق کوئی سوال ہی نہ کرو۔ میں نے کہا کہ اس صورت میں کہ بارش کا پانی میرے اوپر بہہ رہا ہو لیکن اس میں کچھ تغیر معلوم ہو اور نجاست بھی دیکھی جائے جس کے قطرے میرے اوپر ٹپکے ہوں اور وہ گھر ایسا ہو جس کی سطح پر وضو کرتے ہیں کیا اس سے لباس نجس ہوگا، فرمایا نہیں کوئی چیز نہ دھوؤ کیونکہ بارش کے پانی نے اسے طاہر کر دیا ہے۔ (مرسل)

۴۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے بارش کی کیچڑ کے متعلق، فرمایا اگر بارش سے تین دن کے اندر لگ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ بارش کے بعد کسی چیز نے اسے نجس کر دیا ہے اور تین دن بعد وہ لگ جائے تو دھونا چاہیئے البتہ اگر راستہ پاک صاف ہو تو مت دھوؤ۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر جنب غسل کرے اور اس کے جسم کا پانی برتن میں ٹپکے اور پانی زمین سے اڑ کر برتن میں پہنچے تو ان سب صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (م)

۶۔ فرمایا اگر جنب کے نہانے کا پانی برتن میں چلا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، خدا نے دین کے معاملہ میں کوئی تنگی نہیں کی

۷۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا میں ایسی جگہ غسل کرتا ہوں جہاں پیشاب کرتے ہیں اور غسل جنابت کیا جاتا ہے

پانی کے برتن میں اور وہ پانی زمین پر جاتا ہے اور اس سے چھینٹیں اڑتی ہیں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (مجہول)

باب ۱۰

آب حمّام اور آفتاب سے گرم ہونے والا پانی

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس کنوئیں کے پانی سے مت نہاؤ جس میں حمام کا استعمالی پانی جمع ہوتا ہو کیونکہ اس میں ولد الزنا کے نہانے کا بھی پانی جائے گا اور سات پشتوں تک طاہر نہ ہوگا اور اس میں ناصبی کے نہانے کا بھی پانی جائے گا اور وہ ان دونوں سے بدتر ہے۔ خدا نے بدترین مخلوق کتے کو بنایا ہے لیکن ناصبی تو کتے سے بھی بدتر ہے۔ میں نے کہا مجھے حمام کے متعلق بتایئے جس میں جنب، بچہ، یہودی، نصرانی اور مجوسی سب نہاتے ہیں فرمایا حمام کا پانی نہر کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو پاک کر دیتا ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے حمام کے پانی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ (مجہول)

۳۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں صبح کو جب حمام میں داخل ہوا تو ان لوگوں کے پانی کی چھینٹیں میرے اوپر پڑیں جو غسل جنابت کر رہے تھے۔ فرمایا کیا وہ آب جاری سے کتیں۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا تو کچھ حرج نہیں۔ (موثق)

۴۔ امام علیہ السلام سے حمام کے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جو لوگوں کے نہانے سے حمام میں جمع ہو جاتا ہے کہ اگر کپڑا اس سے تر ہو جائے تو کیا حکم ہے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سورج سے گرم کردہ پانی سے وضو نہ کرو، نہ غسل اور نہ آٹا گوندھو کہ اس سے برص کی بیماری ہوتی ہے۔ (ض)

باب ۱۱

مواضع مکروہہ جہاں پیشاب پاخانہ ہو

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مرد کا دین یہ ہے کہ وہ اپنے پیشاب کی جگہ معین کرے۔

۲۔ کسی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ پردیسی پیشاب کہاں کرے۔ فرمایا گریز کرے نہروں کے کناروں سے نافذہ راستوں سے، پھل والے درختوں کے نیچے سے اور لعن کے مقامات سے یعنی گھروں کے دروازوں

کے سامنے سے ۔ (ص)

۳۔ کسی نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا پاخانہ کے لئے کیا حکم ہے فرمایا قبلہ کی طرف منہ نہ ہو نہ پشت اور نہ ہوا کا رخ آگے ہو نہ پیچھے ۔ (مرفوع)

ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ سورج اور چاند کا بھی سامنا نہ ہو۔

۴۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا نے منع کیا ہے پیشاب کرنے کو کسی ایسی جگہ ہوا کے رخ پر جو سطح پر یا بلند جگہ پر ہو۔ (ضعیف)

۵۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مل کر جب ابوحنیفہ نکلے تو دروازہ پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو بہت کم سن تھے کھڑے تھے۔ ابوحنیفہ نے کہا اے لڑکے تمہارے شہر میں مرد مسافر رفع حاجت کہاں کرے۔ فرمایا، مسجدوں کے چبوتروں، نہروں کے کناروں، پھل والے درختوں کے نیچے اور گزرگاہوں پر نہ کرے اور قبلہ رو ہو کر پیشاب یا پاخانہ نہ کرے۔ اور اپنے لباس کو اٹھائے رکھے پھر جہاں موقع ہو رفع حاجت کرے۔ (مرفوع)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا تین چیزوں کا کرنے والا ملعون ہے سایہ دار منزلوں میں پاخانہ کرنے والا، اس پانی سے روکنے والا جہاں برابر لوگ پینے کو آتے ہوں اور گزرگاہ کا بند کرنے والا۔ (مجہول)

باب ۱۲

بیت الخلا کے احکام

۱۔ فرمایا صادق آل محمدؐ نے جب بیت الخلا میں داخل ہو تو کہو شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور پناہ چاہتا ہوں اس سخت نجاست سے جو شیطان رجیم ہے اور نکلتے وقت کہو، حمد ہے اللہ کے لئے جس نے نجات دی اس خباثت سے اور میری اذیت کو دور کیا اور وضو کرتے وقت کہو۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یا اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے پاک قرار دے اور رب العالمین ہی حمد کا سزاوار ہے۔

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے وضو میں بسم اللہ کہہ لو تو تمہارا کل جسم طاہر ہو جائے گا اور اگر نہ پڑھو گے تو طاہر ہوں گے وہی اعضاء جن پر پانی ٹھہرے گا (علامہ مجلسی فرماتے ہیں یہاں وضو سے مراد استنجا ہے اور طہارت کل جسم سے طہارت کاملہ۔ (ح)

۳۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ پاخانہ کے بعد دبر کے ظاہری حصہ کو دھوئے اندر انگلی نہ ڈالے۔ (ح)

۴۔ راوی نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ جب آدمی پاخانہ کی طہارت پانی سے کرے تو مقعد ابتدا کرے یا ذکر سے

فرمایا پہلے مقعد کو دھوئے پھر ذکر کو۔ (موثق)

۵۔ حضرت رسولؐ خدا نے منع فرمایا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کو۔

۶۔ میں نے پوچھا کیا حکم ہے اگر انگوٹھی کا نگ زمزم کا پتھر کاٹ کر بنایا گیا ہو فرمایا کوئی حرج نہیں وقت استنجا انگلی سے نکال لے۔ (م)

۷۔ داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا شقاوت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بائیں ہاتھ سے کرنا بیماری ہے (غیر معتبر) ہے۔ (ضعیف)

۸۔ جب پیشاب آنا رک جائے تب پانی ڈالے۔ (م)

۹۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا۔ استنجا کی حد کیا ہے جب تک نجاست صاف ہو میں نے کہا اگر صاف ہو جائے اور بُو باقی رہے۔ فرمایا بو کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ (حسن)

۱۰۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا اس شخص کے متعلق جس نے پیشاب کیا اور اس کی ران اور گھٹنے پر پیشاب کی ذرا سی چھینٹ پڑ گئی اور وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے پھر اسے یاد آیا کہ دھویا نہیں۔ فرمایا دھو کر پڑھے (ضعیف)

۱۱۔ راوی نے پوچھا ایک شخص استنجا کرنا چاہتا ہے تو کیسے بیٹھے فرمایا جیسے پاخانہ کے لئے بیٹھتے ہیں۔

اور فرمایا اسے چاہیئے کہ ظاہر بدن کو دھوئے باطن کو دھونے کی ضرورت نہیں۔ (ضعیف)

۱۲۔ فرمایا جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ نے اپنی ایک بی بی سے فرمایا کہ مومنین کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ پانی سے استنجا کریں اور اچھی طرح دھوئیں تاکہ اطراف کی طہارت ہو جائے۔ کیونکہ یہ بواسیر کو دور کرنے والی چیز ہے۔ (ص)

۱۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے قول باری تعالیٰ "اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے" کے بارے میں کہ لوگ کپڑے یا پتھر سے استنجا کرتے تھے۔ پھر وضو یعنی طہارت کا حکم آیا جو ایک اچھی عادت ہے رسولؐ اللہ نے اسی کا حکم دیا اور پہلے عمل سے روکا، پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ (حسن)

۱۴۔ زرارہ نے ایک دن وضو کیا اور پیشاب کے بعد طہارت کرنا بھول گیا۔ نماز بھی پڑھ لی۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا۔ فرمایا طہارت کر کے نماز کا اعادہ کرو۔ (ص)

۱۵۔ علی بن یقطین نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی پیشاب کے بعد طہارت بھول جائے اور نماز کے لئے وضو فرمایا عضو تناسل کی طہارت کرے اعادۂ وضو کی ضرورت نہیں۔ (م)

۱۶۔ فرمایا حضرت نے جب تم پاخانہ میں داخل ہوئے اور قضائے حاجت کی اور دھویا نہیں۔ پھر وضو کیا اور یہ بھول گئے کہ استنجا کیا ہے یا نہیں یاد آیا نماز پڑھنے کے بعد تو نماز کا اعادہ کرنا ہوگا اور اگر دبر کو دھویا اور پیشاب کا مقام دھونا بھول گئے اور نماز پڑھ لی تو وضو اور نماز کا اعادہ کرنا ہوگا اور عضو تناسل کو دھونا ہوگا کیونکہ پیشاب مثل پاخانہ کے ہے۔

باب ۱۳

استبراء

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو کوئی پیشاب کرے اور پانی نہ ہو تو بیخ ذکر سے کنارہ تک سونت کر جھٹکے اگر اس کے بعد کوئی شے نکلے تو وہ پیشاب نہیں بلکہ عروق پشت کی رطوبت ہوگی۔ (حسن)

۲۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے پہلے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوا تو کچھ تری پھر نکلی، پھر وضو کیا تو پھر تری نکلی۔ فرمایا اس کے بعد وضو کی ضرورت نہیں کہ یہ تری عروق پشت سے ہے۔

۳۔ کسی نے میری موجودگی میں امام رضا علیہ السلام سے کہا میرے پاخانے کے مقام پر زخم ہے میں نے استنجا کیا اور وضو کیا اس کے بعد تری دیکھی اور مقعد سے زرد پانی بھی نکلا تو کیا وضو دوبارہ کروں۔ فرمایا کیا تم نے پانی ڈالا تھا کہا۔ہاں۔ فرمایا نہیں خوب اچھی طرح دھوؤ اعادۂ وضو کی ضرورت نہیں۔ (مجہول)

۴۔ ایک شخص نے کہا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میں پیشاب کر لیتا ہوں اور طہارت کے لئے پانی نہیں ہوتا۔ لیکن طہارت نہ ہونا مجھ پر شاق ہوتا ہے فرمایا تم ذکر پر تھوک مل دو۔ اگر بعد میں پانی مل جائے تو سمجھو یہ اس کا بدلہ تھا (یہ مجبوری کی صورت میں ہے) (حسن وموثق)

۵۔ ایک شخص نے پوچھا کہ ایک آدمی کو پیشاب جلد جلد آتا ہے اور رکتا نہیں۔ فرمایا جب رکنے پر قدرت نہ ہو تو عذر کا قبول کرنے والا ہے اسے چاہیئے کہ تھیلی باندھ لے۔

۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا کہ اسے بہ شدت پیشاب آتا ہے اور قطرہ قطرہ ٹپکتا رہتا ہے فرمایا وضو کرے اور دن میں ایک بار طہارت کر لیا کرے۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا حضرت نے اگر پیشاب بدن پر ہو تو اس پر دو بار پانی ڈالے۔

۸۔ راوی کہتا ہے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے پیشاب کیا میں حضرت کے لئے لوٹا لئے کھڑا تھا جب پیشاب کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے پانی دینے کا اشارہ کیا۔ میں نے دے دیا۔ آپؑ نے اس کے بعد وہاں وضو کیا۔ (موثق)

باب ۱۴

وضو اور غسل کے پانی کی مقدار

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے تم میں سے ایک شخص ہتھیلی بھر تیل لے کر اپنے پورے جسم پر مل لیتا ہے تو پانی تو اس سے زیادہ کی گنجائش رکھتا ہے۔ (موثق)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو ایک حد ہے حدود خدا سے تاکہ اللہ یہ جان لے کہ کون اس کی اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی اور مومن کو کوئی شے نجس نہیں کرتی اس کو اتنا ہی کافی ہے جتنا تیل ملنے کے لیے۔ (حسن)

۳۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے وضو کے پانی کے لئے ایک حد ہے جو اس سے زیادہ خرچ کرے گا اس کو اجر نہ ملے گا اور میرے والد زیادہ خرچ کرنے والے سے جھگڑا کرتے تھے۔ کسی نے کہا پھر کیا ہے فرمایا اتنا پانی کہ اس سے منہ ہاتھ دھو لو اور سر اور پاؤں کا مسح کر لو۔ (صحیح)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جنب کے لئے اتنا پانی کافی ہے جو اس کے پورے جسم پر جاری ہو جائے۔ خواہ آب قلیل ہو یا کثیر۔ (صحیح)

۵۔ میں نے سوال کیا غسل جنابت کے لیے کتنا پانی کافی ہے۔ فرمایا اتنا کہ اس کے پورے جسم پہ جاری ہو جائے رسول اللہ پانچ مد پانی سے مع اپنی بی بی کے نہا لیتے تھے اور وہ دونوں ایک ہی برتن میں غسل کر لیتے تھے۔ (صحیح)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ کافی ہے تیرے منہ دھونے اور استنجاء کے لئے اتنا پانی جو تیرے داہنے ہاتھ کے چلو میں آ جائے یعنی آب قلیل۔ (صحیح)

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو کے لئے اتنا پانی کافی ہے کہ تیری جلد کو مس کرے۔ (صحیح)

۸۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ ایک جنب آدمی پانی میں ایک دفعہ ہی اپنا جسم ڈبو کر نکل آتا ہے آیا یہ اس کے غسل کے لئے کافی ہے۔ فرمایا ہاں۔ (ضعیف)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ اللہ کا ایک فرشتہ پانی کے اسراف کو اس طرح لکھتا ہے جیسے اور زیادتیوں کو (ض)

باب ۱۵

مسواک

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مسواک کر کے دو رکعت نماز ادا کرنا بہتر ہے بغیر مسواک کے ستر رکعت پڑھنے سے۔ اور فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں ہر نماز کے بعد مسواک کا حکم دیتا۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ مسواک کرنا رسولوں کی سنت ہے۔ (ح)

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اتنی زیادہ بار جبرئیل نے مجھ سے مسواک کو کہا کہ مجھے خوف ہوا کہ مسواک کرتے کرتے میرے دانت گھس نہ جائیں یا گر نہ جائیں۔ (ح)

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مسواک کرنا تینوں وقتوں میں ترک نہ کرو اگرچہ ایک ہی بار اپنی مسواک کو اپنے دانتوں پر رگڑ دو۔ (مرسل)

فرمایا کم سے کم مسواک یہ ہے کہ اپنی انگلی ہی سے دانت رگڑ لے۔

۵۔ فرمایا مسواک قبل وضو کرے اور اگر بھول جائے تو بعد وضو کے مسواک کر کے تین بار کلی کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ صبح کے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔

۶۔ فرمایا حضرتؐ نے صبح کو اٹھو تو مسواک کر لو۔ ایک فرشتہ آئے گا اور اپنا منہ تمہارے منہ سے ملائے گا اور جو بات تم بولو گے آسمان کی طرف لے جائے گا پس چاہیے کہ تمہارا منہ خوشبودار ہو۔ (مرسل)

باب ۱۶

کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا

۱۔ میں نے پوچھا کیا کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا وضو میں داخل ہے۔ فرمایا نہیں۔

۲۔ فرمایا کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا داخل وضو نہیں بلکہ مقربات وضو سے ہے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا واجب نہیں مقربات نماز سے ہے۔

باب ۱۸

صفت وضو

۱۔ راوی کہتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمیں رسول اللہ کا وضو بتایا۔ ایک قدح میں پانی منگایا اور اس سے ایک چلو لے کر چہرہ کے اوپر ڈالا اور دونوں طرف ہاتھ پھیرا۔ پھر بائیں ہاتھ میں پانی لے کر داہنے ہاتھ پر ڈالا اور سب طرف سے آستے ملا پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا اور جس طرح داہنے ہاتھ کو دھویا تھا اسی طرح بائیں ہاتھ کو دھویا پھر بقیہ تری سے سر اور پاؤں کا مسح کیا۔ (ح)

۲۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے رسولؐ اللہ کا وضو بتایا۔ داہنے ہاتھ میں پانی لے کر اپنے منہ پر ڈالا پھر بائیں ہاتھ میں لے کر داہنا ہاتھ دھویا پھر داہنے ہاتھ میں لے کر بایاں ہاتھ۔ پھر وضو کی بقیہ تری سے، جو دونوں ہاتھ پر تھی آپؐ نے اپنے سر اور دونوں ہاتھ پاؤں کا مسح کیا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے تم اپنی ہتھیلی پر تیل لے کر جسم پر مل لیتے ہو تو پانی اس سے زیادہ وسعت رکھتا ہے یعنی احتیاط سے خرچ کرنے کے قابل ہے آؤ میں تمہیں رسولؐ اللہ کا وضو بتاؤں پس آپؐ نے ایک چلو پانی لے کر چہرہ پر ڈالا اور دونوں جانب سے دھویا۔ پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا اور داہنا ہاتھ دھویا پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بایاں ہاتھ دھویا پھر جو تری ہاتھ میں باقی تھی اس سے سر اور پیر کا مسح کیا۔

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کیا میں تم کو بتاؤں کہ رسولؐ اللہ کیسے وضو کرتے تھے۔ ہم نے کہا ضرور، حضرتؑ نے پانی کا ایک ظرف منگایا۔ اسے اپنے سامنے رکھا پھر ہاتھوں سے کپڑا ہٹایا پھر پانی میں ہاتھ ڈال کر فرمایا اگر ہاتھ طاہر ہو تو ایسا کرے پھر چلو میں پانی لیا اور اس کو اپنی پیشانی پر ڈالا اور بسم اللہ کہا۔ پھر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنی داڑھی تک لائے اور اپنے چہرہ اور پیشانی کو ایک بار دھویا پھر بائیں ہاتھ میں پانی لے کر داہنی کہنی پر ڈالا اور ہاتھ پھیرتے ہوئے کلائی تک لائے تا اینکہ آپؐ کی انگلیوں پر پانی جاری ہو گیا پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر اسی طرح انگلیوں تک بائیں ہاتھ کی انگلیوں تک دھویا۔ پھر سر کے اگلے حصے کا مسح کیا پھر پیر کا مسح کیا۔ ہاتھ کی تری سے داہنے کا داہنے ہاتھ سے اور بائیں کا بائیں ہاتھ سے۔ پھر فرمایا خدا ایک ہے اور ایک کو دوست رکھتا ہے لہذا وضو میں تمہیں تین چلو پانی کافی ہے ایک منہ دھونے کا اور دو دونوں ہاتھ دھونے کو، ہاتھ کی تری سے سر اور پاؤں کا مسح کرو، داہنے ہاتھ سے داہنے پاؤں کا اور بائیں سے بائیں پاؤں کا۔

زرارہ نے کہا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

ایک شخص نے امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا۔

حضرتِ رسولؐ خدا کیسے وضو کرتے تھے تو حضرت نے یہی صورت بیان کی۔ (حسن کا صحیح)

۵۔ زرارہ اور بکیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔ رسولؐ اللہ کے وضو کے متعلق، حضرتؑ نے پانی کا ایک طشت منگایا اور اس میں اپنا داہنا ہاتھ ڈالا اور چلو پانی لے کر چہرہ پہ ڈالا اور دھویا پھر بائیں ہاتھ میں ایک چلّو پانی لے کر داہنے ہاتھ کو کہنی سے لے کر ہاتھ کے آخر تک دھویا اور کہنی تک الٹا نہ دھویا۔ پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر اسی طرح کہنی سے انگلیوں تک بائیں ہاتھ کو دھویا۔ پھر ہاتھ کی بقیہ تری سے سر اور پیر کا مسح کیا۔ اور مسح کے لئے نیا پانی نہ لیا پھر فرمایا جوتے کے تسمہ کے نیچے ہاتھ داخل کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ بھی فرمایا۔ خدا فرماتا ہے اے ایمان والو، جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھو لو اور چہرہ کا کوئی حصہ بے دھوئے نہ رہے کیونکہ خدا فرماتا ہے اپنے چہروں کو دھوؤ اور باہنوں کو کہنیوں تک اور حکم دیا باہنوں کے دھونے کا کہنیوں سے ہاتھ تک کوئی شے دھونے سے رہ نہ جائے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے دھوؤ اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو کہنیوں سے۔ پھر فرماتا ہے مسح کرو اپنے سروں اور پیروں کا ٹخنوں تک، پس جو مسح کرے سر کے کچھ حصہ کا یا قدموں کا ٹخنوں تک انگلیوں کے سرے سے، تو یہ کافی ہے ہم نے پوچھا ٹخنہ کیا ہے فرمایا یہ ہے جوڑ ساق کی ہڈی سے ملا ہوا۔ ساق کی ہڈی کے اوپر ہے اور ٹخنہ سے نیچے ہے ہم نے کہا خدا آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ کیا ایک ایک چلّو پانی چہرہ اور ہاتھ دھونے کے لئے کافی ہے فرمایا۔ ہاں۔ اگر زیادتی کرو تو دو۔ (حسن) (ضعیف)

۶۔ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کے لئے وضو کے متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ ایک ایک بار دھونا کافی ہے

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے

وضو ایک بار ہے۔

اور ٹخنہ کو قدم کی پشت پر بتایا۔ (مجہول)

۸۔ راوی کہتا ہے۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت نے پانی منگایا اور ایک چلّو لے کر چہرہ کو دھویا پھر ایک چلو لے کر داہنے ہاتھ کو پھر ایک چلو سے بائیں ہاتھ کو دھویا اور پھر سر اور پیر کا مسح کیا اور فرمایا یہ ہے وضو اس کا وضو میں زیادتی نہ کرے۔ (صحیح)

۹۔ میں نے صادق آل محمد سے وضو کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا۔ علی علیہ السلام ایک ایک بار ہی دھوتے تھے۔ یہ دلیل ہے کہ وضو میں ایک ایک بار ہی دھونا چاہیئے۔

جب حضرتِ رسول خدا کو دو امر طاعت خدا کے متعلق پیش آتے تھے تو دونوں میں جو احوط اور بدن کو زیادہ سخت معلوم ہوتا وہ اختیار کرتے تھے یہی طریقہ آئمہ کا رہا۔

حضرت نے فرمایا وہ دو بار دھوئے جو ایک بار پر قناعت نہ کرے اور جو دو سے زیادہ بار دھوئے اس کا اجر نہ ہوگا

دو بار دھونا وضو کی آخری حد ہے اس سے تجاوز کرنا گناہ ہے اس کا وضو ہی نہ ہوگا اور وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھے۔ اگر حضرت دو بار آخری حد نہ بتاتے تو تین کی اجازت ہو سکتی تھی۔ (موثق)

۱۰۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک چلو پانی ہو تو اس کو تین حصوں میں تقسیم کرے، ایک منہ کے لئے، ایک داہنے ہاتھ کے لئے دوسرا بائیں ہاتھ کے لئے اور بقیہ تری سے سر اور پیر کا مسح کرے۔ (موثق)

باب ۱۸

چہرہ اور ہاتھ دھونے کی حد و ترکیب

۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ چہرہ کو کس حد تک اس وضو میں دھوئے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے جس حد کا اللہ نے حکم دیا ہے اس سے زیادہ یا کم کرنا جائز نہیں اگر زیادتی کرے گا تو کوئی اجر نہ ملے گا اور کم کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ حد یہ ہے کہ جس حصہ کو انگشت شہادت، درمیانی انگلی اور انگوٹھا گھیرے اور بال اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک دھوئے پس یہی حد ہے اس کے سوا جو ہے وہ چہرہ میں داخل نہیں، میں نے پوچھا کیا کنپٹی چہرہ میں داخل نہیں۔ فرمایا نہیں۔ (ح)

۲۔ میں نے پوچھا کیا وضو میں داڑھی کا اندرونی حصہ بھی دھوئے۔ فرمایا نہیں۔ (ح)

۳۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا پانی کو چہرہ پر مت مارو بلکہ اس کو چہرہ پر چھڑکو۔

۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا کہ چہرہ کی حد کیا ہے آپ نے جواب میں لکھا بال اگنے کی جگہ سے چہرہ کے آخر تک یہی دونوں حدیں ہیں۔ (ض)

۵۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا آیہ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق کے متعلق اور میں نے اس طرح کر کے دکھایا کہ ہاتھ کی پشت سے کہنی تک دھویا۔ فرمایا یہ موافق تنزیل نہیں آیت یوں ہے۔ فاغسلوا وجوھکم ایدیکم من المرافق۔ پھر اپنا ہاتھ کہنی سے انگلی تک پھیرا۔ (ض)

۶۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ اللہ نے نماز کے وضو میں عورتوں پر فرض کیا ہے کہ بانہوں کو دھوئیں شکم دست کی طرف پانی ڈال کر دھونا اور مرد کے لئے پشت دست پہ پانی ڈال کر دھونا۔ (ض)

۷۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔ جن کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے گئے ہوں وہ کیا کرے۔ فرمایا جو باقی ہوں انہی کو دھوئے۔ (مجہول)

۸۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے بریدہ عضو کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جو حصہ باقی ہے اسی کو دھوئے۔ (حسن)

۹۔ میں نے موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کا ہاتھ کہنی سے کٹ گیا ہو وہ وضو کیسے کرے

فرمایا جو حصہ باقی ہو اسے دھوئے۔ (ض)

۱۰۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا لوگ کہتے ہیں کہ کانوں کا اندرونی حصہ داخل وجہ (چہرہ) ہے اور ان کی پشت شامل سر ہے۔ فرمایا ان دونوں کا نہ دھونا ہے نہ مسح۔ (م)

باب ۱۹

مسح سر و قدم

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ سر کے مسح کے لئے کافی ہے تین انگلیوں سے مسح کرنا اور اسی طرح پیروں کے لئے۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ سر کے مسح کے لئے کافی ہے تین انگلیوں سے مسح کرنا، اور اسی طرح پیروں کے لئے حضرت نے پیروں کا مسح کرکے بتایا اور داہنے پیر سے شروع کیا۔ (حسن)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے وضو کیا، درآنحالیکہ وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا اور اس کا اتارنا سردی کی وجہ سے شاق تھا۔ فرمایا۔ عمامہ کے نیچے انگلیاں ڈال کر مسح کرے۔ (مجہول)

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا آپ کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ سر اور پیروں کا مسح کچھ حصہ پر ہو یہ سنکر آپ ہنسے اور فرمایا۔ اے زرارہ رسول اللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے اور اللہ کی طرف سے جو کتاب نازل ہوئی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوا۔ خدا فرماتا ہے اپنے چہروں کو دھوؤ۔ پھر ان دونوں کلاموں کو جدا کیا یعنی اس سے اس کلام کو کہ مسح کرو تم اپنے سروں کا لہذا اے زرارہ ہم نے جانا کہ مسح بعض سر کا ہے۔ ب کے ہونے کی وجہ سے (بروسکم) پھر ملایا پیروں کے مسح کو سر کے ساتھ، جیسا کہ ملایا ہے ہاتھوں کو چہرہ کے ساتھ اور فرمایا وَارجلکم الی الکعبین۔ پس ہم نے جانا کہ جب ملایا پیروں کو سر کے ساتھ تو بعض ہی کا مسح ہوگا۔ پھر لوگوں سے رسول اللہ نے واضح طور پر بیان کیا۔ مگر انھوں نے اس کو ضائع کر دیا، پھر فرمایا تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کر لو اور ترکیب یہ بتائی کہ مسح کرو اپنے چہرے اور ہاتھوں کا اس مٹی سے، جب تیمم بجائے وضو ہے تو جن اعضاء کے دھونے کا وضو میں حکم ہے یعنی چہرہ اور ہاتھوں کا، تو انہی کے لئے تیمم میں مٹی سے مسح کرنے کا ہے اور وضو میں وہاں تیمم نہیں، چونکہ تیمم میں مسح پورے چہرہ اور ہاتھوں پر نہیں ہوتا لہذا معلوم ہوا کہ وضو میں مسح پورے سر یا پیروں کا نہیں، پھر فرمایا اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا، اس لئے آسانی کر دی۔ (م)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پیروں کے مسح کے متعلق پوچھا۔ حضرت نے اپنا ہاتھ پیروں کی انگلیوں پر رکھا پھر اس سے مسح کیا ٹخنوں تک پیر کے اوپر۔ میں نے کہا میری جان آپ پر فدا ہو۔ اگر کوئی دو انگلیوں سے کرے

فرمایا صحیح نہیں ہاتھ سے کرنا چاہیئے۔ (حسن)

۶۔ یونس نے کہا! خبر دی مجھے اس شخص نے جس نے دیکھا تھا امام رضا علیہ السلام کو منیٰ میں اس طرح وضو کرتے ہوئے کہ قدموں کے اوپر کے حصہ سے ٹخنہ تک اور ٹخنہ سے قدم کے اوپر کے حصہ تک اور فرمایا پیروں کے مسح میں اختیار ہے جو چاہے اعلیٰ حصہ قدم کے ٹخنوں تک کرے یا ٹخنہ سے اعلیٰ قدم تک۔ (ض)

۷۔ زرارہ نے کہا، مجھ سے ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم نے مسح کی بجائے پیروں کو دھولیا اور خیال کیا فرض یہی ہے تو تمہارا وضو نہیں ہوا۔ مسح دونوں پیروں کا پہلے کرو اگر تم کو دھونے کی ضرورت ہے تو دھولو اس کے بعد مسح کرو۔ تاکہ وہ فرض آخر قرار پائے۔ (مرسل)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے میرے پاس ساٹھ یا ستر برس کی عمر کا ایک ایسا شخص آیا جس کی نماز مقبول نہ تھی۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیسے۔ فرمایا اس لئے کہ خدا نے جس کے مسح کا حکم دیا تھا وہ اسے دھوتا تھا۔ (حسن)

۹۔ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ اگر کسی کا موزہ پھٹا ہوا ہو تو وہ اس کے اندر سے ہاتھ ڈال کر مسح کرلے اوپر کی طرف تو کیا یہ کافی ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ (مجہول)

۱۰۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ علی علیہ السلام نے اس طرح وضو کیا کہ منہ دھویا ہاتھ دھوئے سر کا مسح کیا اور جوتے پر بغیر تسمہ کے نیچے ہاتھ ڈالے ہوئے پیروں کا مسح کیا۔ یہاں جوتے سے وہ نعلین عربی مراد ہے جس کے اوپر کے حصّہ میں صرف ایک تسمہ ہوتا ہے۔

۱۱۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے کہا اگر کوئی سر میں مہندی کا خضاب لگاتے ہو اور وضو کرے فرمایا جائز نہ ہوگا جب تک جلدِ سر تک نہ پہنچے۔ (ض)

باب ۲۰

موزوں پر مسح

۱۔ میں نے پوچھا کیا مریض کے موزہ پر مسح کرنے کی اجازت ہے فرمایا نہیں۔ (موثق)

۲۔ میں نے حضرتؑ سے از روئے تقیہ موزوں پر مسح کرنے کے متعلق سوال کیا۔

فرمایا تین چیزوں میں تقیہ نہیں اوّل منشیات کا پینا، دوسرے موزوں پر مسح کرنا، تیسرے حج تمتع نہ کرنا۔

زرارہ نے کہا۔ حضرتؑ نے یہ نہ فرمایا۔ تم پر واجب ہے کہ ان میں سے کسی میں تقیہ نہ کرو (حسن)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اگر کسی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور اس پر پٹی بندھی ہو یا عضو پر کوئی زخم ہو

تو وضو کیسے کرے یا غسل جنابت اور غسل جمعہ کیسے کرے۔ فرمایا جس حد تک دھو سکے دھولے باقی کو چھوڑ دے جس کا دھونا ممکن نہ ہو، پٹی وغیرہ کو ہٹائے نہیں اور زخم کو کھولے نہیں۔ (ص)

۴۔ حضرتؑ نے فرمایا زخم والا وضو میں زخم کے ارد گرد کا حصہ دھولے۔ (حس)

۵۔ حضرت صادق آل محمدؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی کے ہاتھ میں پھوڑا وغیرہ ہو جو مقام وضو پر اور اس پر پٹی بندھی ہو اور وہ وضو میں اس پٹی پر ہاتھ پھیرے تو وہ وضو صحیح ہوگا۔ فرمایا اگر پانی نقصان دیتا ہو تو پٹی نہ کھولے اور اسی پر ہاتھ پھیر لے۔ ورنہ کھول کر دھوئے۔ میں نے زخم کے متعلق پوچھا کہ اس کے لئے کیا کرے فرمایا اس کے ارد گرد کو دھولے۔ (ص)

۶۔ میں نے صادق آل محمدؑ سے عرض کیا میں نے ٹھوکر کھائی اور میرا ناخن اکھڑ گیا میں نے اپنی انگلی پر دوا باندھ لی اب میں وضو کیسے کروں فرمایا یہ اور اس قسم کی چیزیں کتاب خدا میں پائی جاتی ہیں وہ فرماتا ہے دین کے معاملہ میں تم پر تنگی نہیں، اسی پر مسح کر لو۔ (حس)

باب ۲۱

وضو میں شک

۱۔ فرمایا امام علیہ السلام نے جب تم کو اس کا یقین ہو کہ حدث صادر ہوا ہے تو وضو کرو اور جب تک صدور حدث کا یقین نہ ہو وضو نہ کرو۔ (موثق)

۲۔ زرارہ سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر تم نے وضو کیا اور یہ یاد نہ رہا کہ ہاتھ دھوئی ہے یا نہیں تو وضو دوبارہ کرو اور اس چیز کا اعادہ کرو جس میں تم کو شک ہو کہ اس کو نہیں دھویا یا مسح نہیں کیا جبکہ اللہ نے اس کا دھونا واجب کیا ہو۔ یہ حکم ہے اس صورت میں کہ تم وضو کر رہے ہو لیکن جب تم وضو کر کے کھڑے ہو جاؤ اور بعض ایسے اعضاء کے متعلق جن کا دھونا واجب ہے تم کو شک پیدا ہو تو اس کا خیال نہ کرو اور اگر سر کے مسح میں شک ہو گیا ہے اور داڑھی میں تری باقی ہے تو اسے لے کر سر کا مسح کر لو اور پیروں کا بھی اور تری باقی نہ ہو تو شک کی بنا پر وضو نہیں ٹوٹے گا اور اپنی نماز جاری رکھو۔ جب یہ یقین ہو جائے کہ وضو نہیں کیا تھا تو دوبارہ کرو۔ زرارہ نے کہا اس کے لئے کیا حکم ہے جس نے ہاتھوں کا کچھ حصہ چھوڑ دیا ہو یا غسل جنابت میں کچھ حصہ چھوٹ گیا ہے فرمایا اگر وضو کی صورت میں شک ہے اور کچھ تری باقی ہے اور نماز پڑھنے لگا ہو تو اس تری سے مسح کرلے اور چھوٹ جانے کا یقین ہو تو نماز کو ختم کرے اور اس عضو کو دھوئے لیکن بصورت

شک نماز کو جاری رکھے اور اگر یقین ہو تو دوبارہ وضو کرے اور اگر مسح چھوٹ گیا ہو تو اسی تری سے مسح کرے ہاں یقین کی صورت میں نماز کا اعادہ کرے البتہ شک کی صورت میں نماز جاری رکھے۔

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب بحالتِ نماز تمہیں یاد آئے کہ وضو مفروض میں کچھ چھوٹ گیا ہے تو نماز ختم کر کے اپنا وضو پورا کرو اور دوبارہ نماز پڑھو اور سر کے مسح کے لیے یہ کافی ہے کہ اپنی داڑھی سے تری لے لو اور اسی سے سر کا مسح کر لو۔ (حسن)

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اگر کوئی وضو میں داہنا ہاتھ دھونا بھول جائے اور بایاں ہاتھ دھو کر سر اور پیر کا مسح کر لے اور بعد کو یاد آئے تو پھر سے داہنے ہاتھ کو دھوئے اور پھر بائیں کو، ہاں اگر بایاں ہاتھ دھونا بھولا ہے تو بائیں کو دھوئے اور جو وضو کیا ہے اس کا اعادہ نہ کرے اور فرمایا وضو میں بعض بعض کا تابع ہے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو میں ترتیب کا لحاظ رکھو، جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ شروع کرو چہرہ سے پھر دونوں ہاتھ۔ پھر سر اور پیروں کا مسح اور جو خدا نے حکم دیا ہے اس پر کسی شے کو مقدم نہ کرو اگر تم نے ہاتھ کو چہرہ سے پہلے دھو لیا تو اعادہ کرو یعنی پہلے چہرہ دھوؤ پھر بانہہ اور اگر سر کا مسح پیروں کے بعد کیا ہے تو پہلے سر کا مسح کرو پھر پیروں کا۔ جس کو خدا نے پہلے رکھا ہے اسے پہلے ہی رکھو۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر تم نے منہ سے پہلے ہاتھ دھو لئے تو اعادہ کرو۔ پہلے منہ دھوؤ پھر اپنے ہاتھ اگر بایاں ہاتھ داہنے سے پہلے دھو لیا تو اعادہ کرو پہلے دایاں دھوؤ پھر بایاں، اگر سر کے مسح سے پہلے پیروں کا کر لیا تو اعادہ کرو وہ پہلے سر کا مسح کرو پھر پیر کا۔

۷۔ فرمایا۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے۔ جب تم کچھ وضو کر لو اور کوئی ضرورت پیش آئے اور وضو کا پانی خشک ہو جائے تو وضو کا اعادہ کرو وہ بعض کے پہلے بعض کو نہیں لایا جاتا۔

۸۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ میں وضو کرنے بیٹھا تو پانی ختم ہو گیا میں نے کنیز سے پانی مانگا وہ دیر سے لائی اور اعضائے وضو خشک ہو گئے۔ فرمایا اپنے وضو کا اعادہ کرو۔ (مجہول)

۹۔ میں نے حضرتِ ابوعبداللہ سے پوچھا اگر کوئی شخص وضو میں ہاتھ اور سر کو بھول جائے تو وہ کیا کرے فرمایا دوبارہ کرے، وضو میں ترتیب ہوتی ہے۔ (حسن)

باب ۲۲

نواقضِ وضو

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ وضو نہیں ٹوٹتا مگر خارج ہو کوئی چیز دونوں سوراخوں سے (پیشاب، پاخانہ یا ریح) کوئی چیز جو تمہارے لئے انعام خدا ہے۔

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے انسان کی دبر میں شیطان پھونک مارتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ ریح خارج ہوئی لیکن وضو نہیں ٹوٹتا جب تک ریح کی آواز نہ سنی جائے یا اس کی بو نہ آئے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر پاخانہ کے مقام سے کدو دانے یا چھوٹے چھوٹے کیڑے نکلیں تو ان سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ وہ مثل جوں کے ہیں۔ (حسن)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جس کی مقعد سے کدو دانے نکلیں تو اس پر وضو نہیں۔
ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ پاخانہ میں لتھڑے ہوئے ہوں تو وضو کا اعادہ کرے۔

۵۔ میں نے امامین سے پوچھا کہ وضو کس چیز سے ٹوٹتا ہے فرمایا جب دونوں مقاموں سے پیشاب یا پاخانہ نکلے۔ پاخانہ یا پیشاب کی جگہ پاخانہ، پیشاب، منی یا ریح نکلے اور اس نیند سے جو عقل کو زائل کر دے لیکن اگر آواز کو سنتا رہے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (مجہول)

۶۔ میں نے اس شخص کے بارہ میں پوچھا کہ جس نے مقعد میں دوا رکھ کر نماز پڑھی ہو، آیا اس کا وضو ٹوٹا یا نہیں، فرمایا وضو نہیں ٹوٹا۔ لیکن دوا کو نکال کر نماز پڑھے۔

۷۔ میں نے پوچھا اگر کسی کو ابکائی آئے اور کچھ پیٹ سے نکل آئے تو اس سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں، فرمایا نہیں (صحیح)

۸۔ میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا قے آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے فرمایا نہیں۔ (حسن)

۹۔ فرمایا جسے قے آئے اور وہ پاک ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ کلی کر لے۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے کہا کہ ایک شخص طاہر ہوا اور اپنے ناخن یا بال کاٹے تو کیا وضو کا اعادہ کرے۔ فرمایا نہیں، لیکن پانی سے سر اور ناخن دھو لے۔ راوی نے کہا لوگ کہتے ہیں وضو کرنا چاہیئے فرمایا اگر وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا کرتے ہیں تو تم جھگڑا نہ کرو اور کہہ دو کہ یہ سنت ہے۔ (موثق)

۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے بوس و کنار یا عورت کی شرمگاہ کو مس کرنے یا اس کے پاس لیٹ رہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۱۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ نکسیر، حجامت اور بہنے والے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا وضو تو جب ہی ٹوٹتا ہے جب پیشاب یا پاخانہ کی جگہ سے کوئی شے نکلے۔ (حسن)

۱۳۔ میں نے پوچھا ایسے شخص کے متعلق جو وضو میں جھک نہیں سکتا اس پر یہ امر دشوار ہے وہ تکیہ لگا کر بیٹھتا ہے اور بسا اوقات وہ اس بیٹھنے میں اونگھ بھی جاتا ہے وہ کیا کرے جبکہ بیماری کی وجہ سے وضو کرنا اس کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا (ض)

جب آواز اس کو سنائی نہ دے تو وضو واجب ہوگا اور فرمایا ظہر کی نماز میں تاخیر کرے اور عصر کے ساتھ اس کو ملا لے۔ دونوں کو جمع کرے اسی طرح مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھے۔

۱۴۔ میں نے کہا تو اقض وضو میں نیند کا ایک جھونکا ہے یا دو۔ فرمایا میں نہیں جانتا، ایک یا دو، خدا فرماتا ہے انسان اپنے نفس کا حال خود ہی بہتر جانتا ہے۔ یعنی خود ہی سمجھ لے کہ وہ سوتا تھا یا جاگتا تھا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ جب انسان سو جائے کھڑا ہو یا بیٹھا تو وضو اس پر واجب ہے۔ (م)

۱۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے آدمی کے دو کان ہیں اور دو آنکھیں، جب آنکھیں سوتی ہوں اور کان نہ سوئیں تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن جب دونوں سو جائیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۶۔ حضرت سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو اپنے بال اپنے دانتوں سے کاٹتا ہے اور قبل نماز پانی سے مسح کرتا ہے تو کیا وضو صحیح ہوگا۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے دانتوں سے کاٹنا مثل لوہے سے کاٹنے کے ہے اس سے وضو میں کیا نقص ہے۔ (مرسل)

باب ۲۳

نجاست پر چلنے کے متعلق

۱۔ پوچھا گیا ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں جو پہلے نجس زمین پر چلے اور پھر پاک زمین پر۔ فرمایا اگر وہ پندرہ قدم پاک زمین پر چلے گا تو اس کا تلوا پاک ہو جائے گا۔

۲۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ حضرت کا گزر خشک پاخانہ کی طرف سے ہوا۔ آپ کا لباس اس سے متصل ہوا۔ میں نے کہا حضورؑ نجس چیز پر چلے اور کپڑا بھی اس سے لگا۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے یہ سوکھا تھا۔ پس زمین کا ایک حصہ دوسرے کو پاک کر دیتا ہے۔

۳۔ راوی کہتا ہے ہم ایسے مکان میں ٹھہرے تھے کہ ہمارے اور مسجد کے درمیان گندے راستے تھے۔ میں حضرت صادقؑ

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے پوچھا کہاں ٹھہرے ہو، میں نے کہا، فلاں شخص کے مکان میں، فرمایا، تمہارے اور مسجد کے درمیان گندہ کوچہ ہے۔ میں نے کہا، جی ہاں فرمایا کچھ حرج نہیں۔ زمین کا بعض حصہ بعض کو پاک کردیتا ہے میں نے کہا اگر تر گوبر ہو۔ فرمایا چلنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حسن)

۴۔ میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو پاخانہ یا پیشاب پر چلے کہ وہ وضو کا اعادہ کرے یا نہیں۔ فرمایا نہیں ہاں جہاں نجاست ہو اسے دھو ڈالے۔ (مجہول)

۵۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نجاست خشک ہو تو دھونا ضروری نہیں۔ (ض)

۶۔ میں نے اس سور کے متعلق پوچھا جو پانی سے نکلے اور راستہ میں پانی اس کے بدن سے ٹپکے۔ ایسے راستہ پر اگر برہنہ پا چلوں تو کیا صورت ہوگی۔ فرمایا۔ کیا اس کے سوا کوئی خشک جگہ چلنے کی نہیں، میں نے کہا نہیں، فرمایا کوئی حرج نہیں، زمین کا ایک حصہ دوسرے کو پاک کرتا ہے۔ (مختلف فیہ)

باب ۲۴

مذی و وذی

۱۔ حضرت نے فرمایا اگر حالت نماز میں پیشاب کے مقام سے کوئی شے از قسم مذی و وذی نکلے تو نہ دھو کر نہ نماز قطع کر اس سے وضو باطل نہ ہوگا اور اگر تمہارے ٹخنوں تک پہنچے تو بمنزلہ رینٹھ ہے اور اگر بعد وضو خارج ہو، وہ یا تو عضو تناسل کی رطوبت ہے یا بواسیر سے ہے وہ کچھ نہیں اسے اپنے لباس سے نہ دھو مگر جبکہ وہ نجاست ہو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ مذی اور رینٹھ برابر ہیں۔ (موثق)

۳۔ حضرت نے فرمایا مذی سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ کپڑا یا بدن دھونے کی ضرورت ہے وہ رینٹھ یا تھوک جیسی چیز ہے (حسن)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اگر مذی ران تک بہہ کر آجائے تو بھی نماز قطع نہ کرو اور نہ ران دھونے کی ضرورت کیونکہ وہ مجری منی سے نہیں نکلتی بلکہ بمنزلہ رینٹھ یا بلغم کے ہے۔

حسب تصریح علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مرآۃ العقول میں ہے کہ مذی وہ رطوبت ہے جو عورت سے بوس و کنار کے وقت خارج ہوتی ہے اور وذی وہ ہے جو استبراء کے بعد مقام سے نکلے۔ مذی وہ رطوبت ہے جو انزال کے بعد نکلے، وہ پتلی اور چپکتی رطوبت ہوتی ہے جو شہوت کے بعد نکلتی ہے۔

باب ۲۵

انواعِ غسل

۱۔ فرمایا صادقِ آلِ محمدؑ نے حسبِ ذیل غسل ہیں
جنابت، روزِ جمعہ، عیدین، وقتِ احرام باندھنے کے، مکہ و مدینہ میں داخل ہونے کے لئے، روزِ عرفہ اور زیارت بیت اللہ کے دن، کعبہ میں داخل ہونے سے پہلے ۱۹، ۲۱، ۲۳ رمضان کی شب میں اور اس کے لئے جو غسل میت دے۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ غسل جمعہ واجب ہے سفر و حضر دونوں میں لیکن بحالت سفر کمی آب عورتوں کو نہ نہانے کی اجازت ہے اور فرمایا غسل جنابت واجب ہے اور غسل حیض واجب ہے۔ جب عورت حیض سے پاک ہو اور استحاضہ والی عورت پر واجب ہے کہ جب خون گدی سے پھوٹ نکلے تو اس پر غسل واجب ہے دو نمازوں کے لئے ایک اور اگر خون گدی سے تجاوز نہیں کیا ہے تو ہر روز ایک غسل کافی ہے لیکن وضو ہر نماز کے لئے کرنا ہوگا اور غسل نفاس واجب ہے، میت کا غسل واجب ہے نماز استسقاء کے لئے واجب ہے، مولود کا غسل واجب ہے رمضان کی پہلی رات کا نہانا مستحب ہے اور ۲۱، ۲۳ رمضان کی رات کا نہانا سنت ہے کیونکہ ان میں سے کسی میں شب قدر ہے اور روز عید الفطر اور عید قرباں نہانا سنت ہے اس کا ترک مجھے پسند نہیں اور عمل استخارہ کے لئے نہانا سنت ہے اور ماہ رمضان کی تین راتوں کو ۱۹، ۲۱، ۲۳ کو نہانا سنت ہے۔ (موثق)

باب ۲۶

زیادہ غسل جمع ہونے پر کون سا غسل کافی ہوگا

۱۔ فرمایا طلوع فجر سے پہلے غسل کر لو تو یہ کافی ہوگا جنابت، حجامت، عرفہ، نحر، حلق، ذبح اور زیارت کے لئے پھر فرمایا اسی طرح عورت کے لئے ایک غسل جنابت کافی ہوگا زیارت، جمعہ اور حیض اور عیدین کے لئے غسل جنابت کرنے کے بعد اور غسلوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

باب ۲۷

وجوب غسل یوم جمعہ

۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے غسل روز جمعہ واجب ہے ہر مرد و عورت اور غلام و آزاد پر۔

۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے غسل روز جمعہ واجب ہے مردوں اور عورتوں پر سفر میں اور حضر میں مردوں پر سفر میں عورتوں پر سفر میں نہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ قلت آب کی صورت میں عورتوں پر بحالتِ سفر غسل جمعہ نہیں۔ (مجہول)

۳۔ حضرت سے پوچھا گیا غسل جمعہ کیوں واجب ہے۔

فرمایا خدا نے نماز واجب کی تکمیل کی نماز نافلہ سے اور صوم کی تکمیل کی صوم نافلہ سے اور وضو کو تمام کیا غسل روز جمعہ سے۔ (اس میں کوتاہی اور غفلت سے کام نہ لیا جائے)۔ (صحیح)

۴۔ اصبغ سے مروی ہے امیر المومنین علیہ السلام جب کسی رجز و توبیخ کرتے تو فرماتے واللہ تو روز جمعہ کے تارک غسل سے بھی زیادہ عاجز ہے جو غسل کر لیتا ہے اگلے جمعہ تک طاہر رہتا ہے۔

۵۔ دو عورتوں نے بیان کیا ہم امام رضا علیہ السلام کے ساتھ جنگل میں تھے اور بغداد جانے کا ارادہ تھا جمعرات کو حضرت نے ہم سے فرمایا جمعہ کا غسل آج کر لو کل پانی کم ملے گا۔ پس ہم دونوں نے جمعرات کو جمعہ کی نیت سے غسل کر لیا۔ (ض)

۶۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے روز جمعہ غسل کرنا ضروری ہے خواہ سفر میں ہو یا حضر میں، جو شخص بھول جائے تو وہ اگلے روز کرے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بیمار کے ساتھ رعایت ہے۔ (مجہول)

باب ۲۸

صفت الغسل

۱۔ راوی نے غسل جنابت کی ترکیب پوچھی۔ حضرت نے فرمایا۔ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوؤ، پھر اپنی شرمگاہ کو دھوؤ پھر سر پر پانی ڈالو پھر اپنا سارا بدن دوبار دھوؤ اس طرح کہ پانی جاری ہو جائے۔ (م)

۲۔ زرارہ نے امام علیہ السلام سے غسل جنابت کی ترکیب پوچھی۔ فرمایا تین بار سر پر پانی ڈالے اس سے کم نہیں۔ (مجہول)

۳۔ زرارہ نے کہا میں نے غسل جنابت کی ترکیب پوچھی۔ فرمایا اگر ہاتھ نجس نہ ہوں تو پانی میں ڈالے، پھر تین بار اپنی شرمگاہ کو دھوئے، پھر تین بار سر پہ پانی ڈالے۔ پھر دائیں طرف دوبار اور بائیں طرف دوبار اس طرح دھوئے کہ پانی جاری ہو جائے۔ بس یہ کافی ہے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا غسل جمعہ کے وقت کہو یا اللہ میرے دل کو پاک کر دے ہر اس آفت سے جس سے دین برباد ہو اور میرا عمل ضایع ہو اور غسل جنابت کے وقت کہو یا اللہ میرے قلب کو طاہر کر دے اور میرے عمل کو پاک کر دے اور میری کوشش قبول کرے اور میرے لئے جو جزا بہتر ہو وہ دے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا حضرت نے جب جنب اپنا سارا بدن پانی میں ایک بار ہی ڈبوئے تو یہ اس کے غسل کے لئے کافی ہے۔ (حسن)

۶۔ راوی نے پوچھا ایسی عورت کے لئے جو کنگن یا پہنچی اپنے ہاتھ میں پہنے ہو اور نہ جانے وضو میں پانی اس کے نیچے پہنچے گا یا نہیں تو کیا کرے۔ فرمایا اسے حرکت دے تاکہ پانی اس کے نیچے پہنچ جائے ورنہ اسے اتار دے اور ایسی تنگ انگوٹھی جس کے متعلق یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پانی اس کے نیچے پہنچا یا نہیں، وضو کے وقت اگر سمجھے کہ پانی نہیں پہنچے گا تو وضو کے وقت اسے نکال دے۔

۷۔ حضرت علی علیہ السلام اس میں کوئی نقصان نہ سمجھتے تھے کہ جنب علی الصبح اپنا سر دھولے اور باقی جسم نماز کے وقت۔ (مرسل)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو کوئی غسل جنابت کرے اور سر کو نہ دھوئے پھر ظاہر ہو کہ اس نے دھو لیا ہے تو اعادۂ غسل کی ضرورت نہیں۔ (حسن)

۹۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو غسل جنابت کرے آیا وہ غسل کے بعد اپنے پیر دھوئے فرمایا اگر ایسی جگہ غسل کیا ہے جہاں پانی اس کے پیروں پر بہتا ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں اور اگر ایسی جگہ کیا ہے جہاں پیر پانی میں ڈوبے ہوں تو ان کو دھوئے۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے پوچھا اگر میں غسل کروں مویشیوں کے بندھنے کی جگہ جہاں پیشاب کیا جاتا ہو اور میرے پیر میں نعلین سندھی تو کیا صورت ہوگی۔ فرمایا اگر پانی قدموں کے نیچے سے بہتا ہو تو پیر دھونے کی ضرورت نہیں۔ (مجہول)

۱۱۔ فرمایا حضرت نے غسل (جنابت) کے بعد وضو کرنا بدعت ہے۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے سوائے غسل جنابت ہر غسل سے پہلے وضو ہے۔

۱۳۔ ایک روایت میں ہے سوائے غسل جمعہ کوئی غسل ایسا نہیں جس میں وضو ہو غسل سے زیادہ پاک کرنے والا کون ہے۔ (ص)

۱۴۔ میں نے وقت غسل انگوٹھی کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس کو ہلاؤ اور وضو کے وقت گھماؤ اور اگر بھول جاؤ اور نماز پڑھنے لگو تو اعادۂ نماز کی ضرورت نہیں۔

۱۵- فرمایا صادق آلِ محمدؑ نے میرے والد نے غسل جنابت کیا ان سے کہا گیا کچھ حصّہ خشک رہ گیا ہے فرمایا اگر تم چپ رہے تو تم پر ذمہ داری نہ تھی۔ پھر جو جگہ خشک رہ گئی تھی اس پہ پانی ڈالا۔ (م)

۱۶- فرمایا غسل جنابت میں عورت کو اپنے سر کے بال کھولنے کی ضرورت نہیں (اس طرح جیسے رسّی کے بل کھولے جاتے ہیں) (مرسل)

۱۷- میں حضرت سے پوچھا وقت غسل عورت اپنے بالوں اور چوٹی کے متعلق کیا کرے۔ فرمایا کنگھی سے سلجھانے کی ضرورت نہیں بلکہ انھیں کھول کر ہر طرف سے جمع کرے اور اچھی طرح غسل کرے

باب ۲۹

موجبات غسل

۱- میں نے پوچھا مرد اور عورت پر غسل کب واجب ہوتا ہے فرمایا جب دخول ہو جائے اور مہر واجب ہوتا ہے اور بصورت زنا سنگساری بھی۔ (صحیح)

۲- میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ایسے شخص کے متعلق جو عورت سے فرج کے اوپر ہی اوپر مجامعت کرے اور دونوں کو انزال نہ ہو تو آیا غسل واجب ہے فرمایا جب دونوں کی شرمگاہیں مل جائیں۔ میں نے کہا دونوں کی شرمگاہیں ملنے سے کیا مراد ہے فرمایا جب مرد کے عضو کا اگلا حصہ عورت کی فرج میں داخل ہو جائے۔ (م)

۳- میں نے امام رضا علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو باکرہ لڑکی سے اتصال کرے مگر ازالہ بکارت نہ ہو اور اس لڑکی کو انزال بھی نہ ہو تو لڑکی پر غسل واجب ہے یا نہیں اور اگر باکرہ نہ ہو اور یہی صورت پیش آئے تو فرمایا دخول حشفہ کے بعد دونوں پہ غسل واجب ہوگا۔

۴- میں نے پوچھا جو شخص عورت کی ران پر مساس کرے کیا اس پر غسل واجب ہے۔ فرمایا ہاں اگر انزال ہو جائے۔ (حسن)

۵- میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو اپنی کنیز کی فرج کو مس کرتا ہے اور بغیر مباشرت عورت کو انزال ہو جاتا ہے تو کیا اس عورت پر غسل واجب ہوگا۔ فرمایا اگر شہوت کے ساتھ انزال ہوا ہے تو غسل واجب ہوگا۔ (م)

۶- میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو عورت کی فرج کے اوپر مجامعت کرے اور عورت کو انزال ہو جائے تو کیا اس پر غسل واجب ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ (م)

۷- فرمایا اس عورت کے متعلق جو بغلگیر ہوا اپنے شوہر سے پیچھے کی طرف سے اور اس کی پشت سے سینہ ملے اور شہوت پیدا ہو کر انزال ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہوگا (مجہول)

۸- فرمایا اگر مرد عورت کی دبر کی طرف سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو عورت پر غسل واجب نہ ہوگا اور اگر انزال ہو جائے

تو مرد پر ہوگا عورت پر نہیں۔ (مرفوع)

باب ۳۰

احتلام مرد و عورت

۱۔ میں نے کہا ایک شخص خواب میں شہوت جماع کی بناء پر اپنے کو محتلم دیکھے لیکن جاگنے پر منی کا کوئی نشان کپڑے یا جسم پر نظر نہ آئے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا اس پر غسل واجب نہیں۔ (حسن)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے پر۔ اگر خواب میں دیکھے اور بیدار ہونے پر منی کا نشان نظر نہ آئے تو غسل اس پر واجب نہیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا اگر کوئی خواب میں محتلم ہو جائے اور جاگنے پر تری دیکھے تو یہ کوئی چیز نہیں مگر ایسی حالت میں کہ وہ مریض ہو اس پر غسل واجب ہے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا جب تم مریض ہو اور تمہیں شہوت ہو تو بسا اوقات وہ اچھل کر نکلتی ہے لیکن مرض کی وجہ سے اس میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کم کم نکلتی ہے تو اس صورت میں غسل کرنا ہوگا۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص جو اپنے کو خواب میں شہوت بھرا دیکھتا ہے لیکن جاگنے پر منی کا کوئی اثر نہیں پاتا تھوڑی بعد رطوبت نکلتی ہے فرمایا اگر مریض ہے تو اسے غسل کرنا چاہیے اور اگر مریض تو غسل نہیں۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ فرمایا اگر تندرست ہے تو منی ایک ہی دفعہ قوت کے ساتھ نکلے گی اور اگر مریض ہے تو دیر کے بعد نکلے گی یہی فرق ہے مریض اور تندرست میں۔ (ص)

۵۔ میں نے پوچھا خواب میں عورت اگر وہی دیکھے جو مرد دیکھتا ہے فرمایا اگر انزال ہو گیا ہے تو غسل کرے ورنہ نہیں۔ (ص) اور ایک روایت میں ہے کہ ان پر غسل ہے تو لیکن ان سے بیان نہ کرو ورنہ وہ اس حمام جانے کا بہانہ بنا لیں گی۔ (ض)

۶۔ ایک عورت خواب میں دیکھے کہ مرد اس سے جماع کر رہا ہے اور اسی حالت میں انزال ہو جائے فرمایا غسل کرے۔ (ص)

۷۔ میں نے پوچھا اگر ایک شخص سو جائے اور خواب میں اپنے کو محتلم دیکھے اور کپڑے اور ران پر منی کا اثر دیکھے۔ فرمایا اس پر غسل واجب ہے۔

باب ۳۱

بعد غسل جو تری ظاہر ہو

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر جنب انسان پیشاب کرنے سے پہلے غسل لے اور بعد میں پھر کچھ منی ظاہر ہو، فرمایا دوبارہ غسل کرے۔ میں نے کہا اگر یہی صورت عورت کو پیش آئے۔ فرمایا اس پر دوبارہ غسل نہیں، میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہے فرمایا عورت سے جو خارج ہوگی وہ مرد کی منی ہوگی۔ (موثق)

۲۔ ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے غسل سے پہلے پیشاب کر لیا ہو اور وہ بعد غسل رطوبت دیکھے فرمایا اس صورت دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا جو عورت غسل کے بعد مرد کی منی دیکھے تو کیا وہ دوبارہ غسل کرے فرمایا نہیں۔ (ض)

۴۔ میں نے کہا اگر کوئی جنب پیشاب کرنے سے پہلے غسل کرے اور پھر رطوبت خارج ہو تو فرمایا دوبارہ غسل کرے اگر پیشاب کر لیا ہے تو اعادہ کی ضرورت نہیں، البتہ وضو اور استنجا کرے۔ (موثق)

باب ۳۲

جنب پر کیا حرام ہے اور کیا مکروہ

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جنب جب کھانا پینا چاہے تو اپنے ہاتھ دھوئے کلی کرے اور منہ دھو کر کھائے پیئے۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا جنب کے کھانے پینے اور پڑھنے فرمایا ہاں کھائے پیئے اور پڑھے اور اللہ کا ذکر کرے جو چاہے۔ (موثق)

۳۔ فرمایا جنب آدمی تمام مساجد سے گزر تو سکتا ہے مگر بیٹھ نہیں سکتا اور مسجد الحرام اور مسجد نبوی سے گزر بھی نہیں سکتا۔ (ض)

۴۔ میں نے پوچھا قرآن بغیر وضو پڑھ سکتا ہے فرمایا پڑھ سکتا ہے لیکن کتاب کو مس نہ کرے۔

۵۔ میں نے پوچھا کیا جنب آدمی تیل مل کر نہائے فرمایا نہیں۔ (موثق)

۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص جنب ہے اس نے جسم پر ابٹن، خوشبو اور دوسری کوئی خوشبودار چیز ملی، پھر غسل کیا جب فارغ ہوا تو اس کے جسم پر اس خوشبو کا اثر باقی رہا، فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (ح)

۷۔ میں نے پوچھا اگر جنب اور حائض کا کچھ مال مسجد میں رکھا ہو تو اسے اٹھا لائیں لیکن کوئی چیز مسجد کے اندر جا کر نہ رکھیں۔ (ح)

۸۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کوئی مضائقہ نہیں اگر جنب خضاب لگالے اور خضاب لگانے والا جنب ہو جائے یا نورہ لگالے، یہ بھی روایت ہے کہ خضاب لگانے والا جنب نہ ہو جب تک خضاب اپنا اثر نہ کرلے۔ لیکن ابتدائے خضاب میں نہیں۔

۹۔ میں نے سوال کیا اس شخص کے متعلق جو جنب ہو اور سونے کا ارادہ کرے۔ فرمایا اگر وہ وضو کرے تو اچھا ہے اور غسل کرنا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے اور اگر بے وضو اور غسل کے سو جائے تو بھی انشاء اللہ اس پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ (ض)

۱۰۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر بحالت جنابت خضاب لگالے۔

۱۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کوئی مضائقہ نہیں اگر خضاب لگالے بہ حالت جنابت۔ (موثق)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے کوئی حرج نہیں اگر بحالت جنابت کوئی خضاب کرلے اور کوئی حرج نہیں اگر نورہ لگالے، حجامت کرالے اور ذبح کرنے میں، البتہ جب تک ہاتھ نہ دھوئے اور کلی نہ کرے کوئی شے کھائے نہیں کہ اس سے مرض کا خوف ہے

باب ۳۱

جنب کا پسینہ

۱۔ میں نے دریافت کیا اگر جنب کا پسینہ کپڑوں میں ہو یا وہ غسل کرے اور اپنی عورت سے لپٹ جائے اور اپنے پہلو میں لٹالے درآنحالیکہ وہ حائض یا جنب ہو اور عورت کا پسینہ اسے لگ جائے تو کیا کرے۔ فرمایا یہ سب کچھ نہیں (حسن)

۲۔ میں نے کہا کپڑے بحالت جنابت بارش میں تر ہوگئے اور وہ اس حصہ جسم پر لگے جہاں منی لگی تھی کیا ان کپڑوں سے نماز پڑھ لوں فرمایا ہاں۔ (حسن)

۳۔ میری موجودگی میں حضرت صادقؑ سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں جو اپنے لباس میں جنب ہو اور اس میں پسینہ بھر جائے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ پھر سائل نے کہا اسے اتنا پسینہ آیا کہ اگر چاہتا تو نچوڑ لیتا یہ سن کر حضرت نے ترش روئی سے فرمایا اگر اس سے تم کو انکار ہے تو تھوڑا پانی اسے صاف کر دے گا۔ (حسن)

۴۔ فرمایا نہ تو کپڑا مرد کو ناپاک بناتا ہے نہ مرد کپڑے کو۔ (مجہول)

۵۔ میں نے پوچھا جس کپڑے میں جنابت ہو اور بارش کے پانی سے میں تر بتر ہو جاؤں فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

۶۔ میں نے کہا ایک شخص پیشاب کرے درآنحالیکہ وہ جنب ہو اور وہ استنجا کرے تو اس کا کپڑا تر جسم سے مل جائے تو کیا فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

باب ۳۴

منی اور مذی جو کپڑے پر ہو

۱۔ میں نے دریافت کیا جو منی کپڑے پر لگی ہو اگر اس کی جگہ معلوم ہو تو دھو ڈالے لیکن اگر معلوم نہ ہو تو کیا کرے فرمایا کل کو دھو ڈالے۔

۲۔ میں نے اپنی لونڈی سے کہا اس کپڑے کو دھو ڈال جس پر منی ہے لیکن اس نے اچھی طرح نہ دھویا۔ میں نے نماز پڑھ لی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ جگہ خشک ہے فرمایا نماز کا اعادہ کرو اگر تم خود دھوتے تو ٹھیک ہوتا۔ (حسن)

۳۔ میں نے اس کپڑے کے متعلق پوچھا جس پر منی ہو فرمایا اگر وہ جگہ معلوم نہ ہو تو کل کپڑا دھوؤ خواہ منی کم ہو یا زیادہ (موثق)

۴۔ فرمایا اگر کوئی محتلم ہو اور منی اس کے کپڑے کو لگ گئی ہو تو جہاں لگی ہو اسے دھو ڈالے اور اگر یقین کی صورت نہ ہو اور جگہ بھی معلوم نہ ہو تو اسے پانی میں غوطہ دے اور اگر یقین نہ ہو کہ لگی ہے تو بہتر یہ ہے کہ کل کپڑے کو دھوئے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا اگر کپڑے کو مذی لگی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ض)

۶۔ فرمایا ہم مذی میں نہ وضو کی ضرورت سمجھتے ہیں نہ غسل کی ہاں اگر منی ہو تو ضرورت ہوگی۔ (ضعیف الاسناد)

باب ۳۵

طہارت بول

۱۔ میں نے پوچھا پیشاب کے متعلق جو لگ جائے فرمایا اس پر دو بار پانی ڈالو کیونکہ وہ بھی پانی ہے میں نے اس کپڑے کے متعلق پوچھا جو پیشاب میں بھیگا ہو، فرمایا دو بار دھوؤ، میں نے بچہ کے پیشاب کے متعلق پوچھا جس سے کپڑا تر ہو گیا ہو۔ فرمایا تھوڑا سا پانی ڈال کر نچوڑ دو۔ (حسن)

۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گدے اور فرش کے متعلق جس پر پیشاب ہو اس کو کیسے پاک کرے درآنحالیکہ وہ بھاری ہو اور اس کے اندر کچھ بھرا ہوا بھی ہو۔ فرمایا جہاں پیشاب ہے اسے دھو ڈالو اور دوسری طرف نکل جب چکو تو دھو ڈالو، ورنہ اس پر پانی ڈال دو۔ (ص)

۳۔ میں نے پوچھا اگر میں پیشاب کروں اور پانی نہ ملے اور پیشاب سے میرا ہاتھ تر ہو جائے میں اسے دیوار یا مٹی سے اتنا رگڑوں کہ ہاتھ کو پسینہ آجائے اور اس سے اپنے جسم یا کپڑے کو مس کر لوں تو کیا حکم ہے فرمایا کوئی حرج نہیں (موثق)

۴۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے بچے کے پیشاب کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس پر پانی ڈال دو اور اگر روٹی کھاتا ہو تو پوری طرح دھوؤ، لڑکا اور لڑکی اس مسئلہ میں برابر ہیں۔ (حسن)

۵۔ فرمایا حضرت نے اگر بلی کا پیشاب کپڑے پر ہو تو جب تک اُسے دھویا نہ جائے نماز اس میں صحیح نہ ہوگی۔

۶۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں صبح ہی بازار کو جاتا ہوں اور مجھے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے اور میرے پاس پانی نہیں ہوتا۔ میں ہاتھ سے صاف کر کے پھر ہاتھ کو دیوار یا زمین سے رگڑتا ہوں اور پھر بدن کو رگڑتا ہوں فرمایا کوئی حرج نہیں۔

۷۔ میں نے کہا میں بیت الخلا میں جاتا ہوں تو میرے ہاتھ میں انگوٹھی ہوتی ہے جس میں خدا کا کوئی نام کندہ ہوتا ہے فرمایا ایسا نہ کر۔ (مجہول)

ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بیت الخلاء میں استنجے کو جانا چاہے تو اس انگوٹھی کو ہاتھ سے نکال لے جس سے استنجا کرنا ہے۔

باب ۳۶

مویشیوں کا بول و براز

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا بول و براز اگر کپڑے پر لگ جائے تو طہارت ضروری نہیں۔ (حسن)

۲۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اونٹ، بکری یا گائے کے دودھ کے متعلق اور ان کے پیشاب اور گوشت کے متعلق۔ فرمایا اگر ان میں سے کوئی شے جسم کو لگ جائے تو طہارت کی ضرورت نہیں۔ ہاں صفائی کے لئے دھو ڈالو۔ میں نے چوپایوں، خچروں اور گدھوں کے پیشاب کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ان کی طہارت کرو اگر جگہ معلوم نہ ہو تو کل کپڑا طاہر کرو اور اگر مشکوک ہو تو اس جگہ کو دھو کر صاف کرو۔

۳۔ حضرت نے فرمایا جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر کپڑا ان کے پیشاب میں تر ہو تو اس کو طاہر کرو۔ (حسن)

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام میں سے کسی سے سواریوں کے جانوروں کے متعلق سوال کیا گیا کہ اگر ان کا پیشاب لگ جائے تو حضرت نے اس سے کراہت ظاہر کی۔ میں نے کہا کیا ان کا گوشت حلال نہیں، فرمایا ہے تو لیکن اللہ نے ان جانوروں کو سواریوں کے لئے پیدا کیا ہے نہ کہ ان کا گوشت کھانے کے لئے۔ (مجہول)

۵۔ میں نے صادق آل محمدؐ سے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں چوپاؤں کے گوبر و لید اور ان کے پیشاب کے متعلق فرمایا پیشاب اگر لگ جائے تو اسے دھو ڈالو اور گوبر تو اس سے دھونے کا مستحق ہے۔ (ض)

۶۔ فرمایا گدھوں کی لید میں کوئی حرج نہیں لیکن ان کا پیشاب دھو ڈالو۔ (موثق)

۷۔ میں نے حضرت سے دریافت کیا اس کپڑے کے متعلق جس پر بلی کا پیشاب ہو، فرمایا اس پر نماز نہ ہوگی جب تک اسے دھو نہ لیا جائے۔ (ض)

۸۔ فرمایا جو جانور اڑتا ہے تو اس کا پیشاب یا بیٹ لگ جانے کا مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۹۔ میں نے جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ میں چوپاؤں کا علاج کرتا ہوں اکثر وقت شب ان کے پاس جاتا ہوں وہ پیشاب یا پاخانہ کرتے ہیں اور ہاتھ پیر مارتے ہیں تو وہ میرے کپڑوں تک پہنچتا ہے صبح کو اپنے کپڑوں پر اس کا نشان دیکھتا ہوں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (حسن)

باب ۳۷

وہ کپڑا جس پر خون ہو

۱۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آیا آپ نماز میں مشغول تھے۔ میرے قائد نے بتایا کہ حضرت کے کپڑوں پر خون ہے جب آپ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے کہا میرے قائد نے یہ بتایا ہے کہ آپ کے کپڑوں پر خون لگا ہے فرمایا میرے جسم پر دمل ہیں یہ اسی کا خون ہے میں اپنے کپڑے اس وقت دھوؤں گا جب یہ اچھا ہو جائے گا۔ (موثق)

۲۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کے پھوڑا اور زخم ہو اور اس پر پٹی نہ باندھ سکتا ہو اور نہ خون دھو سکتا ہو، فرمایا نماز پڑھ لے اور کپڑے کو ہر روز ایک بار دھوئے۔ ہر وقت کپڑا نہیں دھو سکتا۔

۳۔ میں نے کہا اگر خون میرے کپڑوں پر ہو اور میں نماز پڑھ رہا ہوں تو کیا حکم ہے۔ فرمایا اگر تم نے دیکھ لیا ہے اور اس لباس کے علاوہ دوسرا ہے تو اسے بدل ڈالو اور نماز پڑھو اور اگر دوسرا نہیں ہے تو نماز جاری رکھو، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جب تک وہ ایک درہم کی مقدار سے زیادہ نہ ہو۔ اگر اس سے کم ہے کوئی حرج نہیں، خواہ تم نے دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اگر ایک درہم سے زیادہ ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے اور بغیر دھوئے نمازیں پڑھ لی ہیں تو ان کا اعادہ کرو۔ (حسن)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ علی علیہ السلام کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اس خون میں جو کپڑے پر اس جانور کا لگا ہو جو ذبح نہیں کیا جاتا جیسے مچھلی فرمایا اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۵۔ حضرت سے کسی نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کی ناک سے خون نکلا ہو اس کے نتھنے کیا اندر سے دھونے چاہئیں فرمایا نہیں۔ صرف اوپر سے دھولے۔ (موثق)

۶۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پدر بزرگوار کی ایک کنیز نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں ایک مسئلہ آپ سے دریافت کرتے شرم آتی ہے فرمایا پوچھو شرم نہ کرو۔ اس نے کہا میرے کپڑوں پر خون حیض لگ گیا ہے اس کو دھویا تو مگر نشان نہ گیا فرمایا اس کو مشق (سرخ مٹی غالباً گیرو) سے رنگو یا تو وہ دھبہ ہم رنگ ہو جائے گا یا مٹ جائے گا۔

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے تمہارا خون زیادہ پاک و صاف ہے تمہارے غیر کے خون سے پس اگر کپڑے پر تمہارے خون سے مشابہ ہو تو مضائقہ نہیں، غیر کا خون کم ہو یا زیادہ اسے دھو ڈالو۔ (مرفوع)

۸۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا۔ مچھروں کے خون کے متعلق اگر وہ کپڑے پر ہو تو مانع نماز تو نہیں۔ فرمایا نہیں اگرچہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو، وہ تو نکسیر کے خون سے مشابہ ہے اُسے صاف کر دو با قاعدہ طہارت کی ضرورت نہیں۔ (ض)

۹۔ میں نے ایک شخص (مراد امام) کو لکھا کھٹمل کا خون کیا مچھر کے خون کی مثل ہے اور آیا جائز ہے کسی کے لئے کہ کھٹمل کا قیاس مچھر پر کرے اور اس کپڑے پر نماز پڑھے۔ حضرت نے جواب میں لکھا نماز پڑھے لیکن اس کا طاہر کر لینا افضل ہے۔ (ضعیف)

باب ۳۸

کتا اگر جسم یا لباس سے مل جائے

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر کتا تمہارے کپڑوں سے مس ہو اور وہ خشک ہو تو کپڑے سے صاف کر دو اگر وہ تر ہو تو اسے با قاعدہ دھوؤ۔ (مرسل)

۲۔ میں نے پوچھا اگر کتا جسم انسان سے مل جائے تو فرمایا وہ جگہ دھو ڈالو۔ (حسن)

۳۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس کچلے ہوئے چوہے کے متعلق پوچھا جو پانی میں جا پڑے اور پھر وہ کپڑوں پر چلے کیا ایسے کپڑوں میں نماز ہو سکتی ہے فرمایا جو دھبہ اس کا دیکھا ہو اسے دھو ڈالو اور جو نہیں دیکھا اس پر پانی چھڑک دو۔

۴۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا آیا لومڑی، خرگوش اور درندوں میں سے کسی کا چھونا زندہ یا مردہ جائز ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں مگر اپنا ہاتھ دھولے۔ (مرسل)

۵۔ میں نے پوچھا اگر کسی کا کپڑا میت پر پڑا ہو۔ فرمایا اگر میت کو غسل دے دیا گیا ہے تو دھونے کی ضرورت نہیں۔ اگر غسل نہیں دیا گیا ہے تو اس کپڑے کو دھوؤ یعنی جسم کے سرد ہونے کے بعد جب کپڑے کا اتصال ہو۔ (مجہول)

۶۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کا کپڑا سور پر پڑ جائے اور اس کو دھوئے نہیں پھر نماز میں یاد آئے تو کیا کرے فرمایا اگر نماز شروع کر دی ہے تو جاری رکھے اور اگر شروع نہیں کی ہے تو اپنے کپڑے کے اس حصہ پر پانی چھڑک دے اور اگر کپڑے پر کچھ نشان ہے تو با قاعدہ طاہر کرے۔

باب ۳۹

تیمم کا بیان

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے تیمم کے متعلق پوچھا۔
پس حضرت نے زمین پر ہاتھ مار کر اٹھایا۔ ہاتھوں کو جھاڑا پھر ان سے پیشانی اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا ایک ایک بار (حسن)

۲۔ حضرت صادق آل محمد سے تیمم کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت نے یہ آیت پڑھی کہ چور مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو اور فرمایا اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں سے۔ پھر فرمایا مسح کرو لپنے دونوں ہاتھوں کا موضع قطع سے اور فرمایا تمہارا رب بھولنے والا نہیں۔ (مرسل)

توضیح:- علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کتاب مراۃ العقول میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں آیہ قطع ید سے کہ عام مسلمانوں نے چور کے قطع ید کے لیے جو حد بتائی ہے وہ موجود درست نہیں۔ ان دونوں آیتوں کا ذکر یہ بتاتا ہے کہ ید کے معنی متعدد ہیں اور حضرت کا یہ فرمانا کہ اللہ بھولنے والا نہیں یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے احکام مبہم نہیں بلکہ اس نے اپنے انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر ان کی وضاحت کر دی ہے لہذا لوگوں کو ان کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور شاید حضرت کا یہ استدلال اس امر پر ہو کہ اللہ نے قطع ید کی حد نہیں بتائی اور وضو میں الی المرافق کہہ کر بتا دی ہے اور سنت رسولؐ میں چور کا ہاتھ قطع کرتا ، ہاتھ کے گٹے سے ہے جس سے معلوم ہوا کہ جہاں خدا نے لفظ ید بولا ہے وہاں مراد ہاتھ کا گٹا ہے اسی لئے فرمایا ہے ماکان ربک نسیًّا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام بیان کرنے کو بھولا نہیں بلکہ اس نے اپنی کتاب میں اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ ان کو انبیاء و مرسلین علیہم السلام جو حجج اللہ ہیں سمجھ سکتے ہیں اور قطع ید سے مراد ہمارے اصحاب کے نزدیک انگلیوں کی جڑ ہے جو شہرت عام کے مخالف ہے اور موافق ہے ہمارے علماء کے اس بیان کے کہ تیمم مقام قطع ید سے ہے اور علمائے اہلسنت کے نزدیک ہاتھ کے گٹے تک کاٹنا ہے اور ہمارا مسلک ہے کہ تیمم انگلیوں کے سرے سے انگلی کی جڑ تک ہے۔

۳۔ میں نے صادق آل محمد سے تیمم کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا عمار بن یاسر جنب ہوئے تو وہ مٹی پر اس طرح لوٹنے لگے جیسے چوپایہ لوٹتا ہے رسول اللہ نے فرمایا اے عمار تم تو چوپائے کی طرح لوٹتے ہو۔ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا پھر تیمم کیسے کیا جائے۔ پس حضرت نے اپنا ہاتھ ٹاٹ پر مارا پھر اٹھا کر چہرے کا مسح کیا پھر تھوڑا سا مسح ہاتھ پر کیا۔ (حسن)

۴۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تیمم اس زمین پر کیا جائے جسے تم نے پیروں سے رگڑا ہو۔ (ص)

۵۔ امیر المومنین علیہ السلام نے منع کیا ہے اس مٹی پر تیمم کرنے سے جو راستہ کے غبار سے ہو۔ (مجہول)

باب ۴

اوقات تیمم

۱۔ فرمایا جب پانی نہ ملے اور تیمم کرنا ہو تو نماز کے آخر وقت تک تاخیر کرو۔ اگر پانی نہ ملے تو زمین تو کہیں نہیں چلی گئی۔ (ص)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب مسافر کو پانی دستیاب نہ ہو تو چاہیئے کہ جب تک وقت نماز ہے تلاش جاری رکھے۔ پس اگر یہ خوف ہو کہ وقت جاتا رہے گا تو تیمم کرے اور آخر وقت میں نماز پڑھے۔ جب پانی مل جائے تو اس پر قضا نہیں۔ چاہیئے کہ وضو کرے۔

۳۔ فرمایا حضرت نے جب آدمی پانی نہ پائے اور جنب ہو تو چاہیئے کہ تیمم کر کے نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو غسل کرے اس صورت میں جو نماز پڑھ چکا ہے وہ اس کے لیے کافی ہو گی۔ (حسن)

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص ایک ہی وضو سے رات دن کی کل نمازیں پڑھ لیتا ہے فرمایا ٹھیک ہے جب تک صدور حدث نہ ہو۔ میں نے کہا کیا ایک تیمم سے بھی، فرمایا ہاں جب تک حدث صادر نہ ہو یا پانی ملے اگر پانی مل جائے اور امید ہو اس کی کہ پانی مل جائے گا اور گمان کرے کہ وہ اس پہ پانے کی قدرت رکھتا ہے لیکن اس کا پانا اس پر دشوار ہو گا تو بھی تیمم ساقط ہو جائے گا اور اسؑ لازم ہے کہ تیمم کا اعادہ کرے (اگر پانی نہ ملے) میں نے کہا اگر پانی مل جائے اور وہ نماز پڑھنے لگا ہے فرمایا نماز قطع کرے وضو کرے اگر رکوع میں نہیں گیا لیکن اگر رکوع میں ہے تو نماز جاری رکھے کیونکہ تیمم دو طاہر کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ (حسن)

۵۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اگر کوئی پانی نہ پائے اور تیمم سے نماز پڑھنے لگے پھر اس کا لڑکا خبر دے کہ پانی موجود ہے فرمایا اگر رکوع میں نہیں گیا ہے تو نماز کو قطع کر کے وضو کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو نماز جاری رکھے۔ (ضعیف)

۶۔ میں نے کہا اگر میں سفر میں ہوں اور وقت نماز آجائے اور میرے ساتھ پانی نہ ہو اور معلوم ہو کہ پانی ہم سے قریب ہے اور میں پانی کی تلاش میں ادھر ادھر نکلوں۔

فرمایا پانی تلاش نہ کرو اور تیمم سے نماز پڑھ لو۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ تم اپنے اصحاب سے الگ ہو جاؤ اور کوئی درندہ کھا جائے۔

۷۔ میں نے پوچھا اگر کنوئیں کی طرف سے گزرے اور اس کے پاس ڈول نہ ہو فرمایا اس کے لیے لازم نہیں کہ وہ کنوئیں میں اترے۔ جو خدا پانی کا مالک ہے وہی زمین کا ہے پس تیمم کرے۔

۸۔ میں نے کہا اگر کسی کے پاس پانی نہ ہو اور اس سے دو تیر کے فاصلہ پر ہو۔ فرمایا میں اس کو حکم نہیں دیتا کہ وہ اپنے

نفس کو ہلاکت میں ڈالے اور چور یا درندہ اُسے آلے۔ (ض)

۹۔ فرمایا حضرت نے جب تم بحالت جنابت کنوئیں پر آؤ اور ڈول موجود نہ ہو اور نہ کوئی شے جس سے پانی نکالو تو پاک مٹی پر تیمم کر لو پانی اور مٹی کا رب ایک ہی ہے اور کنوئیں میں اتر کر قوم کے لئے پانی خراب نہ کرو۔ (مجہول)

۱۰۔ میں نے کہا اگر ایک شخص سفر میں ہو اور اس کے ساتھ پانی ہو مگر بھول جائے اور تیمم سے نماز پڑھنے لگے پھر یاد آئے کہ پانی اس کے ساتھ ہے اور وقت نماز باقی ہے فرمایا وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے۔ میں نے پوچھا کیا حائض اور جنب کا تیمم یکساں ہے فرمایا ہاں۔ (موثق)

باب ۴۱

سفر اور قلت آب

۱۔ فرمایا اگر کوئی سفر میں جنب ہو جائے اور تھوڑا پانی ساتھ میں ہو اگر وہ غسل کرتا ہے تو پیاسا رہنے کا خوف ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک قطرہ اس میں سے صرف نہ کرے اور پاک مٹی سے تیمم کرے پاک مٹی میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا اگر کوئی شخص جنب ہو جائے اور اس کے پاس تھوڑا سا پانی بقدر پینے کے ہو تو کیا وہ تیمم کرے یا وضو۔ فرمایا تیمم افضل ہے کیا تم نہیں جانتے کہ آدھا پاک کرنے والا وہ بھی ہے۔

۳۔ میں نے پوچھا ایک شخص پیش نماز ہے وہ سفر میں جنب ہو گیا اور اس کے ساتھ اتنا پانی نہیں کہ غسل کرلے آیا وہ وضو کر کے ان کے ساتھ نماز پڑھ لے فرمایا نہیں بلکہ تیمم کر کے ان کو نماز پڑھائے اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پاک کرنے والا قرار دیا ہے (حسن)

۴۔ فرمایا اگر زمین تر ہو اور وہاں خشک مٹی نہ ہو اور پانی بھی نہ ہو تو دیکھو کوئی خشک جگہ ہے اگر ہے تو اس کے غبار سے تیمم کرے یا کوئی شے ایسی ہو جس پر غبار ہو اور اگر گیلی مٹی کے سوا ملے ہی نہیں تو اسی پر تیمم کر لیا جائے۔ (حسن)

باب ۴۲

اگر جنب کو برف کے سوا کچھ نہ ملے

۱۔ صادق آل محمدؑ سے مروی ہے۔

میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو سفر میں جنب ہو اور سوائے برف کے کچھ نہ پائے یا جما ہوا پانی ملے۔ فرمایا مجبوری ہے تیمم کرلے اور اسے چاہیئے کہ ایسی زمین پر نہ جائے جہاں اس کا دین برباد ہوتا ہو۔

۲۔ فرمایا اگر جنب ہو تو چاہیئے کہ جس طرح ہو سکے غسل کرلے اور اگر احتلام ہوا ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم کرلے۔ (مرفوع)

۳۔ میں نے پوچھا اگر کوئی ایسی ٹھنڈی رات میں جنب ہو کہ غسل کرنے کی صورت میں جان کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم سے نماز پڑھے اور جب سردی جاتی رہے تو غسل کرکے نماز کا اعادہ کرے۔

باب ۴۳

گیلی مٹی پر تیمم

۱۔ فرمایا جب تم ایسے حال میں ہو کہ گیلی مٹی کے سوا کچھ ہی نہیں تو اسی پر تیمم کر لو۔ خدا عذر کا قبول کرنے والا ہے۔ اس وقت ہو جب تمہارے پاس نہ خشک کپڑا ہو نہ نمدہ جسے اس تر مٹی پر ڈال کر تیمم کر سکو۔ (ص)

باب ۴۴

زخم خوردہ اور چیچک والے کا تیمم

۱۔ میں نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا اس شخص کے بارے میں جس کے پھوڑا یا زخم ہو اور وہ جنب ہو جائے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ غسل نہ کرے اور عوض غسل تیمم کر لے۔ (ص)

۲۔ جس کے چیچک نکلی ہو، ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور جنب ہو جائے تو تیمم کرے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا چیچک والا اگر جنب ہے تو اسے غسل کرنا ہوگا اور اگر خواب میں احتلام ہوا ہے تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے۔ (مرفوع)

۴۔ فرمایا حضرت نے نبی کریم صلعم سے ذکر کیا گیا کہ ایک زخمی شخص جنب ہوا لوگوں نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا۔ نہاتے وقت وہ کپکپایا اور مر گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ لوگوں نے اسے قتل کیا۔ خدا ان کو قتل کرے۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا حضرت نے رسول اللہ سے کہا گیا کہ فلاں چیچک میں مبتلا تھا وہ جنب ہوا۔ لوگوں نے اسے نہلا دیا وہ مر گیا۔ فرمایا انھوں نے اس کو قتل کیا کیوں نہیں انھوں نے اہل علم سے پوچھا اور کیوں نہیں اس کو تیمم کرایا۔ عاجز کی شفا سوال میں ہے۔ یعنی پوچھنا چاہیئے یہی صورت اس کے لئے ہو جس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو یا استسقا کا بیمار ہو وہ تیمم کرے غسل نہ کرے۔ (حسن)

باب ۴۵

نوادر

۱۔ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے سامنے پانی بھرا لوٹا رکھا تھا اور نماز کا تہیہ کر رہے تھے میں قریب گیا تاکہ اعضاء پر پانی ڈالوں، حضرت نے منع کیا اور فرمایا۔ اے حسن ٹھہرو، میں نے کہا آپ مجھے پانی ڈالنے سے کیوں روکتے ہیں۔ کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ مجھے اس کا اجر ملے۔ فرمایا تم کو اس کا اجر مل جائے گا۔ مگر میں گناہ کے بوجھ تلے ہوں گا۔ میں نے کہا۔ یہ کیسے فرمایا۔ کیا تم نے خدا کا یہ قول نہیں سنا۔ جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اس کو چاہیئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ میں نماز کے لئے وضو کرنا چاہتا ہوں اور نماز عبادت ہے پس میں پسند نہیں کرتا کہ اس میں کسی کو شریک کروں۔ (ض)

۲۔ امام علیہ السلام نے فرمایا، رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز کا شروع وضو ہے اور اسکی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل تسلیم ہے۔ (ض)

۳۔ میں حضرت ابوعبداللہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا۔ سنتوں کے متعلق فرمایا کوئی شے ایسی نہیں جس کی طرف اولاد آدم میں سے کوئی محتاج ہو مگر یہ کہ اس کے متعلق اللہ اور رسولؐ کی سنت جاری ہے جس نے پہچانا اس نے پہچانا، جس نے انکار کیا اس نے انکار کیا۔ اس نے کہا بیت الخلاء کے لئے کیا سنت ہے۔ فرمایا اللہ کا ذکر کرو اور اللہ سے پناہ مانگو شیطان رجیم کے شر سے جب فارغ ہو تو کہو حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے تکلیف کو مجھ سے دور کیا اور آرام و راحت میں لایا۔ اس نے کہا انسان ایسی حالت میں کب دیکھتا ہے کہ اس سے کیا نکلا۔ فرمایا روئے زمین پر کوئی آدمی ایسا نہیں، جس کے ساتھ دو فرشتے نہ ہوں جب وہ اس حال میں ہوتا ہے تو اس کی گردن کو گھما دیتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جس کے لئے تو نے دنیا میں تکلیف اٹھائی تھی اب وہ کس صورت میں نظر آرہی ہے (مجہول)

۴۔ فرمایا صادق آل محمدؐ نے جو شخص وضو کرکے رومال (یا تولیہ) سے خشک کرے اس کے لیے صرف ایک حسنہ ہے اور اگر وضو کے بعد پانی خود ہی خشک ہو جائے تو تیس نیکیوں کا ثواب ہے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا امام علیہ السلام نے جو نماز مغرب کے لئے وضو کرے تو یہ کفارہ ہوگا ان گناہوں کا جو اس نے دن میں کیئے ہوں گے سوائے گناہان کبیرہ کے اور جو صبح کو وضو کرے تو کفارہ ہوگا ان گناہوں کا جو رات میں کیے ہوں گے سوائے گناہان کبیرہ کے جو اس نے کیے ہوں۔

۶۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ امیرالمومنین علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس ان کے فرزند محمد حنفیہ نے فرمایا۔ اے

محمد پانی لاؤ وہ لے آئے آپؑ نے داہنے ہاتھ سے پانی لے کر بائیں ہاتھ پر ڈالا۔ پھر فرمایا حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے پانی کو طاہر بنایا اور نجس نہ قرار دیا۔ پھر فرمایا یا اللہ محفوظ رکھ میری شرمگاہ کو اور میری ستر پوشی کر اور ان دونوں پر آتشِ دوزخ کو حرام کر، پھر ناک میں پانی ڈال کر فرمایا یا اللہ میرے اوپر جنت کی خوشبو کو حرام نہ کرنا اور مجھے ان لوگوں میں جو جنت کی خوشبو سونگھنے والے ہوں۔

پھر کلی کی اور فرمایا

یا اللہ اپنے ذکر سے میری زبان کو ناطق کر

اور مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن سے تو راضی ہے پھر چہرہ دھوتے ہوئے فرمایا یا اللہ جس دن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں میرا چہرہ سیاہ نہ کرنا اور میرا چہرہ سیاہ نہ کرنا جس دن لوگوں کے چہرے سفید ہوں پھر داہنا ہاتھ دھوتے ہوئے فرمایا یا اللہ روزِ قیامت میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں ہو اور خلد میرے بائیں ہاتھ میں، پھر بایاں ہاتھ دھوتے ہوئے فرمایا یا اللہ میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دینا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں آتشِ دوزخ کے شعلوں سے، پھر سر کا مسح کرتے ہوئے فرمایا یا اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور اپنی رحمت، عفو و برکت مجھ پر نازل فرما، پھر پیروں کا مسح کرتے ہوئے فرمایا یا اللہ صراط پر مجھے ثابت قدم رکھنا جبکہ اس روز لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے ہوں اور میری سعی کو ایسا قرار دے جس سے تو راضی ہو۔ پھر فرمایا جو میری طرح وضو کرے اور جو میں نے کہا ہے وہ کہے تو خدا اس کے وضو کے ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو تسبیح و تقدیس تکبیر و تہلیل کرتا ہے اور اس کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جبکہ وہ مکہ میں لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہ نے صبح کی نماز پڑھی اس کے بعد اصحاب کے پاس بیٹھے، یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ لوگ ایک ایک کرکے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر دو شخص بیٹھے رہے ایک انصاری تھا دوسرا ثقفی۔ آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا۔ میں سمجھ گیا تم دونوں کی کوئی حاجت ہے جسے تم بیان کرنا چاہتے ہو اگر تم کہو تو میں بیان کردوں انھوں نے کہا۔ حضورؐ ہی بیان فرمائیں کیونکہ آپؐ کا بیان جہالت کو روشن کرنے والا ہوگا اور شک کو دور کرنے والا اور ایمان کو برقرار رکھنے والا ہوگا۔ فرمایا اے بھائی ثقیف تو اس لئے آیا ہے کہ مجھ سے اپنے وضو اور نماز کے متعلق پوچھے کہ اس میں تیرے لئے بہتری کیا ہے۔ رہا وضو تو جب تم اپنا ہاتھ وضو کے لئے برتن میں ڈالتے ہو اور بسم اللہ کہتے ہو تو سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب منہ پر چلو ڈالتے ہو تو تم نے اپنی آنکھوں سے نظر کرکے اور اپنے منہ سے بول کر جو گناہ کئے ہیں وہ سب جھڑ جاتے ہیں اور جب تم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا تو جو گناہ داہنے اور بائیں ہاتھ سے کئے ہیں وہ گر جاتے ہیں اور جب پیروں کا مسح کرتے ہو تو جو گناہ پیروں سے چل کر کئے ہیں وہ گر جاتے ہیں یہ ہے تمہارا وضو۔ (ض)

۸- فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے وضو ایمان کا ایک حصّہ ہے۔ (ص)

۹- راوی کہتا ہے میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ حضرت نے میرے سامنے ظہر و عصر کی نماز پڑھی۔ جب مغرب کا وقت آیا تو مجھ سے فرمایا۔ وضو کر لو۔ میں نے کہا میں وضو سے ہوں۔ فرمایا اگرچہ تم وضو سے ہو لیکن جو کوئی مغرب کے لئے وضو کرے گا تو وہ اس دن کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا سوائے گناہان کبیرہ کے اور جو صبح کو وضو کرے گا تو ان تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا سوائے گناہان کبیرہ کے۔ (ص)

۱۰- وضو پر وضو کر لینا دس حسنات کے برابر ہے۔ (مرسل)

۱۱- فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو ختم کرے تو پانی لے کر گردن کا مسح کرے یہ آگ سے بچانے والا ہے (یہ حدیث بنا بر تقیہ ہے اس کے راویوں کا سلسلہ صحیح نہیں۔) (مرسل)

۱۲- میں نے پوچھا اگر کوئی آب گلاب سے غسل کرے تو کیا حکم ہے۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں (علامہ مجلسی مراۃ العقول میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے اس کے راوی موثق نہیں۔ علمائے شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ آب مضاف سے غسل و وضو درست نہیں۔ (ض)

۱۳- پوچھا گیا جو مردہ کی ہڈی چھوئے اس کے لئے کیا حکم ہے فرمایا اگر ایک سال اس پر گزر گیا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (ص)

۱۴- فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اگر کوئی مسجد الحرام یا مسجد رسول میں سو گیا ہے اور اسے احتلام ہو جائے یا جنابت کی صورت ہو تو فوراً تیمم کرے اور مسجد الحرام سے تیمم کی صورت میں گزرے۔ جب تک اس سے باہر آئے۔ پھر غسل کرے۔ یہی حکم حائض کے لئے ہے ہاں اور تمام مساجد سے گزر سکتا ہے۔ (مجہول)

۱۵- میں نے پوچھا ایک شخص کے نکسیر پھوٹ نکلی اور چند قطرے پانی کے برتن میں گر جائیں تو کیا اس پانی سے وضو ہو سکتا ہے فرمایا اگر کوئی شے ظاہر بظاہر پانی میں معلوم نہ ہو تو اس سے وضو کر لو ورنہ نہیں۔ (موثق)

۱۶- میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا اگر سانپ مٹکے میں داخل ہو جائے اور اس میں پانی ہو تو کیا ہو۔ فرمایا اگر اور پانی ہو اس پانی کو نکال باہر کرو۔ (مرفوع)

۱۷- فرمایا اگر وضو کرتے وقت کسی کے نکسیر پھوٹے اور اس کا قطرہ پانی میں گر جائے تو اس سے وضو نہ کرو۔

۱۸- میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو نماز کے لئے پانی کا محتاج ہو اور اسے بقدر وضو پانی سو یا ہزار درہم میں ملتا ہو اور وہ خرید سکتا ہو تو خرید کر وضو کرے یا تیمم سے نماز پڑھے۔ فرمایا پانی خرید کر وضو کرے مجھے ایک بار ایسا موقع پیش آیا۔ پس میں نے خرید کر کے وضو کیا مجھے ایسے موقع پر مال کی خوشی نہیں رکھ سکتا۔ (صحیح)

﴿كتاب الحيض﴾

﴿ابواب الحيض﴾

١ ـ الحسين بن محمد ، عن معلّى بن محمد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن أديم بن الحر قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنّ الله تبارك وتعالى حدّ للنساء في كلّ شهر مرّة .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن قول الله عزّ وجلّ : «إن ارتبتم» فقال : ما جاز الشهر فهو ريبة .

﴿باب﴾

﴿أدنى الحيض وأقصاه وأدنى الطهر﴾

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن عليّ بن أحمد بن أشيم ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن أدنى ما يكون من الحيض ، فقال : ثلاثة و أكثره عشرة .

٢ ـ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وعليّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أقلّ ما يكون الحيض ثلاثة أيّام وأكثر ما يكون عشرة أيّام .

٣ ـ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وعليّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً عن صفوان بن يحيى قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن أدنى ما يكون من الحيض ، فقال : أدناه ثلاثة و أبعده عشرة .

٤ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن صفوان ، عن العلاء ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لايكون القرء في أقلّ من عشرة أيّام فمازاد أقلّ مايكون عشرة من حين تطهر إلى أن ترى الدّم .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن بعض رجاله عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أدنى الطّهر عشرة أيّام وذلك أنّ المرأة أوّل ما تحيض ربّما كانت كثيرة الدّم فيكون حيضها عشرة أيّام فلا تزال كلّما كبرت نقصت حتّى ترجع إلى ثلاثة أيّام فإذا رجعت إلى ثلاثة أيّام ارتفع حيضها ولا يكون أقلّ من ثلاثة أيّام فإذا رأت المرأة الدّم في أيّام حيضها تركت الصّلاة فإن استمرّ بها الدّم ثلاثة أيّام فهي حائض وإن انقطع الدّم بعد ما رأته يوماً أو يومين اغتسلت وصلّت و انتظرت من يوم رأت الدّم إلى عشرة أيّام فإن رأت في تلك العشرة أيّام من يوم رأت الدّم يوماً أو يومين حتّى يتمّ لها ثلاثة أيّام فذلك الّذي رأته في أوّل الأمر مع هذا الّذي رأته بعد ذلك في العشرة فهو من الحيض وإن مرّ بها من يوم رأت الدّم عشرة أيّام ولم تر الدّم فذلك اليوم واليومان الّذي رأته لم يكن من الحيض إنّما كان من علّة إمّا من قرح في جوفها وإمّا من الجوف فعليها أن تعيد الصّلاة تلك اليومين الّتي تركتها لأنّها لم تكن حائضاً فيجب أن تقضي ما تركت من الصّلاة في اليوم واليومين وإن تمّ لها ثلاثة أيّام فهو من الحيض و هو أدنى الحيض ولم يجب عليها القضاء ولا يكون الطّهر أقلّ من عشرة أيّام فإذا حاضت المرأة و كان حيضها خمسة أيّام ثمّ انقطع الدّم اغتسلت وصلّت فإن رأت بعد ذلك الدّم ولم يتمّ لها من يوم طهرت عشرة أيّام فذلك من الحيض تدع الصّلاة و إن رأت الدّم من أوّل ما رأت الثّاني الّذي رأته تمام العشرة أيّام ودام عليها عدّت من أوّل ما رأت الدّم الأوّل و الثّاني عشرة أيّام ثمّ هي مستحاضة تعمل ما تعمله المستحاضة .

و قال : كلّما رأت المرأة في أيّام حيضها من صفرة أو حمرة فهو من الحيض و كلّما رأته بعد أيّام حيضها فليس من الحيض .

﴿ باب ﴾

﴿ المرأة ترى الدم قبل أيامها أو بعد طهرها ﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا رأت المرأة الدّم قبل عشرة فهو من الحيضة الأولى وإن كان

بعد العشرة فهو من الحيضة المستقبلة .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن الحسن بن سعيد ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن المرأة ترى الدَّم قبل وقت حيضها فقال : إذا رأت الدَّم قبل وقت حيضها فلتدع الصّلاة فإنّه ربّما تعجّل بها الوقت فإذا كان أكثر من أيّامها الّتي كانت تحيض فيهنَّ فلتتربّص ثلاثة أيّام بعد ما تمضي أيّامها فإذا تربّصت ثلاثة أيّام ولم ينقطع عنها الدَّم فلتصنع كما تصنع المستحاضة .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كانت أيّام المرأة عشرة أيّام لم تستظهر وإذا كانت أقلَّ استظهرت .

﴿ باب ﴾

۞(المرأة ترى الصفرة قبل الحيض اوبعده)۞

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة ترى الصّفرة في أيّامها ؟ فقال : لا تصلّي حتّى تنقضي أيّامها وإن رأت الصّفرة في غير أيّامها توضّأت وصلّت .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المرأة ترى الصّفرة فقال : إن كان قبل الحيض بيومين فهو من الحيض وإن كان بعد الحيض بيومين فليس من الحيض .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الوشّاء ، عن أبان ، عن إسماعيل الجعفيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا رأت المرأة الصّفرة قبل انقضاء أيّام عدَّتها لم تصلّ وإن كانت صفرة بعد انقضاء أيّام قرئها صلّت .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام وأنا حاضر عن المرأة ترى الصّفرة فقال : ما كان قبل الحيض فهو من الحيض وما كان بعد الحيض فليس منه .

٥ ـ محمّد بن أبي عبدالله ، عن معاوية بن حكيم قال : قال : الصفرة قبل الحيض بيومين فهو من الحيض وبعد أيّام الحيض ليس من الحيض وهي في أيّام الحيض حيض .

﴿باب﴾

☆(اول ما تحيض المرأة)☆

١ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة بن مهران قال : سألته عن الجارية البكر أوّل ما تحيض فتقعد في الشّهر في يومين و في الشهر ثلاثة أيّام ويختلف عليها لايكون طمثها في الشّهر عدّة أيّام سواء قال : فلها أن تجلس وتدع الصلاة مادامت ترى الدّم مالم تجز العشرة فإذا اتفق الشهران عدّة أيّام سواء فتلك أيّامها .

٢ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن يونس بن يعقوب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : المرأة ترى الدّم ثلاثة أيّام أو أربعة ؟ قال : تدع الصّلاة ، قلت: فإنّها ترى الطهر ثلاثة أيّام أو أربعة ؟ قال : تصلّي،قلت : فإنّها ترى الدّم ثلاثة أيّام أو أربعة ؟ قال: تدع الصلاة ، قلت : فإنّها ترى الطهر ثلاثة أيّام أو أربعة ؟ قال :تصلّي ، قلت : فإنّها ترى الدّم ثلاثة أيّام أو أربعة ؟ قال : تدع الصّلاة ، تصنع مابينها وبين شهر فإذا انقطع الدّم عنها وإلاّ فهي بمنزلة المستحاضة .

٣ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد رفعه ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن جارية حاضت أوّل حيضها فدام دمها ثلاثة أشهر وهي لاتعرف أيّام إقرائها ؟ فقال : إقراؤها مثل إقراء نسائها فإن كانت نساؤها مختلفات فأكثر جلوسها عشرة أيّام و أقلّه ثلاثة أيّام .

﴿باب﴾

☆(استبراء الحائض)☆

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار وغيره ، عن يونس ، عمّن حدّثه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن امرأة انقطع عنها الدّم فلا تدري أطهرت أم لا ؟ قال : تقوم قائماً وتلزق بطنها بحائط وتستدخل قطنة بيضاء وترفع رجلها اليمنى فإن خرج على رأس القطنة مثل رأس الذّباب دم عبيط لم تطهر وإن لم يخرج فقد طهرت تغتسل وتصلّي .

٢ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن أبي أيوب، عن محمد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا أرادت الحائض أن تغتسل فلتستدخل قطنة فإن خرج فيها شيء من الدم فلا تغتسل وإن لم تر شيئاً فلتغتسل وإن رأت بعد ذلك صفرة فلتتوضأ ولتصل.

٣ - محمد بن يحيى، عن سلمة بن الخطاب، عن علي بن الحسن الطاطري، عن محمد بن أبي حمزة، عن ابن مسكان، عن شرحبيل الكندي، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت: كيف تعرف الطامث طهرها؟ قال: تعتمد برجلها اليسرى على الحائط و تستدخل الكرسف بيده اليمنى فإن كان ثم مثل رأس الذباب خرج على الكرسف.

٤ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن أبي حمزة، عن أبي جعفر عليه السلام: أنه بلغه أن نساءاً كانت إحداهن تدعو بالمصباح في جوف الليل تنظر إلى الطهر فكان يعيب ذلك ويقول: متى كانت النساء يصنعن هذا.

٥ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ثعلبة، عن أبي عبدالله عليه السلام: أنه كان ينهى النساء أن ينظرن إلى أنفسهن في المحيض بالليل و يقول: إنها قد تكون الصفرة والكدرة.

٦ - علي بن محمد، عن بعض أصحابنا، عن محمد بن علي البصري قال: سألت أبا الحسن الأخير عليه السلام وقلت له: إن ابنة شهاب تقعد أيام إقرائها فإذا هي اغتسلت رأت القطرة بعد القطرة؟ قال: فقال: مرها فلتقم بأصل الحائط كما يقوم الكلب ثم تأمر امرأة فلتغمز بين وركيها غمزاً شديداً فإنه إنما هو شيء يبقى في الرحم يقال له: الاراقة وإنه سيخرج كله، ثم قال: لا تخبروهن بهذا وشبهه وذروهن و علتهن القذرة؛ قال: ففعلت بالمرأة الذي قال فانقطع عنها فما عاد إليها الدم حتى ماتت.

باب

(غسل الحائض وما يجزئها من الماء)

١ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم؛ وعليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير جميعاً، عن عبدالله بن يحيى الكاهليّ قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّ النساء اليوم أحدثن مشطاً تعمد إحداهنّ إلى القرامل من الصوف تفعله الماشطة تصنعه مع الشعر ثمّ تحشوه بالرياحين، ثمّ تجعل عليه خرقة رقيقة ثمّ تخيطه بمسلّة، ثمّ تجعله في رأسها ثمّ تصيبها الجنابة؟ فقال: كان النساء الأُول إنّما يمتشطن المقاديم فإذا أصابهنّ الغسل بقذر. مرها أن تروّي رأسها من الماء وتعصره حتّى يروى فإذا روي فلا بأس عليها، قال: قلت: فالحائض؟ قال: تنقض المشط نقضاً.

٢ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن مثنّى الحنّاط، عن حسن الصيقل، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الطامث تغتسل بتسعة أرطال من ماء.

٣ - عليّ بن محمّد وغيره، عن سهل بن زياد، عن ابن محبوب، عن ابن رئاب، عن أبي عبيدة قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن المرأة الحائض ترى الطهر وهي في السفر وليس معها من الماء ما يكفيها لغسلها وقد حضرت الصلاة؟ قال: إذا كان معها بقدر ما تغسل به فرجها فتغسله، ثمّ تتيمّم وتصلّي، قلت: فيأتيها زوجها في تلك الحال؟ قال: نعم إذا غسلت فرجها وتيمّمت فلا بأس.

٤ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن محبوب، عن أبي أيّوب الخزّاز، عن محمّد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: الحائض ما بلغ بلل الماء من شعرها أجزأها.

٥ - أبوعليّ الأشعريّ، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن بن عليّ، عن عمرو بن سعيد، عن مصدّق بن صدقة، عن عمّار بن موسى، عن أبي عبدالله عليه السلام في الحائض تغتسل وعلى جسدها الزعفران لم يذهب به الماء؟ قال: لا بأس.

﴿ باب ﴾

✿(المرأة ترى الدم وهي جنب)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عبدالله بن يحيى الكاهليّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المرأة يجامعها زوجها فتحيض وهي في المغتسل ، تغتسل أولا تغتسل ؟ قال : قد جاءها ما يفسد الصّلاة فلا تغتسل .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المرأة تحيض وهي جنب هل عليها غسل الجنابة ؟ قال : غسل الجنابة والحيض واحد .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن سعيد ابن يسار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : المرأة ترى الدّم وهي جنب أتغتسل من الجنابة أم غسل الجنابة والحيض ؟ فقال : قد أتاها ما هو أعظم من ذلك .

فسألت رسول الله صلى الله عليه وآله عن ذلك ، فقال : تدع الصّلاة قدر إقرائها أو قدر حيضها وقال : إنّما هو عرق (٢) وأمرها أن تغتسل وتستثفر بثوب وتصلّي .

قال أبو عبدالله عليه السلام : هذه سنّة النبيّ صلى الله عليه وآله في الّتي تعرف أيّام إقرائها لم تختلط عليها ألا ترى أنّه لم يسألها كم يوم هي ولم يقل : إذا زادت على كذا يوماً فأنت مستحاضة وإنّما سنّ لها أيّاماً معلومة ما كانت من قليل أو كثير بعد أن تعرفها و كذلك أفتى أبي عليه السلام وسئل عن المستحاضة فقال : إنّما ذلك عرق غابر أو ركضة من الشيطان فلتدع الصّلاة أيّام إقرائها ثمّ تغتسل و تتوضّأ لكلّ صلاة ، قيل : وإن سال ؟ قال : وإن سال مثل المثعب ، قال أبو عبدالله عليه السلام : هذا تفسير حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وهو موافق له فهذه سنّة الّتي تعرف أيّام إقرائها لا وقت لها إلّا أيّامها ، قلّت أو كثرت .

وأمّا سنّة الّتي قد كانت لها أيّام متقدّمة ثمّ اختلط عليها من طول الدّم فزادت ونقصت حتّى أغفلت عددها وموضعها من الشهر فإنّ سنّتها غير ذلك وذلك أنّ فاطمة بنت أبي حبيش أتت النبيّ صلى الله عليه وآله فقالت : إنّي أستحاض فلا أطهر ؟ فقال النبيّ صلى الله عليه وآله : ليس ذلك بحيض إنّما هو عرق فإذا أقبلت الحيضة فدعي الصّلاة و إذا أدبرت فاغسلي عنك الدّم و

صلّي . وكانت تغتسل في كلّ صلاة وكانت تجلس في مركن لاختها وكانت صفرة الدّم تعلو الماء ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : أما تسمع رسول الله صلى الله عليه وآله أمر هذه بغير ما أمر به تلك ، ألا تراه لم يقل لها : دعي الصّلاة أيّام إقرائك ولكن قال لها : «إذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغتسلي وصلّي» فهذا يبيّن أنّ هذه امرأة قد اختلط عليها أيامها لم تعرف عددها ولا وقتها ، ألا تسمعها تقول : إنّي أستحاض فلا أطهر وكان أبي يقول : إنّها استحيضت سبع سنين . ففي أقلّ من هذا تكون الرّيبة والاختلاط فلهذا احتاجت إلى أن تعرف إقبال الدّم من إدباره وتغيّر لونه من السّواد إلى غيره وذلك أنّ دم الحيض أسود يعرف ولو كانت تعرف أيّامها ما احتاجت إلى معرفة لون الدّم لأنّ السّنّة في الحيض أن تكون الصّفرة والكدرة فما فوقها في أيّام الحيض إذا عرفت حيضاً كلّه إن كان الدّم أسوداً وغير ذلك فهذا يبين لك أنّ قليل الدّم وكثيره أيّام الحيض حيض كلّه إذا كانت الأيّام معلومة فإذا جهلت الأيّام وعددها احتاجت إلى النظر حينئذ إلى إقبال الدّم وإدباره وتغيّر لونه ثمّ تدع الصّلاة على قدر ذلك ولا أرى النّبيّ صلى الله عليه وآله قال : اجلسي كذا وكذا يوماً فما زادت فأنت مستحاضة . كما لم تؤمر الأولى بذلك وكذلك أبي عليه السلام أفتى في مثل هذا ، وذلك أنّ امرأة من أهلنا استحاضت فسألت أبي عليه السلام عن ذلك ، فقال : «إذا رأيت الدّم البحراني فدعي الصّلاة وإذا رأيت الطّهر ولو ساعة من نهار فاغتسلي وصلّي» قال أبو عبدالله عليه السلام : وأرى جواب أبي عليه السلام ههنا غير جوابه في المستحاضة الأولى ، ألا ترى أنّه قال : «تدع الصّلاة أيّام إقرائها» لأنّه نظر إلى عدد الأيّام وقال : ههنا إذا رأت الدّم البحراني فلتدع الصّلاة وأمر ههنا أن تنظر إلى الدّم إذا أقبل وأدبر وتغيّر . وقوله : «البحراني» شبه معنى قول النبيّ صلى الله عليه وآله : «أنّ دم الحيض أسود يعرف» وإنّما سمّاه أبي بحرانياً لكثرته ولونه ، فهذا سنّة النبيّ صلى الله عليه وآله في الّتي اختلط عليها أيامها حتّى لا تعرفها وإنّما تعرفها بالدّم ما كان من قليل الأيّام وكثيره .

قال : وأمّا السّنّة الثّالثة فهي الّتي ليس لها أيّام متقدّمة ولم تر الدّم قطّ ورأت أوّل ما أدركت واستمرّ بها فإنّ سنّة هذه غير سنّة الأولى والثّانية ، وذلك أنّ امرأة يقال لها : حمنة بنت جحش أتت رسول الله صلى الله عليه وآله فقالت : إنّي استحضت

حيضة شديدة ؟ فقال لها : «احتشي كرسفاً ، فقالت : إنّه أشدّ من ذلك إنّي أثجّه ثجّاً ؟ فقال : تلجّمي وتحيّضي في كلّ شهر في علم الله ستّة أيّام أو سبعة ثمّ اغتسلي غسلاً وصومي ثلاثة وعشرين يوماً أو أربعة وعشرين واغتسلي للفجر غسلاً وأخّري الظّهر وعجّلي العصر واغتسلي غسلاً وأخّري المغرب وعجّلي العشاء واغتسلي غسلاً ، قال أبو عبد الله عليه السلام : فأراه قد سنّ في هذه غير ما سنّ في الأولى والثّانية ، وذلك لأنّ أمرها مخالف لأمر هاتيك ، ألا ترى أنّ أيّامها لو كانت أقلّ من سبع وكانت خمساً أو أقلّ من ذلك ما قال لها : «تحيّضي سبعاً» فيكون قد أمرها بترك الصّلاة أيّاماً وهي مستحاضة غير حائض ، وكذلك لو كان حيضها أكثر من سبع وكانت أيّامها عشراً أو أكثر لم يأمرها بالصّلاة وهي حائض ، ثمّ ممّا يزيد هذا بياناً قوله عليه السلام لها : «تحيّضي» وليس يكون التحيّض إلّا للمرأة الّتي تريد أن تكلّف ما تعمل الحائض ، ألا تراه لم يقل لها أيّاماً معلومة تحيّضي أيّام حيضك ومما يبيّن هذا قوله لها : «في علم الله» لأنّه قد كان لها[4] وإن كانت الأشياء كلّها في علم الله تعالى وهذا بيّن واضح أنّ هذه لم تكن لها أيّام قبل ذلك قط . وهذه سنّة الّتي استمرّ بها الدّم أوّل ما تراه أقصى وقتها سبع وأقصى طهرها ثلاث وعشرون حتّى يصير لها أيّاماً معلومة . فتنتقل إليها فجميع حالات المستحاضة تدور على هذه السنن الثلاث لا تكاد أبداً تخلو من واحدة منهنّ إن كانت لها أيّام معلومة من قليل أو كثير فهي على أيّامها وخلقها الّذي جرت عليه ليس فيه عدد معلوم موقّت غير أيّامها فإن اختلطت الأيّام عليها وتقدّمت وتأخّرت وتغيّر عليها الدّم ألواناً فسنّتها إقبال الدّم وإدباره وتغيّر حالاته ، وإن لم تكن لها أيّام قبل ذلك واستحاضت أوّل ما رأت فوقتها سبع وطهرها ثلاث وعشرون ، فإن استمرّ بها الدّم أشهراً فعلت في كلّ شهر كما قال لها ، فإن انقطع الدّم في أقلّ من سبع أو أكثر من سبع فإنّها تغتسل ساعة ترى الطّهر وتصلّي ، فلا تزال كذلك حتّى تنظر ما يكون في الشهر الثّاني ، فإن انقطع الدّم لوقته في الشهر الأوّل سواء حتّى توالي عليها حيضتان أو ثلاث فقد علم الآن أنّ ذلك قد صار لها وقتاً وخلقاً معروفاً ، تعمل عليه وتدع ما سواه وتكون سنّتها فيما تستقبل إن استحاضت قد صارت سنّة إلى أن تحبس إقراؤها وإنّما جعل الوقت أن توالي عليها حيضتان أو ثلاث لقول رسول الله صلى الله عليه وآله للّتي تعرف أيّامها : «دعي الصّلاة

أيّام إقرائك» فعلمنا أنّه لم يجعل القرء الواحد سنّة لها فيقول : دعي الصّلاة أيّام قرئك ولكن سنّ لها الأقراء وأدناه حيضتان فصاعداً وإذا اختلط عليها أيّامها وزادت ونقصت حتّى لا تقف منها على حدّ ولا من الدّم على لون عملت بإقبال الدّم وإدباره وليس لها سنّة غير هذا لقول رسول الله ﷺ : «إذا أقبلت الحيضة فدعي الصّلاة وإذا أدبرت فاغتسلي» ولقوله : «إنّ دم الحيض أسود يعرف» كقول أبي عليه السلام : إذا رأيت الدّم البحرانيّ. فإن لم يكن الأمر كذلك ولكن الدّم أطبق عليها فلم تزل الاستحاضة دارّة وكان الدّم على لون واحد وحالة واحدة فسنّتها السّبع والثلاث والعشرون لأنّ قصّتها كقصّة حمنة حين قالت : إنّي أثجّه ثجّاً.

٢ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حمّاد بن عيسى؛ وابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المستحاضة تنظر أيّامها فلا تصلّ فيها ولا يقربها بعلها فإذا جازت أيّامها ورأت الدّم يثقب الكرسف اغتسلت للظّهر والعصر، تؤخّر هذه وتعجّل هذه وللمغرب والعشاء غسلاً تؤخّر هذه وتعجّل هذه وتغتسل للصّبح وتحتشي وتستثفر ولا تحيّي وتضمّ فخذيها في المسجد وسائر جسدها خارج ولا يأتيها بعلها في أيّام قرئها وإن كان الدّم لا يثقب الكرسف توضّأت ودخلت المسجد وصلّت كلّ صلاة بوضوء وهذه يأتيها بعلها إلّا في أيّام حيضها.

٣ ـ محمّد، عن الفضل، عن صفوان، عن محمّد الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المرأة تستحاض، فقال : قال أبو جعفر عليه السلام : سئل رسول الله ﷺ عن المرأة تستحاض فأمرها أن تمكث أيّام حيضها، لا تصلّ فيها، ثمّ تغتسل وتستدخل قطنة وتستثفر بثوب ثمّ تصلّي حتّى يخرج الدّم من وراء الثّوب. قال : تغتسل المرأة الدّميّة بين كلّ صلاتين

والاستذفار أن تطيب وتستجمر بالدّخنة وغير ذلك والاستثفار أن تجعل مثل ثفر الدّابّة.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال : قال : المستحاضة إذا ثقب الدّم الكرسف اغتسلت لكلّ صلوتين وللفجر غسلاً وإن لم يجز الدّم الكرسف فعليها الغسل كلّ يوم مرّة والوضوء لكلّ صلاة، وإن

أراد زوجها أن يأتيها فحين تغتسل ، هذا إن كان دمها عبيطاً و إن كانت صفرة فعليها الوضوء .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المستحاضة تغتسل عند صلاة الظّهر فتصلّي الظّهر والعصر ، ثمّ تغتسل عند المغرب فتصلّي المغرب والعشاء ، ثمّ تغتسل عند الصّبح فتصلّي الفجر ولا بأس أن يأتيها بعلها إذا شاء إلّا أيّام حيضها فيعتزلها بعلها . قال : وقال : لم تفعله امرأة قطّ احتساباً إلّا عوفيت من ذلك .

٦ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك إذا مكثت المرأة عشرة أيّام ترى الدّم ثمّ طهرت فمكثت ثلاثة أيّام طاهرة ثمّ رأت الدّم بعد ذلك أتمسك عن الصّلاة ؟ قال : لا هذه مستحاضة تغتسل وتستدخل قطنة بعد قطنة وتجمع بين الصّلاتين بغسل ويأتيها زوجها إن أراد .

٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن داود مولى أبي المغرا العجليّ ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن المرأة تحيض ثمّ يمضي وقت طهرها وهي ترى الدّم ، قال : فقال : تستظهر بيوم إن كان حيضها دون عشرة أيّام و إن استمرّ الدّم فهي مستحاضة وإن انقطع الدّم اغتسلت و صلّت .

قال : قلت له : فالمرأة يكون حيضها سبعة أيّام أو ثمانية أيّام ، حيضها دائم مستقيم ثمّ تحيض ثلاثة أيّام ثمّ ينقطع عنها الدّم فترى البياض لا صفرة ولا دماً ؟ قال : تغتسل وتصلّي ، قلت : تغتسل وتصلّي وتصوم ثمّ يعود الدّم ؟ قال : إذا رأت الدّم أمسكت عن الصّلاة والصّيام ، قلت : فإنّها ترى الدّم يوماً وتطهر يوماً ؟ قال : فقال : إذا رأت الدّم أمسكت وإذا رأت الطّهر صلّت فإذا مضت أيّام حيضها واستمرّ بها الطّهر صلّت فإذا رأت الدّم فهي مستحاضة ، قد انتظمت لك أمرها كلّه .

(باب ۵)

(معرفة دم الحيض من دم الاستحاضة)

١ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري قال: دخلت على أبي عبدالله عليه السلام امرأة فسألته عن المرأة يستمر بها الدم فلا تدري حيض هو أو غيره، قال: فقال لها: إن دم الحيض حار عبيط أسود، له دفع وحرارة، ودم الاستحاضة أصفر بارد، فإذا كان للدم حرارة ودفع وسواد فلتدع الصلاة. قال: فخرجت وهي تقول: والله ان لو كان امرأة مازاد على هذا.

٢ - محمد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن حماد بن عيسى؛ وابن أبي عمير جميعاً، عن معاوية بن عمار قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إن دم الاستحاضة والحيض ليس يخرجان من مكان واحد، إن دم الاستحاضة بارد ودم الحيض حار.

٣ - عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن علي بن الحكم، عن إسحاق بن جرير قال: سألتني امرأة منا أن أدخلها على أبي عبدالله عليه السلام فاستأذنت لها فأذن لها فدخلت ومعها مولاة لها فقالت له: يا أباعبدالله قوله تعالى: «زيتونة لا شرقية ولا غربية»[1] ما عني بهذا؟ فقال لها: أيتها المرأة إن الله تعالى لم يضرب الأمثال للشجرة إنما ضرب الأمثال لبني آدم، سلي عما تريدين، قالت: أخبرني عن اللواتي باللواتي ما حدهن فيه؟ قال: حد الزنا، إنه إذا كان يوم القيامة أتي بهن وألبسن مقطعات من نار وقمعن بمقامع من نار وسربلن من النار وادخل في أجوافهن إلى رؤوسهن أعمدة من نار وقذف بهن في النار، أيتها المرأة إن أول من عمل هذا العمل قوم لوط واستغنى الرجال بالرجال فبقين النساء بغير رجال ففعلن كما فعل رجالهن ليستغني بعضهن ببعض. فقالت له: أصلحك الله ما تقول في المرأة تحيض فتجوز أيام حيضها؟ قال: إن كان حيضها دون عشرة أيام استظهرت بيوم واحد ثم هي مستحاضة. قالت: فإن الدم يستمر بها الشهر والشهرين والثلاثة كيف تصنع بالصلاة؟ قال: تجلس أيام حيضها ثم تغتسل لكل صلاتين. فقالت له: إن أيام حيضها تختلف عليها وكان يتقدم الحيض اليوم واليومين والثلاثة ويتأخر مثل ذلك فما علمها به؟ قال: دم الحيض ليس به خفاء هو دم حار تجد له حرقة ودم الاستحاضة دم فاسد بارد. قال: فالتفتت إلى مولاتها فقالت:

تراه كان امرأة مرّة .

«باب»

(معرفة دم الحيض والعذرة والقرحة)

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد جميعاً ، عن محمّد بن خالد ، عن خلف بن حمّاد ؛ و رواه أحمد أيضاً ، عن محمّد بن أسلم ، عن خلف بن حمّاد الكوفيّ قال : تزوّج بعض أصحابنا جارية معصراً لم تطمث فلمّا اقتضّها سال الدم فمكث سائلاً لا ينقطع نحواً من عشرة أيّام ؟ قال : فأروها القوابل ومن ظنّوا أنّه يبصر ذلك من النساء ، فاختلفن ، فقال : بعض هذا من دم الحيض وقال بعض : هو من دم العذرة فسألوا عن ذلك فقهاءهم كأبي حنيفة و غيره من فقهائهم فقالوا : هذا شيء قد أشكل والصلاة فريضة واجبة فلتتوضّأ ولتصلّ وليمسك عنها زوجها حتّى ترى البياض فإن كان دم الحيض لم يضرّها الصلاة وإن كان دم العذرة كانت قد أدّت الفرض . ففعلت الجارية ذلك و حججت في تلك السنة . فلمّا صرنا بمنى بعثت إلى أبي الحسن موسى بن جعفر عليه السلام فقلت : جعلت فداك إنّ لنا مسألة قد ضقنا بها ذرعاً فإن رأيت أن تأذن لي فآتيك و أسألك عنها ؟ فبعث إليّ : إذا هدأت الرجل وانقطع الطريق فأقبل إن شاء الله .

قال خلف : فرأيت الليل حتّى إذا رأيت الناس قد قلّ اختلافهم بمنى ، توجّهت إلى مضربه فلمّا كنت قريباً إذا أنا بأسود قاعد على الطريق فقال : من الرجل ؟ فقلت : رجل من الحاجّ فقال : ما اسمك ؟ قلت : خلف بن حمّاد . قال : ادخل بغير إذن فقد أمرني أن أقعد ههنا فإذا أتيت أذنت لك ، فدخلت وسلّمت فردّ السلام وهو جالس على فراشه وحده ما في الفسطاط غيره فلمّا صرت بين يديه سألني وسألته عن حاله فقلت له : إنّ رجلاً من مواليك تزوّج جارية معصراً لم تطمث فلمّا اقتضّها سال الدم فمكث سائلاً لا ينقطع نحواً من عشرة أيّام وإنّ القوابل اختلفن في ذلك ، فقال : بعضهنّ دم الحيض وقال بعضهنّ : دم العذرة ، فما ينبغي لها أن تصنع ؟

قال : فلتتّق الله فإن كان من دم الحيض فلتمسك عن الصّلاة حتّى ترى الطّهر و ليمسك عنها بعلها و إن كان من العذرة فلتتّق الله و لتتوضّأ ولتصلّ و يأتيها بعلها إن أحبّ ذلك ، فقلت له : و كيف لهم أن يعلموا ممّا هو حتّى يفعلوا ما ينبغي ؟ قال : فالتفت يميناً و شمالاً في الفسطاط مخافة أن يسمع كلامه أحدٌ ، قال : ثمّ نهد إليّ فقال : يا خلف سرّ الله سرّ الله فلا تذيعوه ولا تعلّموا هذا الخلق أصول دين الله بل ارضوا لهم ما رضي الله لهم من ضلال ، قال : ثمّ عقد بيده اليسرى تسعين ثمّ قال : تستدخل القطنة ثمّ تدعها مليّاً ثمّ تخرجها إخراجاً رفيقاً فإن كان الدّم مطوّقاً في القطنة فهو من العذرة و إن كان مستنقعاً في القطنة فهو من الحيض ، قال خلف : فاستخفّني الفرح فبكيت فلمّا سكن بكائي قال : ما أبكاك ؟ قلت : جعلت فداك من كان يحسن هذا غيرك ؟ قال : فرفع يده إلى السّماء وقال : والله إنّي ما أخبرك إلّا عن رسول الله صلى الله عليه وآله عن جبرئيل عن الله عزّ وجلّ .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن زياد بن سوقة قال : سئل أبو جعفر عليه السلام عن رجل اقتضّ امرأته أو أمته فرأت دماً كثيراً لا ينقطع عنها يوماً كيف تصنع بالصّلاة ؟ قال : تمسك الكرسف فإن خرجت القطنة مطوّقة بالدّم فإنّه من العذرة تغتسل وتمسك معها قطنة وتصلّي فإن خرج الكرسف منغمساً بالدّم فهو من الطّمث تقعد عن الصّلاة أيّام الحيض .

٣ ـ محمّد بن يحيى رفعه ، عن أبان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : فتاة منّا بها قرحة في فرجها والدّم سائل لا تدري من دم الحيض أو من دم القرحة ؟ فقال : مرها فلتستلق على ظهرها ثمّ ترفع رجليها ثمّ تستدخل إصبعها الوسطى فإن خرج الدّم من الجانب الأيمن فهو من الحيض و إن خرج من الجانب الأيسر فهو من القرحة .

﴿باب﴾

☼(الحبلى ترى الدم)☼

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن الحسين بن نعيم الصحّاف قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّ أمّ ولدي ترى الدّم وهي حامل كيف تصنع بالصّلاة ؟

قال : فقال لي : إذا رأت الحامل الدّم بعد ما تمضي عشرون يوماً من الوقت الّذي كانت ترى فيه الدّم من الشّهر الّذي كانت تقعد فيه فإنّ ذلك ليس من الرّحم ولا من الطمث فلتتوضّأ وتحتشي بكرسف وتصلّ وإذا رأت الحامل الدّم قبل الوقت الّذي كانت ترى فيه الدّم بقليل أو في الوقت من ذلك الشّهر فانّه من الحيضة فلتمسك عن الصّلاة عدد أيّامها الّتي كانت تقعد في حيضها فإن انقطع الدّم عنها قبل ذلك فلتغتسل ولتصلّ و إن لم ينقطع الدّم عنها إلّا بعد ما تمضي الأيّام الّتي كانت ترى فيها الدّم بيوم أو يومين فلتغتسل ثمّ تحتشي و تستذفر و تصلّ الظّهر والعصر ، ثمّ لتنظر فإن كان الدّم فيما بينهما و بين المغرب لايسيل من خلف الكرسف فلتتوضّأ و لتصلّ عند وقت كلّ صلاة ما لم تطرح الكرسف فإن طرحت الكرسف عنها فسال الدّم وجب عليها الغسل [١] وإن طرحت الكرسف ولم يسل الدّم فلتتوضّأ ولتصلّ ولا غسل عليها، قال: وإن كان الدّم إذا أمسكت الكرسف يسيل من خلف الكرسف صبيباً لا يرقأ فإنّ عليها أن تغتسل في كلّ يوم وليلة ثلاث مرّات وتحتشي وتصلّي وتغتسل للفجر وتغتسل للظّهر والعصر وتغتسل للمغرب والعشاء ، قال : وكذلك تفعل المستحاضة فإنّها إذا فعلت ذلك أذهب الله الدّم عنها .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بعض رجاله ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن المرأة الحبلى قد استبان حبلها ترى ما ترى الحائض من الدّم ، قال : تلك الهراقة من الدّم إن كان دماً كثيراً أحمر فلا تصلّ وإن كان قليلاً أصفر فليس عليها إلّا الوضوء .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن الحبلى ترى الدّم كما كانت ترى أيّام حيضها مستقيماً في كلّ شهر ، فقال : تمسك عن الصّلاة كما كانت تصنع في حيضها فإذا طهرت صلّت .

٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ و محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين

جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن الحبلى ترى الدّم وهي حامل كما كانت ترى قبل ذلك في كلّ شهر هل تترك الصّلاة قال : تترك إذا دام .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ و أبوداود جميعاً ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ؛ وفضالة بن أيّوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الحبلى ترى الدّم أتترك الصّلاة ؛ فقال : نعم إنّ الحبلى ربّما قذفت بالدّم .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سليمان بن خالد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : جعلت فداك الحبلى ربّما طمثت ؛ فقال : نعم و ذلك أنّ الولد في بطن أمّه غذاه الدّم فربّما كثر ففضل عنه فإذا فضل دفعته فإذا دفعته حرمت عليها الصّلاة ؛ وفي رواية اُخرى إذا كان كذلك ، تأخّر الولادة .

﴿ باب النفساء ﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن الفضيل ابن يسار ؛ وزرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : النفساء تكفّ عن الصّلاة أيّام إقرائها الّتي كانت تمكث فيها ثمّ تغتسل وتعمل كما تعمل المستحاضة .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عبدالله بن بكير ، عن عبدالرّحمن بن أعين قال : قلت له : إنّ امرأة عبدالملك ولدت فعدّ لها أيّام حيضها ثمّ أمرها فاغتسلت و احتشت و أمرها أن تلبس ثوبين نظيفين وأمرها بالصلاة ، فقالت له : لاتطيب نفسي أن أدخل المسجد فدعني أقوم خارجاً عنه و أسجد فيه[٢] ، فقال : قد أمر به رسول الله صلّى الله عليه وآله [وقال :] فانقطع الدّم عن المرأة ورأت الطهر . وأمر عليّ عليه السلام بهذا قبلكم فانقطع الدّم عن المرأة ورأت الطّهر . فما فعلت صاحبتكم ؟ قلت : ما أدري

٣ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه رفعه قال: سألت امرأة أبا عبدالله عليه السلام فقالت: إنّي كنت أقعد في نفاسي عشرين يوماً حتّى أفتوني بثمانية عشر يوماً؟ فقال: أبو عبدالله عليه السلام: ولم أفتوك بثمانية عشر يوماً؟ فقال رجل: للحديث الّذي روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله قال لأسماء بنت عميس حين نفست بمحمّد بن أبي بكر، فقال أبو عبدالله عليه السلام: إنّ أسماء سألت رسول الله صلى الله عليه وآله وقد أتى بها ثمانية عشر يوماً ولو سألته قبل ذلك لأمرها أن تغتسل وتفعل ما تفعله المستحاضة.

٤ - عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد؛ وعليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة قال: قلت له: النّفساء متى تصلّي؟ قال: تقعد بقدر حيضها وتستظهر بيومين، فإن انقطع الدّم وإلّا اغتسلت واحتشت واستثفرت وصلّت وإن جاز الدّم الكرسف تعصّبت واغتسلت ثمّ صلّت الغداة بغسل والظهر والعصر بغسل والمغرب والعشاء بغسل وإن لم يجز الدّم الكرسف صلّت بغسل واحد، قلت: والحائض؟ قال: مثل ذلك سواء فإن انقطع عنها الدّم وإلّا فهي مستحاضة تصنع مثل النفساء سواء ثمّ تصلّي ولا تدع الصّلاة على حال فإنّ النبيّ صلى الله عليه وآله قال: الصّلاة عماد دينكم.

٥ - عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد؛ وأبو داود، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن محمّد بن أبي حمزة، عن يونس بن يعقوب قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: تجلس النّفساء أيّام حيضها الّتي كانت تحيض ثمّ تستظهر وتغتسل وتصلّي.

٦ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن ابن فضّال، عن ابن بكير، عن زرارة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: تقعد النّفساء أيّامها الّتي كانت تقعد في الحيض وتستظهر بيومين.

﴿ باب ۱۳ ﴾

(النفساء تطهر ثم ترى الدم أو رأت الدم قبل أن تلد)

١ - محمّد بن أبي عبدالله عن معاوية بن حكيم، عن عبدالله بن المغيرة، عن

أبي الحسن الأوّل عليه السلام في امرأة نفست فتركت الصلاة ثلاثين يوماً ثم تطهرت ثمّ رأت الدم بعد ذلك؟ قال: تدع الصلاة لأنّ أيامها أيّام الطهر [و] قد جازت أيّام النفاس.

٢ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان؛ و محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين جميعاً، عن صفوان بن يحيى، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال: سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن امرأة نفست فمكثت ثلاثين يوماً أو أكثر ثمّ طهرت و صلّت ثمّ رأت دماً أو صفرة؟ قال: إن كانت صفرة فلتغتسل ولتصلّ ولا تمسك عن الصّلاة.

٣ ـ أبوعليّ الأشعريّ، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن بن عليّ، عن عمرو بن سعيد، عن مصدّق بن صدقة، عن عمّار بن موسى، عن أبي عبدالله عليه السلام في المرأة يصيبها الطّلق[1] أيّاماً أو يومين فترى الصّفرة أو دماً؟ [ف] قال: تصلّي مالم تلد فإن غلبها الوجع ففاتتها صلاة لم تقدر أن تصلّيها من الوجع فعليها قضاء تلك الصّلاة بعد ما تطهر.

«باب»

«(ما يجب على الحائض في أوقات الصلاة)»

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة؛ عن محمّد بن مسلم، قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الحائض تطهّر يوم الجمعة وتذكر الله؟ قال: أمّا الطّهر فلا ولكنّها تتوضّأ في وقت الصّلاة ثم تستقبل القبلة وتذكر الله.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن محمّد بن مروان، عن زيد الشحّام قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: ينبغي للحائض أن تتوضّأ عند وقت كلّ صلاة ثمّ تستقبل القبلة و تذكر الله مقدار ما كانت تصلّي.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ و محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا كانت المرأة طامثاً فلا تحلّ لها الصلاة و عليها أن تتوضّأ وضوء الصّلاة عند وقت كلّ صلاة ثمّ تقعد في موضع طاهر و تذكر الله عزّ وجلّ وتسبّحه وتحمده و تهلّله كمقدار صلاتها ثمّ تفرغ لحاجتها

«باب ۱۵»

المرأة تحيض بعد دخول وقت الصلاة قبل أن تصليها أو تطهر قبل دخول وقتها فتتوانى في الغسل

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن الفضل بن يونس قال : سألت أبا الحسن الأوّل عليه السلام قلت : المرأة ترى الطهر قبل غروب الشّمس كيف تصنع بالصلاة ؟ قال : إذا رأت الطّهر بعدما يمضي من زوال الشّمس أربعة أقدام فلا تصلّي إلّا العصر لأنّ وقت الظّهر دخل عليها وهي في الدّم وخرج عنها الوقت وهي في الدّم فلم يجب عليها أن تصلّي الظّهر وما طرح الله عنها من الصّلاة وهي في الدّم أكثر ، قال : وإذا رأت المرأة الدّم بعد ما يمضي من زوال الشّمس أربعة أقدام فلتمسك عن الصّلاة فإذا طهرت من الدّم فلتقض صلاة الظّهر لأنّ وقت الظّهر دخل عليها وهي طاهر وخرج عنها وقت الظّهر وهي طاهر فضيّعت صلاة الظّهر فوجب عليها قضاؤها .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن ثعلبة ، عن معمر بن يحيى قال : سألت أباجعفر عليه السلام عن الحائض تطهر عند العصر تصلّي الأولى ؟ قال : لا إنّما تصلّي الصّلاة الّتي تطهر عندها .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن أبي عبيدة قال : إذا رأت المرأة الطّهر وقد دخل عليها وقت الصلاة ثمّ أخّرت الغسل حتّى تدخل وقت صلاة أخرى كان عليها قضاء تلك الصّلاة الّتي فرّطت فيها فإذا طهرت في وقت وجوب الصّلاة فأخّرت الصّلاة حتّى يدخل وقت صلاة أخرى ثمّ رأت دماً كان عليها قضاء تلك الصّلاة الّتي فرّطت فيها .

٤ ـ ابن محبوب ، عن عليّ بن رئاب ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : أيّما امرأة رأت الطّهر وهي قادرة على أن تغتسل في وقت صلاة ففرّطت فيها حتّى يدخل وقت صلاة أخرى كان عليها قضاء تلك الصلاة الّتي فرّطت فيها وإن رأت الطّهر في وقت صلاة فقامت في تهيئة ذلك فجاز وقت صلاة ودخل وقت صلاة

أُخرى فليس عليها قضاء وتصلّي الصّلاة الّتي دخل وقتها

٥ ـ ابن محبوب، عن عليّ بن رئاب، عن أبي الورد قال: سألت أبا جعفر عليه‌السلام عن المرأة تكون في صلاة الظّهر وقد صلّت ركعتين ثمّ ترى الدّم؟ قال: تقوم من مسجدها ولا تقضي الرّكعتين وإن كانت رأت الدّم وهي في صلاة المغرب وقد صلّت ركعتين فلتقم من مسجدها فإذا طهرت فلتقض الرّكعة الّتي فاتتها من المغرب.

باب

(المرأة تكون في الصلاة فتحس بالحيض)

١ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن الحسن بن عليّ، عن عمرو بن سعيد، عن مصدّق بن صدقة، عن عمّار بن موسى، عن أبي عبدالله عليه‌السلام في المرأة تكون في الصّلاة فتظنّ أنّها قد حاضت؟ قال: تدخل يدها فتمسّ الموضع فإن رأت شيئاً انصرفت وإن لم تر شيئاً أتمّت صلاتها.

باب

(الحائض تقضي الصوم ولا تقضي الصلاة)

١ ـ الحسين بن محمّد الأشعريّ، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن أبان، عمّن أخبره، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما‌السلام قالا: الحائض تقضي الصّيام ولا تقضي الصّلاة.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن الحسن بن راشد قال: قلت لأبي عبدالله عليه‌السلام: الحائض تقضي الصّلاة؟ قال: لا، قلت: تقضي الصّوم؟ قال: نعم، قلت: من أين جاء هذا؟ قال: إنّ أوّل من قاس إبليس.

٣ ـ عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن ابن أُذينة، عن زرارة قال: سألت أبا جعفر عليه‌السلام عن قضاء الحائض الصّلاة ثمّ تقضي الصّوم؟ قال: ليس عليها أن تقضي الصّلاة وعليها أن تقضي صوم شهر رمضان، ثمّ أقبل عليّ وقال: إنّ رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله [كان]

يأمر بذلك فاطمة عليها السلام وكانت تأمر بذلك المؤمنات .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى ، عن الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن إسماعيل الجعفيّ قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : إنّ المغيرة بن سعيد روى عنك أنّك قلت له : إنّ الحائض تقضي الصّلاة ؟ فقال : ماله لا وفّقه الله ، إنّ امرأة عمران نذرت ما في بطنها محرّراً والمحرّر للمسجد يدخله ثمّ لا يخرج منه أبداً ، فلمّا وضعتها قالت : ربّ إنّي وضعتها أنثى وليس الذّكر كالأنثى ، فلمّا وضعتها أدخلتها المسجد فساهمت عليها الأنبياء فأصابت القرعة زكريّا وكفّلها زكريّا فلم تخرج من المسجد حتّى بلغت فلمّا بلغت ما تبلغ النّساء خرجت فهل كانت تقدر على أن تقضي تلك الأيّام الّتي خرجت وهي عليها أن تكون الدّهر في المسجد .

«باب»

(الحائض والنفساء تقرآن القرآن)

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير وحمّاد ، عن معاوية ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحائض تقرء القرآن وتحمد الله .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن زيد الشّحام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تقرء الحائض القرآن والنّفساء والجنب أيضاً .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليّ بن رئاب عن أبي عبيدة قال : سألت أباجعفر عليه السلام عن الطامث تسمع السّجدة ؟ فقال : إن كانت من العزائم فلتسجد إذا سمعتها .

٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن التّعويذ يعلّق على الحائض ؟ فقال : نعم إذا كان في جلد أو فضّة أو قصبة حديد .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن داود بن فرقد ، عن أبي عبدالله

عليه السلام قال: سألته عن التعويذ يعلّق على الحائض؟ قال: نعم لا بأس، قال: وقال: تقرؤه وتكتبه ولا تصيبه يدها. وروي أنّها لا تكتب القرآن.

(باب ١٩)

(الحائض تأخذ من المسجد ولا تضع فيه شيئاً)

١ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته كيف صارت الحائض تأخذ ما في المسجد ولا تضع فيه فقال: لأنّ الحائض تستطيع أن تضع ما في يدها في غيره ولا تستطيع أن تأخذ ما فيه إلّا منه.

(باب ٢٠)

(المرأة يرتفع طمثها ثم يعود؛ وحدّ اليأس من المحيض)

١ - أبو عليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن العيص بن القاسم قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن امرأة ذهب طمثها سنين ثمّ عاد إليها شيء، قال: تترك الصّلاة حتّى تطهر.

٢ - عليّ بن محمّد، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن بعض أصحابنا قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: المرأة الّتي قد يئست من المحيض حدّها خمسون سنة، وروي ستّون سنة أيضاً.

٣ - عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن ظريف، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا بلغت المرأة خمسين سنة لم تر حمرة إلّا أن تكون امرأة من قريش.

٤ - محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى، عن عبد الرّحمن بن الحجّاج، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: حدّ الّتي قد يئست من المحيض خمسون سنة.

﴿ باب ٢١ ﴾

☆(المرأة يرتفع طمثها من علة فتسقى الدواء ليعود طمثها)☆

١ - عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن رفاعة بن موسى النخّاس قال : سألت أبا الحسن موسى بن جعفر عليهما السلام قلت : أشتري الجارية فتمكث عندي الأشهر لاتطمث وليس ذلك من كبر وأُريها النّساء فيقلن لي : ليس بها حبل ، فلي أن أنكحها في فرجها ؟ فقال : إنَّ الطّمث قد تحبسه الريح من غير حبل فلا بأس أن تمسّها في الفرج ، قلت : فإن كان بها حبل فما لي منها ؟ قال : إن أردت فيما دون الفرج .

٢ - ابن محبوب ، عن رفاعة قال : قلتُ لأبي عبدالله عليه السلام : أشتري الجارية فربّما احتبس طمثها من فساد دم أو ريح في الرّحم فتسقى الدّواء لذلك فتطمث من يومها أفيجوز لي ذلك وأنا لا أدري ذلك من حبل هو أو من غيره ؟ فقال لي : لاتفعل ذلك ، فقلت له : إنّه إنّما ارتفع طمثها منها شهراً ولو كان ذلك من حبل إنّما كان نطفة كنطفة الرّجل الّذي يعزل ؟ فقال لي : إنَّ النطفة إذا وقعت في الرَّحم تصير إلى علقة ثمَّ إلى مضغة ثمَّ إلى ماشاء الله وإنّ النطفة إذا وقعت في غير الرَّحم لم يخلق منها شيء فلا تسقها دواء إذا ارتفع طمثها شهراً وجاز وقتها الّذي كانت تطمث فيه

٣ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن مالك بن عطيّة ، عن داود ابن فرقد قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل اشترى جارية مدركة ولم تحض عنده حتّى مضى لذلك ستة أشهر وليس بها حبل قال : إن كان مثلها تحيض ولم يكن ذلك من كبر فهذا عيب تردّ منه

﴿ باب ٢٢ ﴾

☆(الحائض تختضب)☆

١ - أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر بن سويد ، عن ... بن أبي حمزة ١
قال : قلت لأبي إبراهيم عليه السلام : تختضب المرأة وهي طامث ؟ قال : نعم .

﴿ باب ۱۳ ﴾

☆(غسل ثياب الحائض)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن سورة بن كليب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المرأة الحائض أتغسل ثيابها الّتي لبستها في طمثها ؛ قال : تغسل ما أصاب ثيابها من الدَّم وتدع ماسوى ذلك ، قلت له : وقد عرقت فيها ؛ قال : إنّ العرق ليس من الحيض .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عتبة بن محرز ، عن إسحاق ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الحائض تصلّي في ثوبها مالم يصبه دم .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليُّ بن أبي حمزة ، عن العبد الصّالح عليه السلام قال : سألته أمُّ ولد لأبيه فقالت : جعلت فداك إنّي اُريد أن أسألك عن شيء و أنا أستحيي منه ، فقال : سلي ولاتستحيي قالت : أصاب ثوبي دم الحيض فغسلته فلم يذهب أثره ؛ فقال : أصبغيه بمشق حتّى يختلط و يذهب .

﴿ باب ١٤ ﴾

☆(الحائض تتناول الخمرة أو الماء)☆

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الحائض تناول الرَّجل الماء فقال : قد كان بعض نساء النّبيّ صلى الله عليه وآله تسكب عليه الماء وهي حائض وتناوله الخمرة .

کتاب الحیض

۱- فرمایا صادق آل محمدؑ نے اللہ نے عورتوں کے لئے ایک مہینہ میں ایک بار کی حد رکھ دی ہے۔ (ض)

۲- میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا اگر تم شک میں ہو۔ فرمایا اگر ایک ماہ سے تجاوز کر جائے وہ شک ہے۔ (حسن)

باب ۱

حیض اور طُہر کی صورت

۱- فرمایا امام علیہ السلام نے حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن۔ (مجہول)

۲- فرمایا حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ (حسن)

۳- ترجمہ اوپر ہے۔ (ص)

۴- فرمایا امام علیہ السلام نے طُہر دس دن سے کم نہیں ہوتا اور طُہر کا زمانہ شمار ہوگا دوبارہ خون دیکھنے کے وقت تک۔ (ص)

۵- فرمایا حضرت نے طُہر کی مدت دس دن سے کم نہیں ہوتی۔ جو عورت پہلی بار حائض ہوتی ہے تو با اوقات وہ زیادہ خون والی ہوتی ہے اور اسے دس دن خون آتا ہے اور جوں جوں وہ سن رسیدہ ہوتی جاتی ہے مدت کم ہوتی جاتی ہے تا اینکہ تین دن رہ جاتی ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے حیض تین دن سے کم نہیں ہوتا جب عورت حیض دیکھے تو نماز ترک کر دے اگر یہ تین دن اس کی عادت بن جائیں تو حائض سمجھی جائے گی اور اگر یہ خون ایک یا دو دن بعد منقطع ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اور انتظار کرے دوبارہ خون آنے کا اس دن سے کہ خون نہ دیکھا تھا دس دن تک اگر وہ ان دس دن میں دیکھے اس روز سے لگا کر جب اس نے ایک یا دو دن پہلی بار دیکھا تھا یہاں تک تین پورے ہو جائیں تو وہ خون جو اول بار دیکھا مع اس خون کے جو دس دن کے اندر دیکھا سب خون حیض ہوگا اور اگر دس دن گزر جائیں اور خون نہ دیکھے تو وہ ایک دن یا دو دن جن میں خون دیکھا تھا حیض میں شمار نہ ہوں گے بلکہ یا تو بیماری کا خون ہوگا یا اس زخم کا جو پیٹ کے اندر ہوگا پس ان دنوں میں جو نمازیں نہیں پڑھیں ان کا اعادہ کرے کیونکہ وہ حیض نہ تھا اس پر واجب ہے کہ جو ایک یا دو دن کی نمازیں ترک ہوتی ہیں ان کو بجا لائے اور اگر تین دن پورے ہو جائیں تو وہ حیض ہے اور یہ حیض کی کم سے کم مدت ہوگی ایسی صورت میں نماز کی قضا واجب نہیں اور طُہر دس دن سے کم نہیں ہوتا۔

جب عورت حائض ہو اور پانچ دن خون آکر منقطع ہو جائے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھ لے اگر اس کے بعد خون دیکھے اور جس دن سے پہلے خون دیکھا تھا دس دن پورے نہ ہوں تو یہ حیض ہی ہوگا ان ایام میں نماز چھوڑ دے اور اگر دس دن تمام ہونے کے بعد خون دیکھے اور اس نے شمار کر لیا ہے ان ایام کو پہلی بار خون دیکھنے کے بعد سے اور وہ دس دن سے زائد ہو گئے ہیں تو وہ خون استحاضہ ہوگا اس کو چاہیئے کہ مستحاضہ کا سا عمل کرے اور عورت ایام حیض میں جو زردی یا سرخی دیکھے تو وہ حیض ہی سمجھی جائے گی اور بعد ایام اگر دیکھے تو وہ حیض نہ ہوگا۔ (مرسل)

باب ۲

قبل ایام حیض اور بعد طہر خون آنا

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب عورت دس برس کی عمر سے پہلے خون دیکھے تو وہ حیض اول کہلاتا ہے اور اگر دس برس کے بعد دیکھے تو وہ حیض مستقبلہ ہوگا۔ (حسن)

۲۔ میں نے اس عورت کے متعلق سوال کیا جو اپنے حیض کے وقت سے پہلے خون دیکھے۔ فرمایا جب ایسا ہو تو نماز ترک کرے کیونکہ اکثر اوقات وقت سے پہلے بھی آجاتا ہے۔ پس اگر وہ ان ایام سے زیادہ آئے جو اس کے حیض کے ہیں تو تین دن اپنے ایام حیض گزرنے کے بعد انتظار کرے اگر منقطع نہ ہو تو وہ عمل کرے جو استحاضہ والی عورت کا ہے۔ (موثق)

۳۔ فرمایا حضرت نے اگر عورت کے دس دن معین ہوں تو احتیاط نہ کرے ورنہ کرے۔ (مرسل)

باب ۳

حیض یا بعد حیض زردی دیکھنا

۱۔ میں نے اس عورت کے متعلق پوچھا جو اپنے ایام حیض میں زردی دیکھے۔ فرمایا نماز نہ پڑھے جب تک ایام ختم نہ ہوں اگر غیر ایام میں زردی دیکھے تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ (حسن)

۲۔ اگر عورت زردی ایام حیض سے دو روز پہلے دیکھے تو وہ حیض ہے اور اگر حیض سے دو روز بعد دیکھے تو وہ حیض نہیں ہے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا اگر عورت قبل انقضائے مدت حیض زردی دیکھے تو نماز نہ پڑھے وہ حیض ہے اور اگر بعد حیض دیکھے تو وہ حیض میں شامل نہیں۔ نماز پڑھے۔

۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اگر زردی قبل حیض ہے تو وہ حیض ہے اور اگر بعد حیض ہے تو وہ حیض نہیں ہے
۵۔ فرمایا اگر حیض سے دو روز پہلے زردی دیکھے تو وہ حیض ہے اور ایام حیض کے بعد دیکھے تو وہ حیض نہیں ایام حیض میں وہ حیض ہے۔ (ض)

باب۴
پہلی بار حیض دیکھنا

۱۔ میں نے سوال کیا اس باکرہ کے متعلق جسے پہلی بار حیض آئے۔ ایک مہینہ میں دو دن آئے، دوسرے میں تین دن، ہر ماہ اختلافی صورت رہی، کسی مہینہ چند روز برابر نہیں آیا، فرمایا۔ جب تک دس دن پورے نہ ہوں وہ جب تک خون دیکھے جائے نماز ترک کرے۔ جب دو ماہ کے دن برابر ہوں تو یہی اس کے ایام قرار پائیں گے۔ (موثق)
۲۔ میں نے صادق آل محمد سے اس عورت کے متعلق جو خون کو تین چار روز دیکھے۔ فرمایا۔ نماز کو ترک کرے۔ میں نے کہا اس نے تین چار روز طہر دیکھا۔ فرمایا نماز پڑھے۔ میں نے کہا اگر تین چار روز بعد پھر خون دیکھے فرمایا نماز ترک کرے۔ اگر خون بند ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ استحاضہ کا عمل کرے۔ (ض)
۳۔ میں نے اس لڑکی کے متعلق سوال کیا جسے پہلی بار حیض آئے اور تین ماہ آئے اور وہ اپنے ایام کو نہ جانے فرمایا اس کے حیض کے دن شمار ہوں گے اس کے خاندان کی عورتوں کے ایام عادت کی بنا پر اگر خاندانی عورتوں کے ایام مختلف ہوں تو وہ دس دن قرار دے یا تین دن کم سے کم جیسی صورت پیش آئے۔ (ض)

باب۵
استبراء حائض

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے اس عورت کے متعلق جس کا خون آنا بند ہو گیا ہو لیکن وہ نہ جانے کہ طاہر ہو گئی یا نہیں فرمایا وہ اپنا شکم دیوار سے لگا کر کھڑی ہو اور سفید روئی اپنی فرج میں داخل کرے اور دا اپنا پاؤں اٹھائے اور پھر روئی نکال کر دیکھے اگر روئی پر گاڑھا خون مکھی کے سر کے برابر بھی ہو تو وہ طاہر نہیں ہوئی اور اگر نہ نکلے تو وہ طاہر ہے غسل کرکے نماز پڑھے۔ (مرسل)
۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب عورت غسل کرنا چاہے تو پہلے روئی فرج میں داخل کرے اگر خون دکھائی

دے تو غسل نہ کرے ورنہ غسل کرے اگر بعد میں زردی نظر آئے تو وضو کرے اور نماز پڑھے۔ (صحا)

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے عورت طہر معلوم کرنے کے لیے بایاں پاؤں دیوار سے لگائے اور اپنے داہنے ہاتھ سے فرج میں روئی داخل کرے۔ اگر مکھی کے سر کے برابر خون ظاہر ہو تو پاک نہیں ہوئی۔ (ض)

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام کو خبر ملی کہ ایک عورت رات کو چراغ لے کر اپنے طہر کو دیکھتی ہے حضرت نے اس کو معیوب سمجھا اور فرمایا عورتیں ایسا کب تک کریں گی۔ (ص)

۵۔ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام منع کرتے تھے عورتوں کو اس سے کہ وہ چراغ کی روشنی میں اپنا حیض دیکھیں اور فرمایا وہ خون زرد اور سیاہی مائل ہوتا ہے۔ (حسن)

۶۔ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے کہا کہ شہاب کی بیٹی چند روز حائض رہی پھر اس نے غسل کیا تو اس نے دیکھا قطرہ قطرہ فرمایا اس سے کہو کہ وہ دیوار کی جڑ میں کتے کی طرح کھڑی ہو پھر کسی عورت سے کہے کہ دونوں کولھوں کے درمیان سختی سے ملے تاکہ وہ چیز برآمد ہو جائے جو رحم کے اندر رہ جاتی ہے اور جس کو ارا قہ کہتے ہیں وہ سب نکل جاتی ہے ایسی باتوں کا ذکر عورتوں سے نہ کرو اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو ان کی بیماری نجاست کی ہے اس عورت نے ایسا ہی کیا اور اس کا خون منقطع ہو گیا اور مرنے دم تک اس نے عود نہ کیا۔ (مرسل)

باب ۶

غسل حائض

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ اس زمانہ کی عورتوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا کہ وہ نائن سے موباف میں بال گندھاتی ہیں وہ موباف میں بال لپیٹتی ہیں اور خوشبو میں بھرتی ہیں پھر بالوں پر کپڑا رکھ کر سوئی سے سی دیتی ہیں ایسی صورت میں غسل جنابت کیسے ہو گا۔ فرمایا پہلے تو عورتیں آگے کی طرف بالوں کو جمع کرتی تھیں اور جب غسل کی ضرورت ہوتی تھی تو ان کو پھیلا دیتی تھیں تاکہ پانی سر تک پہنچے، پھر بالوں کو نچوڑتی تھیں۔ جب بال تر ہو جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔ میں نے حائض کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اسے اچھی طرح کنگھی کرنی چاہیے تاکہ بال پھیل جائیں (چونکہ حیض مہینے میں ایک بار ہوتا ہے لہذا وہ اس زحمت کو گوارا کر سکتی ہیں لیکن جنابت زیادہ ہوتی ہے لہذا جنب عورت کو اس سے بچا لیا گیا ہے (حسن) (مراۃ العقول)

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ حائض کے غسل کے لئے ۹ رطل پانی ہو۔ ایک رطل برابر پانچ پونڈ کے ہوتا ہے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے پوچھا ایک عورت سفر میں حیض سے فارغ ہوئی اور اس کے پاس اتنا پانی نہیں کہ جو اس کے غسل کے لئے کافی ہو اور نماز کا وقت آگیا ہو اور پانی اتنا باقی ہو کہ اس سے اپنی فرج کو دھولے پھر تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ میں نے کہا کہ

اس اثنا میں اس کا شوہر خواہش کرے فرمایا فرج کو دھو لیا ہے اور تیمم کر لیا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (ض)

۴۔ فرمایا حضرت نے حائض عورت کے بال تر ہو جائیں یہ کافی ہے۔ (ص)

۵۔ فرمایا اس حائض کے متعلق جو اس حالت میں غسل کرے کہ زعفران بدن پر ملا ہوا ور وہ پانی سے نہ دُھلے ۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔

باب ۷

جنابت میں حیض ہونا

۱۔ میں نے اس عورت کے متعلق سوال کیا جس نے شوہر سے مجامعت کی ہو اور وہ حائض ہو جائے اور وہ غسل خانہ میں ہو تو وہ غسل کرے یا نہ کرے۔ فرمایا اسے وہ چیز حادث ہوئی ہے جو نماز کے لئے باعث غسل ہے لہذا غسل نہ کرے۔

۲۔ میں نے سوال کیا اس عورت کے متعلق جو حائض اور جنب دونوں ہو۔ آیا وہ غسل جنابت کرے۔ فرمایا جنابت اور حیض کے لئے ایک ہی غسل ہے۔ (ص)

۳۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو خون حیض دیکھے اور پھر جنب ہو آیا وہ غسل جنابت کرے یا جنابت وحیض دونوں فرمایا۔ جنابت حیض سے زیادہ بڑی چیز ہے (یعنی غسل جنابت کافی ہوگا۔ (المجہول)

باب ۸

جمع حیض و استحاضہ

۱۔ لوگوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے حائض اور اس کے وقت میں امور مسنونہ کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا رسول اللہؐ نے اس کے متعلق ہر مشکل کو جو سننے اور سمجھنے والے کو پیش آئے اس طرح بیان کیا ہے کہ اس میں کسی کو رائے ظاہر کرنے کا موقع نہ رہا۔ پہلی سنت یہ ہے کہ جس حائض کے دن معین ہوں اور شمار کرتی ہو پھر اس کو استحاضہ آئے اور یہ خون جاری رہے اور اس زمانہ میں اپنے ایام حیض اور تعداد ایام کو جانتی ہو تو اس مسئلہ کا حل یوں بیان کیا گیا کہ ایک عورت فاطمہ بنت جیش نامی کو استحاضہ آیا وہ ام المومنین ام سلمہ کے پاس آئی انھوں نے حضرت رسول خدا سے اس مسئلہ کو پوچھا۔ فرمایا بقدر اپنے ایام حیض نماز ترک کرے اور فرمایا وہ دوسرا خون رطوبت رحم ہے اور حکم دیا اس کو غسل کرنے اور کپڑا بدل کر نماز پڑھنے کا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا یہی طریقہ ہے فرمودۂ رسولؐ اس عورت کے لیے جو اپنے ایام حیض کو پہچانتی ہو اور وہ گڑبڑ

نہیں ہوتے۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ وہ نہیں پوچھتی کہ کتنے دن ہوئے اور ایک دن زیادہ ہو جائے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ تو مستحاضہ ہے اس کو اپنے حیض کے دن معلوم رہتے ہیں کم ہوں یا زیادہ ہوں۔

اسی طرح فتویٰ دیا ہے میرے پدر بزرگوار نے۔ جب حضرت سے استحاضہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا وہ یا تو رگ پھٹ جانے سے آتا ہے یا شیطانی کرشمہ ہے اس کو چاہیئے کہ ایام حیض میں نماز کو ترک کرے اور ختم ہونے پر غسل کرے اور ایام استحاضہ میں ہر نماز کے لئے وضو کرے چاہے وہ جاری رہے۔ فرمایا ہاں چاہے وہ سیل کی طرح ہو۔

فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے یہ تفسیر ہے حدیث رسولؐ کی اور یہ طریقہ ہے اس عورت کے لئے جسے اپنے ایام حیض کی تعداد معلوم ہو کم ہو یا زیادہ۔

اور اس عورت کا طریقۂ عمل جس کے دن پہلے ہو چکے اور خون کے زیادہ ہونے سے غلط ملط نہیں ہوا خواہ کم دن ہوں یا زیادہ، پھر وہ تعداد اور ایام کی شناخت مہینہ میں بھول جائے تو اس کے لئے مذکورہ طریقہ سے جداگانہ ہے یہی صورت تھی کہ فاطمہ بنت ابی جیش رسول اللہؐ کے پاس آئی اور کہا کہ میں استحاضہ سے ہوں طاہر نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا یہ حیض نہیں بلکہ رطوبت ہے۔ جب حیض آئے تو اپنی نماز ترک کر اور جب ختم ہو جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔ پس وہ ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھی اور اپنی بہن کے برتن میں جو کپڑے دھونے کا تھا جب بیٹھتی تو خون کا رنگ پانی پر غالب آجاتا تھا۔

فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کیا تم نے نہیں سنا کہ رسولؐ اللہ نے اسے وہ حکم دیا جو غیر تھا پہلی والی کے حکم کے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اس سے پہلے یہ نہ کہا کہ ایام حیض میں نماز ترک کر بلکہ یہ فرمایا جب حیض آئے تب ترک کر اور جب بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھو۔

یہ اس بات کا اظہار ہے کہ اس عورت پر اس کے ایام مشتبہ ہو گئے تھے اور وہ ان کی تعداد نہیں جانتی تھی اور نہ وقت معلوم تھا کیا تم نے نہیں سنا کہ اس نے کہا میں مستحاضہ ہوں اور طاہر نہیں ہوتی۔ اور میرے پدر بزرگوار فرماتے تھے کہ سات سال تک حیض آیا۔ پس اس سے کم مدت میں وہ شک و اختلاط میں مبتلا ہوئی کیونکہ وہ خون کے آنے بند ہونے اور اس کے رنگ جانچنے کی طرف محتاج ہوئی۔

اور یہ اس لئے ہے کہ خون حیض کالا ہوتا ہے اگر عورت ایام کا علم رکھتی ہے تو اس کو خون کا رنگ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حیض میں میلا پن اور زردی ہوتا ہے۔ پس ایام حیض میں جو خون آئے وہ سب خون حیض ہے خواہ کالا ہو یا کوئی اور رنگ کم مقدار میں ہو یا زیادہ، زمانہ حیض کا خون حیض ہی میں شمار ہوگا بشرطیکہ عورت کو ایام حیض معلوم ہوں اور اگر نہ معلوم ہوں اور نہ ان کی تعداد یاد ہو تو وہ محتاج ہوگی خون کی آمد اور انقطاع کی طرف، تب وہ اس کے لحاظ سے نماز ترک کرے گی

کیا تم نے غور نہیں کیا کہ حضرت رسولؐ خدا نے اس عورت سے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ اتنے اتنے دن۔ پس اگر ایام معینہ سے زیادہ خون آئے تو وہ استحاضہ والی ہے پہلی قسم والی عورت کو ایسا حکم نہیں دیا اور میرے پدر بزرگوار کا فتویٰ بھی یہی ہے۔
ہمارے خاندان کی ایک عورت کو استحاضہ آیا۔ اس نے میرے پدر بزرگوار سے سوال کیا۔ فرمایا جب خون سنسناکر نکلے تو نماز کو ترک کر اور جب طہر کو چاہے وہ دن میں ایک ہی گھنٹہ ہو غسل کر کے نماز پڑھ لے۔

فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے میں دیکھتا ہوں میرے والد کا جواب غیر ہے اس جواب کے جو پہلی مستحاضہ کے بارے میں تھا کیا تم نے غور نہیں کیا کہ حضرت نے فرمایا ایام حیض میں نماز ترک کر نظر کرتے ہوئے ایام حیض کی تعداد پر اور یہاں فرمایا جب تو خون سوزش سے نکلتا دیکھے تو نماز ترک کر۔ یہاں دیکھنا یہ ہے کہ خون کی آمد و انقطاع اور تغیر رنگ کو، اور حضرت کا قول بحرانی مشابہ ہے۔ قول رسولؐ ہے کہ خون حیض سیاہی سے پہچانا جاتا ہے اور اس کا نام بحرانی اس لئے ہے کہ وہ زیادہ مقدار میں رنگ والا ہوتا ہے۔ پس یہ طریقہ اس عورت کے لئے ہے جس کے ایام گڑبڑ ہو گئے ہوں اور وہ ان کو نہ پہچانتی ہو اور شناخت ہوگی اس کو خون سے خواہ کم دن آئے یا زیادہ۔

فرمایا تیسرا طریقہ اس عورت کے لئے ہے جس کے ایام پہلے ہو چکے ہوں اور پھر خون نہ دیکھے اور بعد کو تھوڑا سا دیکھے اور وہ جاری رہے تو اس کے لئے حکم پہلی اور دوسری کے خلاف ہے۔ ایک عورت حمنہ نامی حضرت رسولؐ خدا کے پاس آئی اور کہا مجھے زور کے ساتھ حیض آ رہا ہے فرمایا فرج پر گدی رکھ۔ اس نے کہا وہ زیادتی سے آ رہا ہے میں نے گدی رکھی مگر وہ رکا نہیں۔ فرمایا اس پر لنگوٹ باندھ اور ہر ماہ چھ یا سات دن حیض کے سمجھ اور غسل کر کے روزہ رکھ ۲۳ یا ۲۴ دن اور صبح کی نماز کے لئے غسل کر اور ظہر کی نماز میں تاخیر کر اور عصر کی نماز میں جلدی کر یعنی دونوں ایک غسل سے ادا کر، پھر مغرب کی نماز میں دیر کر اور عشاء کی نماز میں جلدی اور دونوں ایک ہی غسل سے پڑھ لے۔

فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے یہ صورت پہلی اور دوسری صورت کے خلاف ہے اس لئے کہ اس کا معاملہ ان دونوں کے معاملہ کے خلاف ہے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اگر اس کے ایام سات سے کم ہوتے، پانچ ہوتے یا اس سے کم تو یہ نہ فرماتے کہ سات دن حیض شمار کر، پھر آپ نے حکم دیا۔ ترک نماز کا چند روز در آنحالیکہ وہ مستحاضہ غیر حائض تھی اس لئے کہ اگر اس کا حیض سات دن سے زیادہ ہوتا اور اس کے ایام دس یا اس سے زیادہ ہوتے تو حیض کی حالت میں اس کو نماز کا حکم نہ دیتے۔ مزید بیان حضرت کا اس کے متعلق یہ ہے کہ عورت حیض کو سمجھے، اور نہیں ہوتا حیض کا عمل مگر اس عورت سے جو ارادہ کرے اس عمل کا جو ایک حائض عورت کرتی ہے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اس سے یہ نہیں کہا کہ ایام معلومہ میں اپنے کو حیض والا سمجھ اور اس کی وضاحت ہے حضرت کا یہ فرمانا فی العلم اللہ کیونکہ اس عورت کے لئے اگرچہ خدا ہر بات کا جاننے والا ہے۔ ایام معلوم نہ تھے۔

یہ طریقہ اس عورت کے لئے ہے جس کا خون جاری رہے جو پہلے دیکھے اس کا انتہائی وقت سات دن ہے اور طہر کا

وقت ۲۳ دن یہاں تک کہ ایام مقرر ہو جائیں تاکہ وہ ان کی طرف نقل کرے استحاضہ والی عورت کے یہ تین طریقے ہیں ان میں سے کوئی ایک طریقہ ضرور ہوگا۔

اور اگر اس کو بنا بر عادت اپنے ایام حیض معلوم ہوں کم یا زیادہ تو اپنے ایام کے مطابق عمل کرے اور یہ ایام بلحاظ اس کی خلقت کے ہوں گے ورنہ غیر ایام میں یہ تعداد اور تعین وقت نہ ہوگا اور ایام مخلوط اور مقدم و موخر ہوں اور خون کے مختلف رنگ ہوں تو اس کا طریقۂ عمل خون کے بند ہونے اور حالات کے تغیر پر ہوگا۔

اور اگر اس سے پہلے حیض نہ آیا ہو اور حیض کو پہلی بار دیکھے تو اس کا وقت سات دن اور طہر کے ۲۳ دن ہیں اور اگر خون چند ماہ آئے تو ہر ماہ وہی کرے جو بتایا گیا ہے اور اگر خون سات دن سے کم تین دن یا سات دن سے زیادہ میں قطع ہو تو طہر کے دیکھتے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اسی طرح کرتی رہے پھر دیکھے کہ دوسرے مہینے کیا ہوتا ہے۔ اگر خون منقطع ہو جائے پہلے مہینے کی طرح تو دونوں یا تینوں حیض برابر ہو جائیں گے اور یہ جانا جائے گا کہ اس کے لئے وقت اور ماہ کا تعین ہو گیا جس پر وہ عمل کرے گی اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دے گی اور یہی طریقہ مستقبل میں رہے گا اگر استحاضہ آنے لگے تو ایام حیض کے بعد اس کا عمل ہوگا اور دو تین حیضوں کے بعد اس کا وقت مقرر ہوگا اور یہ موافق اس قول رسولؐ کے ہے اس عورت کے لئے جو ایام حیض کو پہچانتی ہے وہ ایام حیض میں نماز کو ترک کرے اس سے ہم نے جانا کہ حضرت نے ایک بار کے حیض کو سنت قرار نہیں دیا ورنہ فرماتے نماز کو ترک کر دے۔ پہلے ایام حیض میں بلکہ سنت قرار دیا چند بار کے حیض کو کم ہو یا زیادہ اور اگر اس کے ایام مخلوط ہو جائیں، زیادہ یا کم یہاں تک کہ وہ ایک حد پر نہ ٹھہرے اور خون کے رنگ سے شناخت کرے تو اس کو ایام کا حال خون کے آنے اور بند ہونے سے معلوم ہوگا۔ اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہیں جیسا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جب حیض آئے تو نماز ترک کرے اور جب رک جائے تو غسل کرے اور حضورؐ نے فرمایا خون حیض کالا ہوتا ہے اور میرے پدر بزرگوار نے اسے یوں پہنچوایا کہ جب وہ تیزی اور زیادتی سے خون آتا دیکھے اور اگر اس طرح نہ ہو اور خون مطابق سابق ہو اور استحاضہ جاری نہ ہو اور خون ایک رنگ کا ہو تو اس کے حیض کے دن سات ہوں گے اور ۲۳ دن طہر کے، جیسا کہ حمنہ کا معاملہ تھا۔ جب اس کو روکتی ہوں پورے زور کے ساتھ۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے مستحاضہ اپنے ایام پر نظر رکھے۔ ان دنوں میں جو ایام حیض ہوں نماز نہ پڑھے اور اپنے شوہر کے پاس جائے۔ ہاں جب ایام ختم ہو جائیں اور یہ دیکھے کہ خون روئی چھوڑ کر باہر نکل آیا ہے تو ظہر اور عصر کی نماز کے لئے غسل کرے تاخیر کرے نماز ظہر میں اور جلدی کرے نماز عصر میں اور مغرب و عشا کے لئے ایسا ہی کرے اور صبح کی نماز کے لئے غسل کرے اور گدی رکھے اور کپڑا باندھے اور مسجد میں اپنی رانوں کو ملائے نہیں اور شوہر سے مقاربت نہ کرے اور اگر خون روئی کو چھوڑ کر نہیں نکلا تو وضو کرے اور ہر نماز وضو کے بعد پڑھے اور سوائے ایام حیض

اپنے شوہر سے مقاربت کر سکتی ہے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے مستحاضہ کے بارہ میں پوچھا۔

فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جب رسول اللہ سے مستحاضہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ایام حیض میں رکی رہے۔ ان ایام میں نماز نہ پڑھے۔ پھر غسل کرے اور مقام مخصوص میں روئی کو داخل کرے اور اُسے کپڑے سے کس کر باندھے اور نماز پڑھے۔ ہاں جب خون کپڑے اور روئی سے پھوٹ نکلے تو اس کو چاہیئے کہ دو نمازوں کے درمیان غسل کرے اور کپڑا بدلے اور صفائی کرے اور دھونی وغیرہ دے لے۔ اور کپڑا اس طرح باندھے جیسے چوپایہ کا تنگ باندھا جاتا ہے

۴۔ مستحاضہ کے متعلق فرمایا اگر خون گدی کو پھوڑ دے تو ہر دو نماز کے لئے غسل کرے اور اگر خون تجاوز نہ کرے تو ہر روز ایک بار غسل کرے اور اگر شوہر مقاربت کا ارادہ کرے تو غسل کے بعد اگر خون گاڑھا ہو اور اگر زرد ہو تو صرف وضو کرلے (موثق)

۵۔ فرمایا حضرت نے استحاضہ والی وقت نماز ظہر غسل کرے اور اس سے نماز ظہر و عصر دونوں پڑھے پھر غسل کرکے نماز مغرب و عشاء پڑھے پھر ایک غسل نماز صبح کے لئے کرے۔ اس کا شوہر جب چاہے مجامعت کر سکتا ہے سوائے ایام حیض کہ زمانہ میں شوہر کو اس سے الگ رہنا چاہیئے اور عورت کبھی ایسا نہ کرے اجر پانے کے لئے مگر جب اس سے نجات مل جائے۔ (حسن)

۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا۔ اگر عورت دس روز ایام حیض میں رہے پھر خون دیکھے پھر بند ہو جائے اس کے بعد پھر خون دیکھے تو کیا نماز ترک کرے۔ فرمایا یہ استحاضہ ہے وہ غسل کرے اور روئی کے بعد روئی فرج میں رکھتی رہے اور دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھے اور غسل کرے اور اگر اس کا شوہر مجامعت کرنا چاہے تو کرلے۔ (مجہول)

۷۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق پوچھا جو حائض ہو اور طہر کا وقت گزرنے کے بعد پھر خون دیکھے فرمایا۔ ایک دن انتظار کرے۔

اگر حیض دس دن سے کم ہے اور خون جاری رہے تو وہ مستحاضہ ہوگی اور اگر خون منقطع ہو جائے تو غسل کرکے نماز پڑھے۔ میں نے کہا ایک عورت کا حیض سات یا آٹھ دن منتقل ہوتا ہے پھر وہ تین دن خون حیض دیکھتی ہے اور وہ خون پھر منقطع ہو جاتا ہے اور سفیدی دیکھتی ہے نہ زردی فرمایا غسل کرکے نماز پڑھے میں نے کہا وہ غسل کرکے نماز پڑھتی ہے پھر خون آنے لگتا ہے فرمایا جب خون دیکھے تو نماز روزہ کو ترک کرے میں نے کہا ایک دن خون دیکھ کر دوسرے دن پاک ہو جاتی ہے فرمایا جب خون دیکھے تو رک جائے اور جب طہر دیکھے تو نماز پڑھے پھر اگر خون دیکھے تو مستحاضہ ہوگی۔ اب یہ تمہارے لئے پورا بیان عورت کے متعلق ہو گیا۔ (مرسل)

باب ۹
حیض اور استحاضہ کی شناخت

۱۔ ایک عورت نے صادق آل محمدؐ سے سوال کیا اس عورت کے متعلق جس کو خون جاری ہوا اور یہ نہ سمجھ سکے کہ خون حیض ہے یا استحاضہ تو کیا کرے۔ فرمایا خون حیض گرم گاڑھا، سیاہی مائل اور اُچھل کر سوزش سے نکلتا ہے اور استحاضہ کا خون زرد اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ پس جب خون سوزش سے اُچھل کر نکلے اور سیاہ ہو تو نماز ترک کرے یہ سن کر وہ عورت کہتی ہوئی نکلی کہ اگر بتلانے والی عورت ہوتی تو اس سے زیادہ نہ بتا سکتی۔

۲۔ فرمایا حضرت نے استحاضہ اور حیض دونوں ایک ہی جگہ سے خارج نہیں ہوتے، استحاضہ کا خون ٹھنڈا ہوتا ہے اور حیض کا خون گرم ہوتا ہے۔

۳۔ مجھ سے ایک عورت نے کہا۔ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہوں میں نے اجازت لی، وہ اپنی خادمہ کے ساتھ آئی اور اس نے حضرت سے کہا کیا مراد ہے کہ "وہ چراغ روشن ہے اس درخت زیتون کے تیل سے جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی"۔

فرمایا اے عورت یہ مثال خدا نے درخت کی نہیں بیان کی بلکہ اس سے بعض بنی آدم مراد ہیں۔ اچھا اب جو دریافت کرنا چاہتی ہے دریافت کر، اس نے کہا مجھے ان عورتوں کی سزا بتائیے جو عورتوں کے ذریعہ اپنی خواہش مجامعت پورا کرنا چاہتی ہیں فرمایا ان کی وہی سزا ہے جو زنا کی ہے روز قیامت ان کو بلایا جائے گا اور آگ کا لباس پہنا کر ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اے عورت یہ عمل قوم لوط کا سا ہے کہ وہ مردوں سے اپنی ضرورت کو پورا کرتے تھے اور عورتیں بغیر مردوں کے رہ جاتی تھیں پس وہ وہی کرتی تھیں جو مرد کرتے تھے اور اسی طرح ایک عورت دوسری سے اپنی خواہش پوری کر لیتی تھی۔

اس نے کہا خدا آپ کی حفاظت کرے آپ اس عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو حائض ہو اور اس کے حیض کے دن گزر جائیں فرمایا اگر اس کے حیض کے دن دس دن سے کم ہوں تو ایک دن انتظار کرے اور پھر جو خون آئے وہ استحاضہ ہوگا اس نے کہا اگر یہ سلسلہ ایک ماہ، دو ماہ یا تین ماہ رہے تو نماز کیسے پڑھے فرمایا ایام حیض کو ترک کر کے اس کے بعد ہر دو نمازوں کے لیے غسل کرے۔

اس نے کہا اگر ایام حیض مختلف ہوں اور حیض آئے ایک دن دو دن یا تین دن اور بعد میں اسی طرح آئے تو کیا صورت ہوگی۔

فرمایا حیض کا خون کوئی پوشیدہ چیز نہیں۔ وہ گرم ہوتا ہے اور سوزش سے نکلتا ہے اور استحاضہ کا خون فاسد اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔

یہ سن کر اس نے اپنی کنیز سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے حضرت کسی بار عورت رہے ہوں۔

باب

شناخت خونِ حیض و بکارت و زخم

۱۔ خلف بن حماد نے بیان کیا کہ میرے ایک دوست نے ایسی لڑکی سے شادی کی جسے ابھی تک حیض نہیں آیا تھا جب اس نے ازالہ بکارت کیا تو خون جاری ہو گیا اور تقریباً دس روز تک جاری رہا۔ اس نے ڈاکٹروں اور دائیوں کو دکھایا۔ انھوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا یہ خون حیض ہے بعض نے کہا یہ خون بکارت ہے۔ پھر اس نے فقہا سے پوچھا جیسے ابو حنیفہ وغیرہ انھوں نے کہا یہ مسئلہ بڑا مشکل ہے۔ نماز چونکہ واجب ہے لہذا وضو کر کے نماز پڑھے جب تک خون بند نہ ہو شوہر اس کے پاس نہ جائے۔ اگر یہ خون حیض ہے تو نماز پڑھنا کوئی نقصان نہ دے گا اور اگر خون بکارت ہے تو نماز ادا کر ہی لی اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ اسی سال میں حج کو گیا۔ جب ہم منیٰ میں پہنچے تو میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا کہ ایک مشکل درپیش ہے اگر آپؑ اجازت دیں تو حاضر ہو کر دریافت کروں آپؑ نے کہلا بھیجا جب لوگ ٹھہر جائیں اور آمد و رفت کم ہو جائے تو تم آجانا۔ میں رات کا انتظار کرتا رہا۔ جب آمد و رفت کم ہو گئی تو میں مذبح کی طرف چلا جب قریب پہنچا تو ایک حبشی غلام کو وہاں بیٹھا پایا۔ اس نے پوچھا تم کون ہو، میں نے کہا میرا نام خلف بن حماد ہے اس نے کہا بے اجازت چلے آؤ۔ مجھے حضرتؑ نے یہاں بیٹھنے کا حکم دیا ہے جب میں حضرتؑ کے پاس پہنچا تو سلام کیا۔ حضرتؑ نے جواب سلام دیا۔ آپؑ خیمہ میں تنہا تھے۔ میں نے حضرتؑ کا حال پوچھا۔ پھر حضرت نے میرا۔ میں نے کہا میرے دوستوں میں سے ایک نے ایسی لڑکی سے شادی کی جسے حیض ابھی تک نہ آیا تھا۔ جب اس نے اس سے جماع کیا تو خون بہہ نکلا اور ایسا بہا کہ دس دن تک بند نہ ہوا۔ دائیوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ خون حیض ہے یا بکارت، پس وہ کیا کرے۔ فرمایا اللہ سے ڈرے۔ اگر وہ خون حیض ہے تو نماز سے رک جائے جب تک طاہر نہ ہو۔ اس مدت میں اس کا شوہر اس کے پاس نہ جائے۔ اور اگر خون ازالۂ بکارت کا ہے تو وضو کر کے نماز پڑھے اور شوہر اگر چاہے تو اس کے پاس جا سکتا ہے۔ میں نے کہا لوگ کیسے جانیں کہ وہ کون سا خون ہے یہ سن کر حضرتؑ نے خیمے میں داہنے بائیں دیکھا اس خوف سے کہ کوئی آپؑ کا کلام سن نہ لے (کیونکہ فقہا کے خلاف حکم دینے والا گردن زدنی تھا۔) پھر مجھ سے فرمایا اے خلف یہ اللہ کا بھید ہے۔ اللہ کا بھید ہے اسے شائع نہ کرو اور اس

مخلوق کو دین خدا کی تعلیم نہ دو اور خاموش رہو۔ پھر فرمایا وہ روئی کو فرج میں داخل کرے اور کچھ دیر کے لئے چھوڑ دے پھر ہلکے سے باہر نکالے اگر روئی پر حلقہ ہے تو خون بکارت ہے اور اگر روئی پر پھیلا ہوا ہے تو خون حیض ہے خلف کہتا ہے یہ سن کر میں خوش ہوا اور رونے لگا۔ جب میرا گریہ رکا تو فرمایا کیوں روتے ہو۔ میں نے کہا آپ کے سوا کوئی اس مسئلہ کا جواب اس خوبی سے نہیں دے سکتا۔ آپؑ نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ واللہ جو میں نے بتایا ہے وہ رسولؐ سے اور انھوں نے جبرئیل سے اور انھوں نے خدا سے خبر دی ہے۔ (ص)

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا جس نے اپنی بی بی یا لونڈی کا ازالۂ بکارت کیا ہو اور بہت سا خون نکل پڑے اور دن بھر قطع نہ ہو تو وہ نماز کیسے پڑھے۔ فرمایا فرج میں روئی رکھے اگر اس پر خون کا حلقہ بنا دیکھے تو وہ بکارت ہے غسل کرے اور روئی رکھے رہے اور نماز پڑھے اور اگر روئی خون میں ڈوبی ہو تو وہ حیض ہے نماز ترک کرے۔ (مرفوع)

۳۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ ہماری ایک جوان عورت کی فرج میں زخم ہے جس سے خون جاری وہ نہیں جانتی کہ یہ خون حیض ہے یا
زخم کا خون ہے فرمایا اس سے کہو چت لیٹے اور دونوں پیر اٹھا کر اپنی بیچ کی انگلی داخل کرے اگر خون داہنی طرف سے نکلتا معلوم ہو تو حیض ہے اور اگر بائیں طرف سے نکلے تو خون زخم ہے۔

باب

حاملہ کا خون دیکھنا

۱۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہا میری کنیز نے بحالت حمل خون دیکھا۔ تو اس کو نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں، فرمایا حاملہ عورت جب خون دیکھے۔ ان ایام معین کے دس دن بعد جن میں ہر مہینے خون دیکھا کرتی ہے اور نماز سے رک جاتی ہے تو وہ یہ خون نہیں وہ رحم سے نہیں آرہا ہے چاہیئے کہ وضو کرے اور روئی بدل کر نماز پڑھے اور جب حاملہ اس وقت سے پہلے دیکھے جن ایام میں حیض ہوا کرتا ہے تھوڑا سا خون یا اس مہینہ کے معین وقت میں تو وہ حیض ہوگا نماز ترک کرے بقدر ان ایام کے جن میں حیض ہوا کرتا ہے اگر اس سے پہلے خون بند ہو جائے تو غسل کرکے نماز پڑھے اور اگر بند نہ ہو مگر ان ایام کے بعد جن میں خون حیض دیکھا کرتی ہے اور معلوم ہو کہ اس وقت اور مغرب کے درمیان وہ خون روئی سے باہر نہیں پھوٹتا تو وضو کرکے نماز پڑھے اور اس کو لازم ہے کہ ہر دن اور رات میں تین بار غسل کرے اور روئی بدلے اور نماز پڑھے، ایک غسل صبح کو اور ایک غسل ظہر و عصر کے لئے اور ایک مغرب و عشاء کے لئے، ایسا ہی عمل استحاضہ والی کرے۔

جب ایسا کرے گی تو اللہ اس کا خون بند کر دے گا۔ (ص)

۲۔ میں نے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جس کا حمل ظاہر اور وہ حیض والی کا سا خون دیکھے۔ فرمایا وہ خون کی تیزی سے ہے۔ اگر وہ خون سرخ ہو اور زیادہ ہو تو نماز ترک کرے اور اگر کم ہو اور زرد ہو تو وضو کر کے نماز پڑھے۔ (ص)

۳۔ میں نے اس حاملہ کے متعلق پوچھا جو ویسا ہی خون دیکھے جیسا کہ مستقلاً ہر ماہ حیض کا خون دیکھتی ہے۔ فرمایا نماز ترک کرے جس طرح ایام حیض میں کرتی ہے پاک ہو جانے پر نماز پڑھے۔ (ص)

۴۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس حاملہ کے متعلق پوچھا جو اسی طرح خون دیکھے جیسا کہ وہ ہر ماہ دیکھتی ہے آیا وہ نماز کو ترک کرے۔ فرمایا ترک کر دے اگر وہ جاری ہے۔ (ص)

۵۔ میں نے پوچھا زن حاملہ کے متعلق جب اُسے خون آئے کیا وہ نماز کو ترک کرے۔ فرمایا۔ ہاں بعض اوقات حاملہ کو بھی حیض آ جاتا ہے (م)

۶۔ میں نے حاملہ عورت کے متعلق پوچھا کیا وہ حائض ہوتی ہے۔ فرمایا وجہ یہ ہے کہ رحم مادر میں بچہ کی غذا خون حیض ہے اور جب خون زیادہ ہو جاتا ہے اور بچہ کی ضرورت سے بچ رہتا ہے تو باہر نکال دیا جاتا ہے جب ایسا ہو تو نماز اس پر حرام ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب ایسا ہو تو ولادت تاخیر سے ہوگی۔ (حسن)

باب ۱۲

زچہ کے متعلق

۱۔ میں نے زچہ کے متعلق پوچھا فرمایا اس کو ان ایام میں نماز ترک کرنا چاہیئے پھر وہ غسل کرے۔ اگر بعد میں خون آئے تو غسل استحاضہ کرے۔

۲۔ میں نے حضرت سے کہا عبدالملک کی بی بی بچہ جنی اس نے ایام حیض کا شمار کیا پھر اس کو حکم دیا غسل کرنے اور وہ صاف ستھرے کپڑے پہن لے پھر حکم دیا کہ نماز پڑھے۔ اس عورت نے عبدالملک سے کہا میرا نفس گوارا نہیں کرتا میں مسجد میں جاؤں پس اجازت دو کہ میں بیرون مسجد سجدہ کر دوں، حضرتؑ نے فرمایا۔ رسول اللہؐ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اس نے کہا پس عورت کا خون بند ہو گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ علی علیہ السلام نے بھی تم سے پہلے ایک عورت کو ایسا ہی حکم دیا تھا اور اس عورت کا خون بند ہو گیا تھا اور طہر ظاہر ہوا تھا۔ پس تمہاری اس عورت نے کیا کیا۔ راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ (حسن)

۳۔ ایک عورت نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا میں نے نفاس میں بیس دن نماز نہ پڑھی حالانکہ لوگوں نے اٹھارہ دن کا فتویٰ دیا ہے فرمایا انھوں نے اٹھارہ دن کا فتویٰ کیوں دیا۔ راوی حدیث نے کہا کہ اسماء بنت عمیس کے بطن سے جب محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو ان سے رسول اللہؐ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ صورت یہ ہوئی

اسماء نے یہ مسئلہ حضرت سے اٹھارہ دن بعد پوچھا تھا اگر وہ اس سے پہلے پوچھتیں تو اسے یہی حکم دیتے کہ غسل کرے اور مستحاضہ کا سا عمل کرے۔ (مرفوع)

۴۔ میں نے پوچھا نفاس والی عورت کب نماز پڑھے۔ فرمایا وہ نماز سے بقدر اپنے ایام حیض کے رکی رہے اور دو دن مزید انتظار کرے اگر خون منقطع ہو جائے تو خیر ورنہ غسل کرے اور گدی باندھے اور نماز پڑھے اور اگر خون روئی سے تجاوز کر جائے تو پٹی باندھے اور غسل کرکے نماز پڑھے۔ صبح کی ایک غسل سے، ظہر عصر کی ایک غسل سے اور مغرب وعشاء کی ایک غسل سے اور اگر روئی سے تجاوز نہ کرے تو صرف ایک غسل کافی ہے اور یہی حکم حائض کا ہے اگر خون بند ہو جائے وقت پر تو خیر ورنہ حیض والی ہے۔ (ض)

۵۔ اس صورت میں نفاس والی کا سا عمل کرے۔ نماز پڑھے۔ ترک نہ کرے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے نماز دین کا ستون ہے۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے نفاس والی عورت بقدر اپنے ایام حیض کے نماز ترک کرے پھر انتظار کرنے کے بعد غسل کرکے نماز پڑھے (موثق)

۶۔ فرمایا حضرتؑ نے نفاس والی عورت بقدر اپنے ایام حیض کے نماز ترک کرے اور دو یوم میں طہارت کرے۔

باب ۱۳

نفاس والی پاک ہونے کے بعد جو خون دیکھے

۱۔ فرمایا امام علیہ السلام نے نفاس والی کے متعلق کہ نماز ترک کرے تیس دن پھر پاک ہو جائے اس کے بعد پھر خون دیکھے تو پھر نماز ترک کرے کیونکہ اس کا طہر کا زمانہ ایام نفاس میں گزر گیا۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ مسئلہ بہت مشکل ہے اور علمائے شیعہ کا اس میں بہت اختلاف ہے۔ (موثق)

۲۔ بچہ ہونے کے بعد جس عورت کو تیس دن یا زیادہ خون آئے پھر پاک ہو اور نماز پڑھے، تو فرمایا اگر زردی ہے تو غسل کرکے نماز پڑھے نماز سے باز نہ رہے۔ (ض)

۳۔ جو عورت چند دن ایک دن یا دو دن دردِ زہ میں مبتلا رہے اور زردی یا خون دیکھے تو حضرت نے فرمایا کہ جب تک بچہ پیدا ہو نماز پڑھے جائے اور دردِ زہ کا غلبہ ہو اور نماز فوت ہو جائے اور درد کی وجہ سے بجا لانے پر قادر نہ ہو تو پاک ہونے کے بعد نمازوں کی قضا بجا لائے۔ (موثق)

باب ۱۴

اوقات نماز میں حائض پر کیا واجب ہے

۱۔ فرمایا حضرت نے اس حائض کے متعلق جو روزجمعہ طہارت کرکے ذکر الٰہی کرے کہ اس کا طہر نہ ہوگا ہاں وضو کرے۔ وقت نماز رو بقبلہ ہو کر ذکر خدا کرے۔ (حسن)

۲۔ میں نے حضرت سے سنا ہے کہ حائض کو چاہیئے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور رو بقبلہ ہو کر جتنی دیر نماز پڑھا کرتی ہے ذکر خدا کرتی رہے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے حائض کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں، ہاں ہر نماز کے وقت وضو کرے اور پاک جگہ پر بیٹھے اللہ کی تسبیح و تہلیل و حمد کرے جتنی دیر وہ نماز پڑھا کرتی ہے پھر اپنے کام میں لگے۔ (حسن)

باب ۱۵

وقت نماز داخل ہونے سے پہلے حائض ہونا

۱۔ امام علیہ السلام سے پوچھا گیا اس عورت کے متعلق جو قبل غروب آفتاب پاک ہو وہ کیسے نماز پڑھے فرمایا جب طہر کو ایسے وقت دیکھے کہ صرف چار رکعت کا وقت باقی رہے تو صرف نماز عصر پڑھے کیونکہ ظہر کا وقت تو اس کے حیض میں گزرا۔ لہٰذا ظہر کی نماز اس پر واجب نہیں اور اگر ایسے وقت خون دیکھے کہ نماز کا وقت گزر چکا ہو تو نماز سے رک جائے اور پاک ہونے پر نماز ظہر کی قضا بجا لائے کیونکہ ظہر کا وقت طہر کی حالت میں داخل ہو چکا تھا اور ظہر کا وقت ایسی حالت میں گزرا جبکہ وہ طاہر تھی تو اس نے ظہر کی نماز قضا کی لہٰذا اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ (موثق)

۲۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس حائض کے متعلق سوال کیا جو وقت عصر طاہر ہوئی ہو اور وہ نماز ظہر بھی ادا کرے فرمایا نہیں، وہ وہی نماز ادا کرے گی جس کے وقت میں وہ طاہر ہوئی۔

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب عورت اپنے وقت طہر میں دیکھے کہ وقت نماز داخل ہو گیا لیکن غسل میں تاخیر کرے اور دوسری کا وقت آجائے۔ پھر خون دیکھے تو اس پر اس نماز کی قضا ہو گی جو اس نے غفلت سے چھوڑی ہے اور اگر وقت نماز پر طاہر ہو جائے اور نماز میں تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے پھر خون دیکھے تو اس پر قضا ہو گی اس نماز کی جو ترک کی ہے۔ (مجہول)

۴۔ حضرتؑ سے پوچھا گیا اس عورت کے بارے میں جو طہر دیکھے اور وہ وقت نماز غسل پر قادر ہو لیکن نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ فرمایا اس نماز کی قضا واجب ہوگی جس کے پڑھنے میں کوتاہی کی ہے اور اگر طہر کا وقت نماز میں دیکھے اور نماز کے تہیہ میں نماز کا وقت گزر جائے اور دوسری نماز کا وقت آجائے تو اس پر قضا نہیں۔ جو وقت جس نماز کا ہے وہی پڑھے۔ (حسن)

۵۔ سوال کیا گیا امام علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق جو نماز ظہر پڑھ رہی ہو، دو رکعتیں پڑھی تھیں کہ حیض جاری ہو گیا فرمایا جائے نماز سے ہٹ جائے اور بقیہ دو رکعتوں کی قضا اس پر نہ ہوگی اور اگر مغرب کی نماز میں خون آجائے اور دو رکعت ہی پڑھی ہوں تو جائے نماز سے اٹھ کھڑی ہو اور طاہر ہونے کے بعد ایک رکعت نماز جو مغرب کی رہ گئی ہے بجا لائے۔ (حسن)

باب ۱۶

عورت کو نماز میں احساس حیض ہو

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے
اس عورت کے بارے میں جو بحالت نماز حیض کا گمان کرے تو اسے چاہیئے کہ اپنا ہاتھ اس جگہ لے جا کر دیکھے اگر کچھ معلوم ہو تو ہٹ جائے ورنہ نماز تمام کرے۔

باب ۱۷

حائض پر روزہ کی قضا ہے نماز کی نہیں

۱۔ فرمایا امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نے زن حائض روزہ کی قضا بجا لائے نماز کی نہیں۔

۲۔ میں نے صادق آل محمدؐ سے پوچھا کیا حائض نماز کی قضا بجا لائے گی فرمایا نہیں، میں نے کہا روزہ کی قضا بجا لائے گی فرمایا۔ ہاں میں نے کہا یہ حکم کہاں سے ہے۔ فرمایا سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس ہے۔ (ض)

۳۔ میں نے امام محمد باقرؑ سے حائض کے نماز و روزہ کی قضا کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس پر نماز کی قضا نہیں۔ البتہ ماہ رمضان کے روزوں کی قضا ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ حضرت رسول خدا نے جناب فاطمہ زہراؑ کو یہی بتایا تھا اور یہی ایمان والی عورتوں کو حکم دیتے تھے۔ (حسن)

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا مغیرہ ابن شعبہ آپؑ سے یہ روایت کرتا ہے کہ آپؑ نے اس سے یہ فرمایا تھا کہ حائض عورت نماز کی قضا ادا کرے گی۔ فرمایا اسے کیا ہو گیا ہے خدا کی توفیق اس سے سلب ہو (میں) ایسا

کیوں کہتا) زوجہ عمران (مادر مریم) نے نذر کی تھی اس بچہ کو جو ان کے شکم میں ہے اور جو بچہ خدمت بیت المقدس کے لئے نذر ہوتا تھا وہ پھر کبھی اس سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ جب مریم پیدا ہوئیں تو ان کی ماں نے کہا اے پروردگار میں نے تو لڑکی جنی ہے اور لڑکی لڑکے کی طرح نہیں ہوتی۔ الغرض جب داخل کیا تو انبیاء میں سے ہر ایک نے اس کی کفالت چاہی، مگر قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلا انھوں نے مریم کی کفالت کی اور حضرت مریم بلوغ تک مسجد سے باہر نہ نکلیں۔ (ض)

پس جب وہ صورت ہوتی جو عورتوں کو لاحق ہوتی ہے تو بیت المقدس سے باہر آئیں کیا وہ اس پر قادر تھیں کہ وہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا بھی بجا لاتیں۔ در آنحالیکہ ان کو بیت المقدس میں ہر وقت معینہ عبادت کرنا بھی لازم ہوتا اس وقت کی شریعت کی رو سے یہ روایت نہ بلحاظ اسناد ضعیف ہے بلکہ عقیدۃً بھی ناقابل وثوق۔ کیونکہ قرآن سے جب طہارت مریم ثابت ہے تو ایام حیض کا ان سے کیا تعلق، دوسرے بالفرض اگر ایسا ہو بھی تو قضا نمازیں داخل عبادت نہ تھیں ایام حیض کی نمازوں کی قضا اس لئے نہیں رکھی گئی کہ کام کاج کی مشغولیت میں دوہری نمازیں پڑھنا عورت کے لئے مشکل ہوتا۔

باب ۱۸

حیض اور نفاس والی عورت قرآن پڑھ سکتی ہے

۱۔ حضرت نے فرمایا۔ حائض عورت قرآن پڑھ سکتی ہے اور حمد الٰہی کر سکتی ہے۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا حیض و نفاس والی عورت اور جنب مرد قرآن پڑھ سکتے ہیں (حسن)

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حائض عورت آیہ سجدہ سن کر کیا کرے۔ فرمایا اگر وہ سجدہ سورہائے عزائم کا ہے تو سنتے ہی سجدہ کرے۔ (ص)

۴۔ میں پوچھا حائض تعویذ پہن سکتی ہے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ اگر وہ چمڑے، چاندی یا لوہے میں منڈھا ہوا ہو۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا تعویذ نہیں سکتی ہے کوئی حرج نہیں اور یہ بھی فرمایا۔ پڑھ بھی سکتی ہے مگر ہاتھ سے چھوئے نہیں اور ایک روایت میں ہے قرآن کو لکھے نہیں۔ (حسن)

باب ۱۹

حائض کے دیگر احکام

۱۔ کیا حائض کوئی چیز مسجد سے اٹھا سکتی ہے رکھ نہیں سکتی۔ فرمایا اس لئے کہ عورت کے پاس جو چیز ہے وہ مسجد کے علاوہ دوسری جگہ بھی رکھ سکتی ہے لیکن جو چیز مسجد کے اندر ہے اسے وہیں سے لے سکتی ہے۔ (ص)

باب ۲۰

حد الیاس

۱۔ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا اس عورت کے متعلق جس کا حیض دو سال سے بند ہو اور پھر کچھ خون دکھائی دے (ض) فرمایا ظاہر ہونے تک نماز ترک کرے۔

۲۔ فرمایا حضرت نے عورت پچاس سال کی ہو کر حیض سے مایوس ہو جاتی ہے۔ (ض)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب عورت ۵۰ سال کی ہو جاتی ہے تو وہ حیض نہیں دیکھتی۔ لیکن قریشی عورت اس سے زیادہ دنوں میں مایوس ہوتی ہے۔ (ض)

۴۔ حیض کے بند ہونے کی آخری حد پچاس سال ہے۔

باب ۲۱

جب حیض رک جائے

۱۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے میں نے پوچھا۔
میں ایک کنیز خریدتا ہوں اسے میرے پاس چند ماہ رہ کر خون حیض نہیں آیا۔ وہ بڑھیا بھی نہیں۔ میں نے عورتوں کو دکھلایا۔ انھوں نے کہا اس کو حمل بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اس سے صحبت فرمانا۔ خون حیض کبھی رک بھی جاتا ہے بغیر حمل ریاح کی وجہ سے۔ بس مجامعت میں حرج نہیں۔ میں نے کہا۔
اگر اسے حمل ہو (پہلے شخص کا) تو میرا نطفہ بیکار جائے گا۔ فرمایا چاہو تو بے مجامعت کے رہو۔ (مجہول)

۲۔ میں نے صادق آل محمدؐ سے کہا۔ میں نے ایک کنیز خریدی۔ بسا اوقات اس کا حیض رک جاتا ہے۔ فساد خون یا رحم میں ہوا بھر جانے سے۔ میں اس کو دوا پلاتا ہوں خون جاری ہو جاتا ہے۔ کیا ایک دن اس سے مجامعت جائز ہے درآنحالیکہ میں نہیں جانتا کہ وہ اس مجامعت سے حاملہ ہوئی یا غیر سے۔ فرمایا ایسا نہ کر، میں نے کہا اس کا خون ایک ماہ رکا رہا۔ اگر یہ حمل کی وجہ سے رکا ہے تو میرا نطفہ اس شخص کے نطفہ کی طرح ہوگا جو بیکار اس کو ڈالتا ہے۔ حضرت نے فرمایا نطفہ جب رحم میں جاتا ہے تو ضروری نہیں کہ بچہ اس سے پیدا ہی ہو۔ اس کو دوا نہ دو جب اس کا حیض ایک ماہ تک رکا رہے اور اس کے ایام گزر جائیں (تب مجامعت کرو)۔ (حسن)

۶۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا جس نے سمجھ والی کنیز خریدی ہو اور اس کے پاس آکر حائض نہ ہو۔ یہاں تک کہ چھ ماہ گزر جائیں اور اسے حمل بھی نہ ہو تو کیا کرے فرمایا اگر اس کی مثل، یعنی ہم سن عورتیں اس عمر میں حائض ہوتی ہیں اور وہ کبیر السن بھی نہیں۔ تو یہ اس کے لئے عیب ہے جس کی وجہ سے اس کو رد کیا جائے۔

باب ۲۲

زن حائض کا خضاب

۱۔ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا بحالت حیض عورت خضاب لگا سکتی ہے فرمایا ہاں

باب ۲۳

حائض کا کپڑے دھونا

۱۔ میں نے پوچھا کیا حائض وہ کپڑے دھوئے جو بحالت حیض پہنے تھی فرمایا جہاں حیض کا خون لگا ہو وہ دھوئے باقی چھوڑ دے۔ میں نے کہا ان کپڑوں میں تو اس کا پسینہ ہے۔ فرمایا پسینہ حیض نہیں۔

۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ان کے باپ کی کنیز نے کہا میں آپ پر فدا ہوں۔ ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں مگر شرم آتی ہے فرمایا شرم نہ کرو اور پوچھو۔ اس نے کہا میرے کپڑوں پر حیض کا خون تھا میں نے اسے دھو ڈالا لیکن اس کا داغ گیا نہیں فرمایا مشق (گیرو) میں رنگو تاکہ اس میں یا تو مل جائے یا دور ہو جائے۔

باب ۲۴

حائض کا پانی ڈالنا اور سجادہ اٹھانا

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حائض عورت مرد پر نہاتے وقت پانی ڈال سکتی ہے۔ فرمایا، آنحضرتؐ کی ایک بی بی بحالت حیض آپ پر پانی ڈالتی تھیں۔

[بسم الله الرّحمن الرّحيم]

﴿كتاب الجنائز﴾

﴿باب﴾

☆(علل الموت وأن المؤمن يموت بكل ميتة)☆

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضّال ، عمّن حدّثه ، عن سعد بن طريف ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان النّاس يعتبطون اعتباطاً فلمّا كان زمان إبراهيم عليه السلام قال : يا ربّ اجعل للموت علّة يؤجر بها الميّت ويسلّي بها عن المصاب ، قال : فأنزل الله عزّ وجلّ الموم وهو البرسام ثمّ أنزل بعده الدّاء .

٢ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن فضّال ، عن عاصم بن حميد ، عن سعد بن طريف ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان النّاس يعتبطون اعتباطاً ، فقال إبراهيم عليه السلام : يا ربّ لو جعلت للموت علّة يعرف بها ويسلّى عن المصاب فأنزل الله عزّ وجلّ الموم وهو البرسام ثمّ أنزل الدّاء بعده .

٣ - محمّد ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن سعدان ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : الحمّى رائد الموت وهو سجن الله في الأرض وهو حظّ المؤمن من النّار .

٤ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضّال ، عن محمّد بن الحصين ، عن محمّد بن الفضيل ، عن عبدالرّحمن بن يزيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : مات داود النّبيّ عليه السلام يوم السّبت مفجوءاً فأظلّته الطّير بأجنحتها ومات موسى كليم الله عليه السلام في التيه فصاح صائح من السّماء مات موسى عليه السلام وأيّ نفس لا تموت ؟ .

٥ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، والحسن ابن محبوب ، عن أبي جميلة ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : إنّ موت الفجأة تخفيف عن المؤمن وأخذة أسف عن الكافر .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد أو غيره ، عن عليّ بن حديد ، عن الرّضا قال : أكثر من يموت من موالينا بالبطن الذّريع .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن موسى بن الحسن ، عن الهيثم بن أبي مسروق ، عن شيخ من أصحابنا يكنّى بأبي عبدالله ، عن رجل ، عن أبي عبدالله قال : قال رسول الله : الحمّى رائد الموت وسجن الله تعالى في أرضه وفورها من جهنّم وهي حظّ كلّ مؤمن من النّار .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان ، عن معاوية بن عمّار ، عن ناجية قال : قال أبو جعفر : إنّ المؤمن يبتلي بكلّ بليّة ويموت بكلّ ميتة إلّا أنّه لا يقتل نفسه .

٩ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد ، عن وهيب بن حفص ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عن ميتة المؤمن ، فقال : يموت المؤمن بكلّ ميتة ، يموت غرقاً ويموت بالهدم ويبتلى بالسّبع ويموت بالصّاعقة ولا تصيب ذاكر الله تعالى .

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سنان ، عن عثمان النّوا ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله قال : إنّ الله عزّ وجلّ يبتلي المؤمن بكلّ بليّة ويميته بكلّ ميتة ولا يبتليه بذهاب عقله أما ترى أيّوب كيف سلّط إبليس على ماله و ولده و على أهله و على كلّ شيء منه ولم يسلّطه على عقله ، ترك له ما يوحّد الله عزّ وجلّ به .

باب

(ثواب المرض)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله قال : إنّ رسول الله رفع رأسه إلى السّماء فتبسّم فقيل له : يا رسول الله رأيناك رفعت رأسك إلى السّماء فتبسّمت ؟ قال : نعم عجبت لملكين هبطا من السّماء إلى الأرض يلتمسان عبداً مؤمناً صالحاً في مصلّى كان يصلّي فيه ليكتبا له عمله في يومه وليلته فلم يجداه في مصلّاه فعرجا إلى السّماء فقالا : ربّنا عبدك المؤمن فلان التمسناه في مصلّاه لنكتب له عمله ليومه وليلته فلم نصبه فوجدناه في حبالك فقال

الله عزّ وجلّ : اكتبا لعبدي مثل ما كان يعمله في صحّته من الخير في يومه وليلته ما دام في حبالي فإنّ عليّ أن أكتب له أجر ما كان يعمله في صحّته إذا حبسته عنه .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبيّ صلى الله عليه وآله : إنّ المسلم إذا غلبه ضعف الكبر أمر الله عزّ وجلّ الملك أن يكتب له في حاله تلك مثل ما كان يعمل وهو شابّ نشيط صحيح ومثل ذلك إذا مرض وكّل الله به ملكاً يكتب له في سقمه ما كان يعمل من الخير في صحّته حتّى يرفعه الله ويقبضه وكذلك الكافر إذا اشتغل بسقم في جسده كتب الله له ما كان يعمل من الشرّ في صحّته .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : يقول الله عزّ وجلّ للملك الموكّل بالمؤمن إذا مرض : اكتب له ما كنت تكتب له في صحّته فإنّي أنا الّذي صيّرته في حبالي .

٤ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن أبي الصباح قال : قال أبو جعفر عليه السلام : سهر ليلة من مرض أفضل من عبادة سنة .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن عبد الحميد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا صعد ملكا العبد المريض إلى السّماء عند كلّ مساء يقول الرّبّ تبارك وتعالى : ماذا كتبتما لعبدي في مرضه ؟ فيقولان : الشكاية ، فيقول : ما أنصفت عبدي أن حبسته في حبس من حبسي ثمّ أمنعه الشكاية ، فيقول : اكتبا لعبدي مثل ما كنتما تكتبان له من الخير في صحّته ولا تكتبا عليه سيّئة حتّى أطلقه من حبسي ، فإنّه في حبس من حبسي .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر ابن سويد ، عن درست ، عن زرارة ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سهر ليلة من مرض أو وجع أفضل وأعظم أجراً من عبادة سنة .

٧ ـ عنه ، عن أحمد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن درست قال : سمعت أبا إبراهيم عليه السلام يقول : إذا مرض المؤمن أوحى الله عزّ وجلّ إلى صاحب الشّمال لا تكتب على عبدي ما دام

ي حبسي ووثاقي ذنباً ويوحي إلى صاحب اليمين أن اكتب لعبدي ما كنت تكتبه في صحته من الحسنات .

٧ ـ أبو علي الأشعري ، عن محمد بن حسّان ، عن محمد بن علي ، عن محمد بن الفضيل ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : حمّى ليلة تعدل عبادة سنة وحمّى ليلتين

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن محبوب ، عن حفص بن غياث ، ابن حجّاج ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الجسد إذا لم يمرض أشر ولا خير في جسد لا يمرض أشر (١)

تعدل عبادة سنتين وحمّى ثلاث تعدل عبادة سبعين سنة ، قال : قلت : فإن لم يبلغ سبعين سنة؟ قال : فلأمّه وأبيه ، قال : قلت : فإن لم يبلغا ؟ قال : فلقرابته ، قال : قلت : فإن لم يبلغ قرابته؟ قال : فلجيرانه .

١٠ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن الحكم بن مسكين ، عن [illegible] بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حمّى ليلة كفّارة لما قبلها ولما بعدها .

«باب»

«آخر منه»

١ ـ أبو علي الأشعري ، عن محمد بن سالم ، عن أحمد بن النضر ، عن عمرو بن شمر عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : قال الله عزّ وجلّ : من مرض ثلاثاً فلم يشك إلى أحد من عوّاده أبدلته لحماً خيراً من لحمه ودماً خيراً من دمه ، فإن عافيته عافيته ولا ذنب له وإن قبضته قبضته إلى رحمتي .

٢ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بعض أصحابه ، عن أبي حمزة (١) ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال الله تبارك وتعالى : ما من عبد ابتليته ببلاء فلم يشك إلى عوّاده إلّا أبدلته لحماً خيراً من لحمه ودماً خيراً من دمه فإن قبضته قبضته إلى رحمتي وإن عاش عاش وليس له ذنب .

٣ ـ الحسين بن محمد ، عن عبدالله بن عامر ، عن علي بن مهزيار ، عن الحسن

ابن الفضل ، عن غالب بن عثمان ، عن بشير الدهان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال الله عز وجل : أيما عبد ابتليته ببلية فكتم ذلك من عواده ثلاثاً أبدلته لحماً خيراً من لحمه ودماً خيراً من دمه وبشراً خيراً من بشره ، فإن أبقيته أبقيته ولاذنب له وإن مات مات إلى رحمتي .

٤ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن علي الكندي ، عن أحمد بن الحسن الميثمي ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من مرض ليلة فقبلها بقبولها كتب الله عز وجل له عبادة ستين سنة ؛ قلت : ما معنى قبولها ؟ قال : لا يشكو ما أصابه فيها إلى أحد .

٥ ـ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن العرزمي ، عن أبيه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من اشتكى ليلة فقبلها بقبولها و أدى إلى الله شكرها كانت كعبادة ستين سنة ، قال : أبي فقلت له : ما قبولها قال : يصبر عليها ولا يخبر بما كان فيها فإذا أصبح حمدالله على ما كان .

٦ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : من مرض ثلاثة أيام فكتمه ولم يخبر به أحداً أبدل الله عز وجل له لحماً خيراً من لحمه ودماً خيراً من دمه وبشرة خيراً من بشرته وشعراً خيراً من شعره قال : قلت له : جعلت فداك و كيف يبدله ؟ قال : يبدله لحماً و دماً و شعراً و بشرة لم يذنب فيها .

«باب ٣»

(حد الشكاية)

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن حد الشكاية للمريض ، فقال : إن الرجل يقول : حممت اليوم وسهرت البارحة وقد صدق وليس هذا شكاية وإنما الشكوى أن يقول : قد ابتليت بما لم يبتل به أحد ، ويقول : لقد أصابني مالم يصب أحداً ، و ليس الشكوى أن يقول سهرت البارحة وحممت اليوم ونحو هذا .

﴿باب٤﴾

﴿المريض يؤذن به الناس﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن أبي ولّاد الحنّاط، عن عبدالله بن سنان قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: ينبغي للمريض منكم أن يؤذن إخوانه بمرضه فيعودونه فيؤجر فيهم ويؤجرون فيه، قال: فقيل له: نعم هم يؤجرون بممشاهم إليه فكيف يؤجر هو فيهم؟ قال: فقال: باكتسابه لهم الحسنات، فيؤجر فيهم فيكتب له بذلك عشر حسنات ويرفع له عشر درجات ويمحى بها عنه عشر سيّئات.

٢ (٣) محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد، عن القاسم بن محمّد، عن عبدالرحمن بن محمّد، عن سيف بن عميرة قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: إذا دخل أحدكم على أخيه عائداً له فليسأله يدعو له فإنّ دعاءه مثل دعاء الملائكة

﴿باب٥﴾

﴿في كم يعاد المريض، وقدر ما يجلس عنده وتمام العيادة﴾

١ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن أسباط، عن بعض أصحابه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا عيادة في وجع العين ولا تكون عيادة في أقلّ من ثلاثة أيّام فإذا وجبت فيوم ويوم لا فإذا طالت العلّة ترك المريض وعياله.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن عبدالله بن سنان عن أبي عبدالله عليه السلام قال: العيادة قدر فواق ناقة أو حلب ناقة

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن موسى بن الحسن، عن الفضل بن عامر أبي العبّاس، عن موسى بن القاسم قال: حدّثني أبوزيد قال: أخبرني مولى لجعفر بن محمّد عليهما السلام قال: مرض بعض مواليه فخرجنا إليه نعوده ونحن عدّة من موالي جعفر فاستقبلنا جعفر عليه السلام في بعض الطريق فقال: لنا أين تريدون؟ فقلنا: نريد فلاناً نعوده، فقال لنا: قفوا فوقفنا، فقال: مع أحدكم تفّاحة أو سفرجلة أو اُترجة أو لعقة من طيب أو قطعة من عود بخور؟ فقلنا ما معنا شيء من هذا، فقال: أما تعلمون أنّ المريض يستريح إلى كلّ ما

اُدخل به عليه .

٤ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سليمان ، عن موسى بن قادم ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تمام العيادة للمريض أن تضع يدك على ذراعه وتعجل القيام من عنده فإنَّ عيادة النوكى أشدُّ على المريض من وجعه

٥ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد ، عن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن أبي يحيى قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : تمام العيادة أن تضع يدك على المريض إذا دخلت عليه .

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ أمير المؤمنين صلوات الله عليه قال : إنَّ من أعظم العوَّاد أجراً عندالله عزَّ و جلَّ لمن إذا عاد أخاه خفّف الجلوس إلّا أن يكون المريض يحبُّ ذلك ويريده ويسأله ذلك ؛ وقال عليه السلام : من تمام العيادة أن يضع العائد إحدى يديه على الأخرى أو على جبهته

﴿باب ٥﴾

﴿ثواب عيادة المريض﴾

١ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن فضّال ، عن عليِّ بن عقبة ، عن ميسر قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : من عاد امرءاً مسلماً في مرضه صلّى عليه يومئذ سبعون ألف ملك إن كان صباحاً حتّى يمسوا و إن كان مساءاً حتّى يصبحوا مع أنَّ له خريفاً في الجنّة .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن فضّال ، عن عبدالله بن بكير ، عن فضيل بن يسار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من عاد مريضاً شيّعه سبعون ألف ملك يستغفرون له حتّى يرجع إلى منزله .

٣ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : أيّما مؤمن عاد مؤمناً خاض [في] الرَّحمة خوضاً فإذا جلس غمرته الرَّحمة فإذا انصرف وكّل الله به سبعين ألف ملك يستغفرون له ويسترحمون عليه ويقولون : طبت وطابت لك الجنّة إلى تلك السّاعة من غد . وكان له يا أبا حمزة خريف

في الجنّة ، قلت : وما الخريف جعلت فداك ؟ قال : زاوية في الجنّة يسير الرّاكب فيها أربعين عاماً .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن داود الرّقي ، عن رجل من أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أيّما مؤمن عاد مؤمناً في الله عزّ وجلّ في مرضه وكّل الله به ملكاً من العوّاد يعوده في قبره ويستغفر له إلى يوم القيامة .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن عبدالرّحمن بن أبي نجران عن صفوان الجمّال ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من عاد مريضاً من المسلمين وكّل الله به أبداً سبعين ألفاً من الملائكة يغشون رحله ويسبّحون فيه ويقدّسون ويهلّلون ويكبّرون إلى يوم القيامة نصف صلاتهم لعائد المريض .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن وهب بن عبد ربّه قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : أيّما مؤمن عاد مؤمناً مريضاً في مرضه حين يصبح شيّعه سبعون ألف ملك فإذا قعد غمرته الرّحمة واستغفروا الله عزّ وجلّ له حتّى يمسي وإن عاده مساءاً كان له مثل ذلك حتّى يصبح .

٧ (٩) محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن سنان ، عن أبي الجارود ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان فيما ناجى به موسى ربّه أن قال : يا ربّ ما بلغ من عيادة المريض من الأجر[1] ؟ فقال الله عزّ وجلّ : اُوكّل به ملكاً يعوده في قبره إلى محشره .

٨ (١٠) عليّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من عاد مريضاً ناداه مناد من السّماء باسمه يا فلان طبت وطاب [لك] ممشاك بثواب من الجنّة

«باب»

(تلقين الميت)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا حضرت الميّت قبل أن يموت فلقّنه شهادة أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له وأنّ محمّداً عبده ورسوله

٢ ـ عنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام ؛ وحفص بن البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام : قال : إنّكم تلقّنون موتاكم عند الموت لا إله إلّا الله ونحن نلقّن موتانا محمّد رسول الله صلى الله عليه وآله .

٣ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا أدركت الرّجل عند النّزع فلقّنه كلمات الفرج : « لا إله إلّا الله الحليم الكريم ، لا إله إلّا الله العليّ العظيم ؛ سبحان الله ربّ السماوات السّبع و ربّ الأرضين السّبع وما فيهنّ وما بينهنّ وما تحتهنّ وربّ العرش العظيم والحمدلله ربّ العالمين » قال فقال أبوجعفر عليه السلام : لو أدركت عكرمة عند الموت لنفعته ، فقيل لأبي عبدالله عليه السلام : بما ذا كان ينفعه ؟ قال : يلقّنه ما أنتم عليه .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر بن سويد عن داود بن سليمان الكوفيّ ، عن أبي بكر الحضرميّ قال : مرض رجل من أهل بيتي فأتيته عائداً ، فقلت له : يا ابن أخي إنّ لك عندي نصيحة أتقبلها ؟ فقال : نعم ، فقلت : قل : « أشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له » فشهد بذلك ، فقلت : إنّ هذا لا تنتفع به إلّا أن يكون منك على يقين ، فذكر أنّه منه على يقين ، فقلت : قل : « أشهد أنّ محمّداً عبده ورسوله » فشهد بذلك ، فقلت : إنّ هذا لا تنتفع به حتّى يكون منك على يقين ، فذكر أنّه منه على يقين ، فقلت : قل : « أشهد أنّ عليّاً وصيّه وهو الخليفة من بعده والإمام المفترض الطّاعة من بعده » فشهد بذلك ، فقلت له : إنّك لن تنتفع بذلك حتّى يكون منك على يقين ، فذكر أنّه منه على يقين ، ثمّ سمّيت الأئمة عليهم السلام رجلاً رجلاً فأقرّ بذلك ، وذكر أنّه على يقين فلم يلبث الرّجل أن توفّي فجزع أهله عليه جزعاً شديداً قال : فغبت عنهم ثمّ أتيتهم بعد ذلك فرأيت عزاءاً حسناً ، فقلت : كيف تجدونكم ؛ كيف عزاؤك أيّتها المرأة ؟ فقالت : والله لقد أصبنا بمصيبة عظيمة بوفاة فلان ـ رحمه الله ـ وكان ممّا سخا بنفسي لرؤيا رأيتها اللّيلة ، فقلت : وما تلك الرّؤيا ؟ قالت : رأيت فلاناً ـ تعني الميّت ـ حيّاً سليماً ، فقلت : فلان ؟ (٢) قال : نعم ، فقلت له : أما كنت متّ ؟ فقال : بلى ولكن نجوت بكلمات لقّنيها أبوبكر ولولا ذلك لكدت أهلك .

٥ - عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كنّا عنده و عنده حمران إذ دخل عليه مولى له فقال : جعلت فداك هذا عكرمة في الموت و كان يرى رأي الخوارج و كان منقطعاً إلى أبي جعفر عليه السلام فقال لنا أبو جعفر عليه السلام : أنظروني حتّى أرجع إليكم فقلنا : نعم ، فما لبث أن رجع فقال : أما إنّي لو أدركت عكرمة قبل أن تقع النّفس موقعها لعلّمته كلمات ينتفع بها ولكنّي أدركته وقد وقعت النّفس موقعها ، قلت : جعلت فداك و ماذاك الكلام ؟ قال : هو و الله ما أنتم عليه فلقّنوا موتاكم عند الموت شهادة أن لا إله إلّا الله والولاية .

وفي رواية أخرى قال : فلقّنه كلمات الفرج و الشهادتين و تسمّي له الإقرار بالأئمّة عليهم السلام واحداً بعد واحد حتّى ينقطع عنه الكلام .

٦ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ ، عن عبدالله بن ميمون القدّاح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان أمير المؤمنين عليه السلام إذا حضر أحداً من أهل بيته الموت قال له : قل : لا إله إلّا الله العليّ العظيم سبحان الله ربّ السماوات السبع و ربّ الأرضين السبع وما بينهما و ربّ العرش العظيم و الحمد لله ربّ العالمين فإذا قالها المريض قال : اذهب فليس عليك بأس .

٧ - سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله بن الرحمن ، عن عبدالله بن القاسم ، عن أبي بكر الحضرميّ قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : والله لو أنّ عابد وثن وصف ما تصفون عند خروج نفسه ما طعمت النّار من جسده شيئاً أبداً .

٨ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله دخل على رجل من بني هاشم و هو يقضي فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله : قل : « لا إله إلّا الله العليّ العظيم ، لا إله إلّا الله الحليم الكريم ، سبحان الله ربّ السماوات السبع وربّ الأرضين السبع وما بينهنّ وربّ العرش العظيم والحمد لله ربّ العالمين » فقالها ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : الحمد لله الّذي استنقذه من النّار .

۹ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عبد الرّحمن بن أبي هاشم ، عن سالم بن أبي سلمة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حضر رجلاً الموت فقيل : يارسول الله إنّ فلاناً قدحضره الموت فنهض رسول الله صلى الله عليه وآله ومعه اُناس من أصحابه حتّى أتاه و هو مغمى عليه ، قال : فقال : ياملك الموت كفّ عن الرّجل حتّى أسأله فأفاق الرّجل ، فقال النبيّ صلى الله عليه وآله : مارأيت ؟ قال رأيت بياضاً كثيراً وسواداً كثيراً(١) قال : فأيّهما كان أقرب إليك ؟ فقال : السواد ، فقال النبيّ صلى الله عليه وآله : قل : « اللّهمّ اغفر لي الكثير من معاصيك و اقبل منّي اليسير من طاعتك » فقاله ، ثمّ اُغمي عليه ، فقال : ياملك الموت خفّف عنه حتّى أسأله ، فأفاق الرّجل ، فقال : مارأيت ؟ قال : رأيت بياضاً كثيراً وسواداً كثيراً ، قال : فأيّهما كان أقرب إليك ؟ فقال : البياض ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : غفر الله لصاحبكم قال : فقال أبو عبدالله عليه السلام : إذا حضرتم ميّتاً فقولوا له هذا الكلام ليقوله .

«باب»

(اذا عسر على الميت الموت و اشتد عليه النزع)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان ، عن ذريح قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : قال عليّ بن الحسين عليهما السلام : إنّ أبا سعيد الخدريّ كان من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وكان مستقيماً فنزع ثلاثة أيّام فغسّله أهله ثمّ حمل إلى مصلاه فمات فيه .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر بن سويد عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا عسر على الميّت موته ونزعه قرّب إلى مصلاه الّذي كان يصلّي فيه .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : إذا اشتدّت عليه النّزع فضعه في مصلاه الّذي كان يصلّي فيه أو عليه .

٤ ـ الحسين بن محمد ، عن معلّى بن محمد ، عن الوشّاء ، عن أبان ، عن ليث المرادي عن أبي عبدالله عليه السلام : قال : قال : إنّ أبا سعيد الخدريّ قد رزقه الله هذا الرّأي وإنّه قد اشتدّ نزعه فقال : احملوني إلى مصلاّي فحملوه فلم يلبث أن هلك.

٥ ـ محمد بن يحيى ، عن موسى بن الحسن ، عن سليمان الجعفريّ قال : رأيت أبا الحسن يقول لابنه القاسم : قم يا بنيّ فاقرأ عند رأس أخيك « والصّافّات صفّاً » حتّى تستتمّها ، فقرأ فلمّا بلغ « أهم أشدّ خلقاً أم من خلقنا » قضى الفتى فلمّا سجّي وخرجوا أقبل عليه يعقوب بن جعفر فقال له : كنّا نعهد الميّت إذا نزل به يقرأ عنده « يس والقرآن الحكيم » وصرت تأمرنا بالصافّات ، فقال : يا بنيّ لم يقرأ عبد مكروب من موت قطّ إلاّ عجّل الله راحته .

﴿ باب ﴾

﴿ توجيه الميت الى القبلة ﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم الشّعيريّ ؛ وغير واحد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال في توجيه الميّت : تستقبل بوجهه القبلة و تجعل قدميه ممّا يلي القبلة .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن سليمان ابن خالد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إذا مات لأحدكم ميّت فسجّوه تجاه القبلة وكذلك إذا غسّل يحفر له موضع المغتسل تجاه القبلة فيكون مستقبلاً بباطن قدميه ووجهه إلى القبلة .

٣ ـ حميد بن زياد عن الحسن بن محمد ، عن محمد بن أبي حمزة ، عن معاوية بن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الميّت ، فقال : استقبل بباطن قدميه القبلة .

﴿باب﴾

۞(أن المؤمن لا يكره على قبض روحه)۞

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن أبي محمّد الأنصاريّ ـ قال: و كان خيراً ـ قال: حدَّثني أبواليقظان عمّار الأسديّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لو أنَّ مؤمناً أقسم على ربّه أن لا يميته ما أماته أبداً ولكن إذا كان ذلك أو إذا حضر أجله بعث الله عزَّ وجلَّ إليه ريحين: ريحاً يقال لها: المنسية و ريحاً يقال لها: المسخّية، فأمّا المنسية فإنّها تنسيه أهله وماله وأمّا المسخّية فإنّها تسخّي نفسه عن الدُّنيا حتّى يختار ماعندالله.

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن سليمان، عن أبيه، عن سدير الصّيرفيّ قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: جعلت فداك يا ابن رسول الله هل يكره المؤمن على قبض روحه قال: لا والله إنّه إذا أتاه ملك الموت لقبض روحه جزع عند ذلك فيقول له ملك الموت: ياوليَّ الله لاتجزع فوالّذي بعث محمّداً صلى الله عليه وآله لأنا أبرُّ بك وأشفق عليك من والد رحيم لو حضرك، افتح عينك فانظر قال: ويمثّل له رسول الله صلى الله عليه وآله وأمير المؤمنين وفاطمة والحسن والحسين والأئمّة من ذرّيّتهم عليهم السلام فيقال له: هذا رسول الله وأمير المؤمنين وفاطمة و الحسن و الحسين و الأئمّة عليهم السلام رفقاؤك، قال: فيفتح عينه فينظر فينادي روحه مناد من قبل ربِّ العزَّة فيقول: «يا أيّتها النّفس المطمئنّة (إلى محمّد وأهل بيته) إرجعي إلى ربّك راضية (بالولاية) مرضيّة (بالثّواب) فادخلي في عبادي (يعني محمّداً و أهل بيته) و ادخلي جنّتي» فما شيء أحبُّ إليه من استلال روحه و اللّحوق بالمنادي.

﴿باب﴾

۞(مايعاين المؤمن والكافر)۞

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن ابن فضّال، عن عليِّ بن عقبة، عن أبيه قال: قال لي أبو عبدالله عليه السلام: يا عقبة لايقبل الله من العباد يوم القيامة إلّا

هذا الأمر الّذي أنتم عليه وما بين أحدكم وبين أن يرى ما تقرّ به عينه إلّا أن تبلغ نفسه إلى هذه ثمّ أهوى بيده إلى الوريد ثمّ اتّكأ وكان معي المعلّى فغمزني أن أسأله فقلت : يا ابن رسول الله فإذا بلغت نفسه هذه أيّ شيء يرى ؟ فقلت له بضع عشرة مرّة : أيّ شيء ؟ فقال في كلّها : يرى ولا يزيد عليها ، ثمّ جلس في آخرها فقال : يا عقبة ؛ فقلت : لبّيك وسعديك ، فقال : أبيت إلّا أن تعلم ؟ فقلت : نعم يا ابن رسول الله إنّما ديني مع دينك فإذا ذهب ديني كان ذلك كيف لي بك يا ابن رسول الله كلّ ساعة و بكيت فرقّ لي ؟ فقال : يراهما والله ، فقلت : بأبي وأمّي من هما ؟ قال : ذلك رسول الله صلّى الله عليه وآله وعليّ عليه السلام ، يا عقبة لن تموت نفس مؤمنة أبداً حتّى تراهما ، قلت : فإذا نظر إليهما المؤمن أيرجع إلى الدّنيا ؟ فقال : لا ، يمضي أمامه إذا نظر إليهما مضى أمامه فقلت له : يقولان شيئاً ؟ قال : نعم يدخلان جميعاً على المؤمن فيجلس رسول الله صلّى الله عليه وآله عند رأسه وعليّ عليه السلام عند رجليه فيكبّ عليه رسول الله صلّى الله عليه وآله فيقول : يا وليّ الله أبشر أنا رسول الله إنّي خير لك ممّا تركت من الدّنيا ثمّ ينهض رسول الله صلّى الله عليه وآله فيقوم عليّ عليه السلام حتّى يكبّ عليه ، فيقول : يا وليّ الله أبشر أنا عليّ بن أبي طالب الّذي كنت تحبّه أما لأنفعنّك . ثمّ قال : إنّ هذا في كتاب الله عزّ وجلّ ، قلت : أين جعلني الله فداك هذا من كتاب الله ؟ قال : في يونس قول الله عزّ وجلّ ههنا : « الّذين آمنوا وكانوا يتّقون لهم البشرى في الحيوة الدّنيا وفي الآخرة لا تبديل لكلمات الله ذلك هو الفوز العظيم »

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن خالد بن عمارة ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا حيل بينه وبين الكلام أتاه رسول الله صلّى الله عليه وآله ومن شاء الله فجلس رسول الله صلّى الله عليه وآله عن يمينه والآخر عن يساره فيقول له رسول الله صلّى الله عليه وآله : أمّا ما كنت ترجو فهو ذا أمامك وأمّا ما كنت تخاف منه فقد أمنت منه ، ثمّ يفتح له باب إلى الجنّة فيقول : هذا منزلك من الجنّة فإن شئت رددناك إلى الدّنيا ولك فيها ذهب وفضّة ، فيقول : لا حاجة لي في الدّنيا فعند ذلك يبيضّ لونه ويرشح جبينه وتقلّص شفتاه وتنتشر منخراه وتدمع عينه اليسرى فأيّ هذه العلامات رأيت فاكتف

بها فإذا خرجت النّفس من الجسد فيعرض عليها كما عرض عليه و هي في الجسد فتختار الآخرة فتغسّله فيمن يغسّله وتقلّبه فيمن يقلّبه فإذا أدرج في أكفانه ووضع على سريره خرجت روحه تمشي بين أيدي القوم قُدماً وتلقاه أرواح المؤمنين يسلّمون عليه ويبشّرونه بما أعدّ الله له جلّ ثناؤه من النعيم فإذا وضع في قبره ردّ إليه الرّوح إلى وركيه ثمّ يسأل عمّا يعلم فإذا جاء بما يعلم فتح له ذلك الباب الّذي أراه رسول الله صلى الله عليه وآله فيدخل عليه من نورها وضوئها وبردها وطيب ريحها.

قال: قلت: جعلت فداك فأين ضغطة القبر؟ فقال: هيهات ما على المؤمنين منها شيء والله إنّ هذه الأرض لتفتخر على هذه، فيقول: وطأ على ظهري مؤمن ولم يطأ على ظهرك مؤمن و تقول له الأرض: والله لقد كنت اُحبّك و أنت تمشي على ظهري فأمّا إذا ولّيتك فستعلم ماذا أصنع بك، فتفسح له مدّ بصره.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن ابن فضّال، عن يونس بن يعقوب، عن سعيد بن يسار أنّه حضر أحد ابني سابور وكان لهما فضل و ورع و إخبات، مرض أحدهما وما أحسبه إلاّ زكريّا بن سابور قال: فحضرته عند موته فبسط يده ثمّ قال: ابيضّت يدي يا عليّ، قال: فدخلت على أبي عبدالله عليه السلام و عنده محمّد بن مسلم قال: فلمّا قمت من عنده ظننت أنّ محمّداً يخبره بخبر الرّجل فأتبعني برسول فرجعت إليه فقال: أخبرني عن هذا الرّجل الّذي حضرته عند الموت أيّ شيء سمعته يقول؟ قال: قلت بسط يده ثمّ قال: ابيضّت يدي يا عليّ، فقال أبو عبدالله عليه السلام: والله رآه، والله رآه، والله رآه.

٤ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن عمّار بن مروان قال: حدّثني من سمع أبا عبدالله عليه السلام يقول: منكم والله يقبل ولكم و الله يغفر، إنّه ليس بين أحدكم وبين أن يغتبط ويرى السّرور وقرّة العين إلاّ أن تبلغ نفسه ههنا ـ و أومأ بيده إلى حلقه ـ ثمّ قال: إنّه إذا كان ذلك واحتضر حضره رسول الله صلى الله عليه وآله و عليّ عليه السلام وجبرئيل وملك الموت عليه السلام فيدنو منه عليّ عليه السلام فيقول: يا رسول الله إنّ هذا كان يحبّنا أهل البيت فأحبّه، ويقول رسول الله صلى الله عليه وآله: يا جبرئيل إنّ هذا كان يحبّ الله

ورسوله وأهل بيت رسوله فأحبّه ويقول جبرئيل لملك الموت : إنّ هذا كان يحبّ الله ورسوله وأهل بيت رسوله فأحبّه وأرفق به ، فيدنو منه ملك الموت ، فيقول : يا عبدالله أخذت فكاك رقبتك أخذت أمان براءتك تمسّكت بالعصمة الكبرى في الحياة الدّنيا ؟ قال : فيوفّقه الله عزّ وجلّ فيقول : نعم فيقول : وما ذلك ؟ فيقول : ولاية عليّ بن أبي طالب عليه السلام ، فيقول : صدقت أمّا الّذي كنت تحذره فقد آمنك الله منه وأمّا الّذي كنت ترجوه فقد أدركته ، أبشر بالسّلف الصالح مرافقة رسول الله صلى الله عليه وآله وعليّ وفاطمة عليهما السلام ثمّ يسلّ نفسه سلّاً رفيقاً.

ثمّ ينزل بكفنه من الجنّة وحنوطه من الجنّة بمسك أذفر ، فيكفّن بذلك الكفن ويحنّط بذلك الحنوط ثمّ يكسى حلّة صفراء من حلل الجنّة فإذا وضع في قبره فتح له باب من أبواب الجنّة يدخل عليه من روحها وريحانها ، ثمّ يفسح له عن أمامه مسيرة شهر وعن يمينه وعن يساره ، ثمّ يقال له : نم نومة العروس على فراشها أبشر بروح و ريحان وجنّة نعيم وربّ غير غضبان ، ثمّ يزور آل محمّد في جنان رضوى فيأكل معهم من طعامهم ويشرب من شرابهم و يتحدّث معهم في مجالسهم حتّى يقوم قائمنا أهل البيت فإذا قام قائمنا بعثهم الله فأقبلوا معه يلبّون زمراً زمراً فعند ذلك يرتاب المبطلون ويضمحلّ المحلّون وقليل ما يكونون ، هلكت المحاضير ونجى المقرّبون من أجل ذلك قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعليّ عليه السلام : أنت أخي وميعاد ما بيني و بينك وادي السّلام ، قال : وإذا احتضر الكافر حضره رسول الله صلى الله عليه وآله وعليّ عليه السلام و جبرئيل عليه السلام وملك الموت عليه السلام فيدنو منه عليّ عليه السلام فيقول : يارسول الله إنّ هذا كان يبغضنا أهل البيت فأبغضه ، ويقول رسول الله صلى الله عليه وآله : يا جبرئيل : إنّ هذا كان يبغض الله و رسوله وأهل بيت رسوله فأبغضه ، فيقول جبرئيل : يا ملك الموت إنّ هذا كان يبغض الله و رسوله وأهل بيت رسوله فأبغضه واعنف عليه ، فيدنو منه ملك الموت فيقول : يا عبدالله أخذت فكاك رهانك ، أخذت أمان براءتك تمسّكت بالعصمة الكبرى في الحياة الدّنيا فيقول : لا ، فيقول : أبشر ياعدوّ الله بسخط الله عزّ و جلّ و عذابه والنّار ، أمّا الّذي كنت تحذره فقد نزل بك ، ثمّ يسلّ نفسه سلّاً عنيفاً ، ثمّ يوكّل بروحه ثلاثمائة شيطان كلّهم يبزق في وجهه ويتأذّى بروحه ، فإذا وضع في قبره فتح له باب من أبواب النّار

فيدخل عليه من قبحها ولهبها .

محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى الحلبيّ ، عن ابن مسكان ، عن عبد الرّحيم قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : حدّثني صالح بن ميثم ، عن عَباية الأسديّ أنّه سمع عليّاً عليه السلام يقول : والله لا يبغضني عبد أبداً يموت على بغضي إلّا رآني عند موته حيث يكره ولا يحبّني عبد أبداً فيموت على حبّي إلّا رآني عند موته حيث يحبّ . فقال أبو جعفر عليه السلام : نعم ورسول الله صلى الله عليه وآله باليمين .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن معاوية بن وهب ، عن يحيى بن سابور قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول في الميّت : تدمع عينه عند الموت ، فقال : ذاك عند معاينة رسول الله صلى الله عليه وآله فيرى ما يسرّه ثمّ قال : أما ترى الرّجل يرى ما يسرّه وما يحبّ فتدمع عينه لذلك ويضحك .

٧ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد الكنديّ ، عن غير واحد ، عن ابان بن عثمان ، عن عامر بن عبدالله بن جذاعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : إنّ النفس إذا وقعت في الحلق أتاه ملك فقال له : ياهذا ـ أو يافلان ـ أمّا ما كنت ترجو فأيس منه وهو الرجوع إلى الدّنيا وأمّا ما كنت تخاف فقد أمنت منه .

٨ ـ أبان بن عثمان ، عن عقبة أنّه سمع أبا عبد الله عليه السلام يقول : إنّ الرّجل إذا وقعت نفسه في صدره يرى ، قلت : جعلت فداك وما يرى ؟ قال : يرى رسول الله صلى الله عليه وآله فيقول له رسول الله صلى الله عليه وآله : أنا رسول الله أبشر ثمّ يرى عليّ بن أبي طالب عليه السلام فيقول : أنا عليّ بن أبي طالب الّذي كنت تحبّه تحبّ أن أنفعك اليوم ، قال : قلت له : أيكون أحدٌ من النّاس يرى هذا ثمّ يرجع إلى الدّنيا ؟ قال : قال : لا ، إذا رأى هذا أبداً مات وأعظم ذلك ، قال : وذلك في القرآن قول الله عزّ وجلّ : « الّذين آمنوا وكانوا يتّقون لهم البشرى في الحيوة الدّنيا وفي الآخرة لا تبديل لكلمات الله » .

٩ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن عبد العزيز العبديّ ، عن ابن أبي يعفور قال : كان خطّاب الجهنيّ خليطاً لنا وكان شديد النّصب لآل محمّد عليهم السلام وكان يصحب نجدة الحروريّة قال : فدخلت عليه أعوده للخلطة والتقيّة

فإذا هو مغمى عليه في حدّ الموت فسمعته يقول : مالي ولك يا عليّ ، فأخبرت بذلك أباعبدالله عليه السلام فقال أبوعبدالله عليه السلام : رآه وربّ الكعبة رآه وربّ الكعبة .

۱۴ ـ ۱۰ ـ سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن حمّاد بن عثمان ، عن عبدالحميد بن عوّاض قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إذا بلغت نفس أحدكم هذه قيل له : أمّا ماكنت تحذر من همّ الدّنيا وحزنها فقد أمنت منه و يقال له : رسول الله صلى الله عليه وآله وعليّ عليه السلام و فاطمة عليها السلام أمامك

۱۵ ـ ۱۱ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن عليّ ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي حمزة قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : إنّ آية المؤمن إذا حضره الموت يبياضّ وجهه أشدّ من بياض لونه ويرشح جبينه ويسيل من عينيه كهيئة الدموع فيكون ذلك خروج نفسه ، وإنّ الكافر تخرج نفسه سلّاً من شدقه كزبد البعير أو كما تخرج نفس البعير .

۱۶ ـ ۱۲ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ؛ والحسين بن سعيد جميعاً عن القاسم بن محمّد ، عن عبدالصمد بن بشير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : أصلحك الله من أحبّ لقاء الله أحبّ الله لقاءه و من أبغض لقاء الله أبغض الله لقاءه ؟ قال : نعم ، قلت : فوالله إنّا لنكره الموت ، فقال : ليس ذلك حيث تذهب إنّما ذلك عند المعاينة إذا رأى ما يحبّ فليس شيء أحبّ إليه من أن يتقدّم والله تعالى يحبّ لقاءه وهو يحبّ لقاء الله حينئذ وإذا رأى ما يكره فليس شيء أبغض إليه من لقاء الله والله يبغض لقاءه .

۱۷ ـ ۱۳ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن أبي المستهل ، عن محمّد بن حنظلة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : جعلت فداك حديث سمعته من بعض شيعتك ومواليك يرويه عن أبيك قال : وماهو ؟ قلت : زعموا أنّه كان يقول : أغبط مايكون امرءٌ بما نحن عليه إذا كانت النفس في هذه ، فقال : نعم إذا كان ذلك أتاه نبيّ الله وأتاه عليّ وأتاه جبرئيل وأتاه ملك الموت عليه السلام فيقول : ذلك الملك لعليّ عليه السلام يا عليّ إنّ فلاناً كان موالياً لك ولأهل بيتك ، فيقول : نعم كان يتولّانا

ويتبرّء من عدوّنا فيقول ذلك نبيّ الله لجبرئيل فيرفع ذلك جبرئيل إلى الله عزّ وجلّ .

١٣ ١٤ - وعنه ، عن صفوان ، عن جارود بن المنذر قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إذا بلغت نفس أحدكم هذه - وأومأ بيده إلى حلقه - قرّت عينه .

١٤ ١٥ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر ابن سويد ، عن يحيى الحلبيّ ، عن سليمان بن داود ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام قوله : عزّ وجلّ : «فلولا إذا بلغت الحلقوم - إلى قوله - إن كنتم صادقين» فقال : إنّها إذا بلغت الحلقوم ثمّ اُري منزله من الجنّة فيقول : ردّوني إلى الدّنيا حتّى اُخبر أهلي بما أرى ، فيقال له : ليس إلى ذلك سبيل .

١٥ ١٦ - سهل بن زياد ، عن غير واحد من أصحابنا قال : قال : إذا رأيت الميّت قد شخص ببصره و سالت عينه اليسرى ورشح جبينه وتقلّصت شفتاه و انتشرت منخراه فأيّ شيء رأيت من ذلك فحسبك بها .

وفي رواية اُخرى و إذا ضحك أيضاً فهو من الدّلالة ، قال : وإذا رأيته قد خمص وجهه وسالت عينه اليمنى فاعلم أنّه[٢] .

«باب ٣»

«اخراج روح المؤمن والكافر»

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن إدريس القمي قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إنّ الله عزّ و جلّ يأمر ملك الموت فيردّ نفس المؤمن ليهوّن عليه و يخرجها من أحسن وجهها فيقول النّاس : لقد شدّد على فلان الموت وذلك تهوين من الله عزّ وجلّ عليه ، وقال : يصرف عنه إذا كان ممّن سخط الله عليه أو ممّن أبغض الله أمره أن يجذب الجذبة الّتي بلغتكم بمثل السفّود من الصوف المبلول فيقول النّاس : لقد هوّن الله على فلان الموت .

٢ - عنه ، عن يونس ، عن الهيثم بن واقد ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : دخل رسول الله صلّى الله عليه وآله على رجل من أصحابه وهو يجود بنفسه فقال : يا ملك الموت ارفق بصاحبي فإنّه مؤمن ، فقال : أبشر يا محمّد فإنّي بكلّ مؤمن رفيق ، و اعلم يا محمّد

أنّي أقبض روح ابن آدم فيجزع أهله فأقوم في ناحية من دارهم فأقول : ما هذا الجزع فوالله ما تعجّلناه قبل أجله وما كان لنا في قبضه من ذنب فإن تحتسبوا و تصبروا تؤجروا وإن تجزعوا تأثموا وتوزروا ، و اعلموا أنّ لنا فيكم عودة ثمّ عودة فالحذر الحذر إنّه ليس في شرقها ولا في غربها أهل بيت مدر ولا وبر إلّا وأنا أتصفّحهم في كلّ يوم خمس مرّات ولأنا أعلم بصغيرهم و كبيرهم منهم بأنفسهم ولو أردت قبض روح بعوضة ما قدرت عليها حتّى يأمرني ربّي بها ، فقال رسول الله صلّى الله عليه وآله : إنّما يتصفّحهم في مواقيت الصّلاة فإن كان ممّن يواظب عليها عند مواقيتها لقّنه شهادة أن لا إله إلّا الله وأنّ محمّداً رسول الله ونحّى عنه ملك الموت إبليس .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : حضر رسول الله صلّى الله عليه وآله رجلاً من الأنصار وكانت له حالة حسنة عند رسول الله صلّى الله عليه وآله فحضره عند موته فنظر إلى ملك الموت عند رأسه فقال له رسول الله صلّى الله عليه وآله : ارفق بصاحبي فإنّه مؤمن ، فقال له ملك الموت : يا محمّد طب نفساً وقرّ عيناً فإنّي بكلّ مؤمن رفيق شفيق ، و اعلم يا محمّد أنّي لأحضر ابن آدم عند قبض روحه فإذا قبضته صرخ صارخ من أهله عند ذلك فأتنحّى في جانب الدّار ومعي روحه فأقول لهم : والله ما ظلمناه ولا سبقنا به أجله ولا استعجلنا به قدره وما كان لنا في قبض روحه من ذنب ، فإن ترضوا بما صنع الله به وتصبروا تؤجروا وتحمدوا و إن تجزعوا وتسخطوا تأثموا و توزروا و ما لكم عندنا من عتبى و إنّ لنا عندكم أيضاً لبقيّة وعودة فالحذر الحذر ، فما من أهل بيت مدر ولا شعر في برّ ولا بحر إلّا و أنا أتصفّحهم في كلّ يوم خمس مرّات عند مواقيت الصّلاة حتّى لأنا أعلم منهم بأنفسهم ولو أنّي يا محمّد أردت قبض نفس بعوضة ما قدرت على قبضها حتّى يكون الله عزّ وجلّ هو الآمر بقبضها وإنّي لملقّن المؤمن عند موته شهادة أن لا إله إلّا الله و أنّ محمّداً رسول الله صلّى الله عليه وآله .

«باب ۱۳»

❁(تعجيل الدفن)❁

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن سالم ، عن أحمد بن النضر ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : يامعشر النّاس لا ألفين رجلاً مات له ميّت فانتظر به الصّبح ولا رجلاً مات له ميّت نهاراً فانتظر به اللّيل ، لا تنتظروا بموتاكم طلوع الشّمس ولا غروبها ، عجّلوا بهم إلى مضاجعهم يرحمكم الله ، فقال النّاس : وأنت يارسول الله يرحمك الله

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن العبّاس بن معروف ، عن اليعقوبي عن موسى بن عيسى ، عن محمّد بن ميسر ، عن هارون بن الجهم ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إذا مات الميّت أوّل النهار فلايقيل إلّا في قبره

«باب ۱۴ نادر»

١ ـ عليّ بن محمّد ، عن صالح بن أبي حمّاد ؛ و الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد جميعاً ، عن الوشّاء ، عن أحمد بن عائذ ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس من ميّت يموت ويترك وحده إلّا لعب به الشيطان في جوفه

«باب ۱۵»

❁(الحائض تمرّض المريض)❁

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : المرأة تقعد عند رأس المريض وهي حائض في حدّ الموت ؟ فقال : لابأس أن تمرّضه فإذا خافوا عليه و قرب ذلك فلتتنحّ عنه وعن قربه فإنّ الملائكة تتأذّى بذلك

عليه الماء واضربه بيدك حتّى ترتفع رغوته واعزل الرّغوة في شيء، وصبّ الآخر في الإجّانة الّتي فيها الماء ثمّ اغسل يديه ثلاث مرّات كما يغتسل الإنسان من الجنابة إلى نصف الذّراع، ثمّ اغسل فرجه ونقّه ثمّ اغسل رأسه بالرّغوة و بالغ في ذلك و اجتهد أن لا يدخل الماء منخريه ومسامعه ثمّ اضجعه على جانبه الأيسر و صبّ الماء من نصف رأسه إلى قدميه ثلاث مرّات وادلك بدنه دلكاً رفيقاً وكذلك ظهره وبطنه ثمّ اضجعه على جانبه الأيمن وافعل به مثل ذلك ثمّ صبّ ذلك الماء من الإجّانة واغسل الإجّانة بماء قراح واغسل يديك إلى المرفقين ثمّ صبّ الماء في الآنية وألق فيه حبّات كافور وافعل به كما فعلت في المرّة الأولى، ابدأ بيديه ثمّ بفرجه وامسح بطنه مسحاً رفيقاً فان خرج شيء فأنقه ثمّ اغسل رأسه ثمّ اضجعه على جنبه الأيسر واغسل جنبه الأيمن و ظهره وبطنه ثمّ اضجعه على جنبه الأيمن و اغسل جنبه الأيسر كما فعلت أوّل مرّة ثمّ اغسل يديك إلى المرفقين والآنية وصبّ فيها الماء القراح واغسله بماء قراح كما غسّلته في المرّتين الأوّلتين ثمّ نشّفه بثوب طاهر واعمد إلى قطن فذرّ عليه شيئاً من حنوط وضعه على فرجه قبل ودبر واحش القطن في دبره لئلّا يخرج منه شيء وخذ خرقة طويلة عرضها شبر فشدّها من حقويه وضمّ فخذيه ضمّاً شديداً و لفّها في فخذيه، ثمّ أخرج رأسها من تحت رجليه إلى جانب الأيمن وأغرزها في الموضع الّذي لففت فيه الخرقة وتكون الخرقة طويلة تلفّ فخذيه من حقويه إلى ركبتيه لفّاً شديداً.

٦ - محمّد بن يحيى، عن العمركيّ بن عليّ، عن عليّ بن جعفر، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن الميّت هل يغسّل في الفضاء؟ قال: لا بأس وإن ستر بستر فهو أحبّ إليّ.

﴿ باب ﴾

﴿تحنيط الميت و تكفينه﴾

١ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن رجاله، عن يونس، عنهم عليهم السلام قال: في تحنيط الميّت وتكفينه قال: ابسط الحبرة بسطاً ثمّ ابسط عليها الإزار ثمّ ابسط القميص عليه و تردّ مقدّم القميص عليه ثمّ اعمد إلى كافور مسحوق فضعه على جبهته، وضع

سجوده وامسح بالكافور على جميع مفاصله من قرنه إلى قدميه و في رأسه و في عنقه ومنكبيه ومرافقه وفي كلّ مفصل من مفاصله من اليدين والرّجلين وفي وسط راحتيه ثمّ يحمل فيوضع على قميصه ويردّ مقدّم القميص عليه ويكون القميص غير مكفوف ولا مزرور ويجعل له قطعتين من جريد النخل رطباً قدر ذراع يجعل له واحدة بين ركبتيه نصف ممّا يلي الساق ونصف ممّا يلي الفخذ ويجعل الأخرى تحت إبطه الأيمن ولا يجعل في منخريه ولا في بصره ومسامعه ولا على وجهه قطناً ولا كافوراً ؛ ثمّ يعمّم يؤخذ وسط العمامة فيثنى على رأسه بالتدوير ثمّ يلقى فضل الشّق الأيمن على الأيسر والأيسر على الأيمن ثمّ يمدّ على صدره .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن مفضّل بن صالح ، عن زيد الشحّام قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن رسول الله صلى الله عليه وآله بم كفّن قال : في ثلاثة أثواب ثوبين صحاريّين وبرد حبرة .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كفّنت الميّت فذرّ على كلّ ثوب شيئاً من ذريرة و كافور .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أردت أن تحنّط الميّت فاعمد إلى الكافور فامسح به آثار السّجود منه ومفاصله كلّها ورأسه ولحيته و على صدره من الحنوط . و قال : حنوط الرّجل والمرأة سواء . وقال : وأكره أن يتبع بمجمرة .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عثمان ، عن حريز : عن زرارة ؛ ومحمّد بن مسلم قالا : قلنا لأبي جعفر عليه السلام : العمامة للميّت من الكفن ؟ قال : لا إنّما الكفن المفروض ثلاثة أثواب وثوب تامّ لا أقلّ منه يوارى جسده كلّه فما زاد فهو سنّة إلى أن يبلغ خمسة أثواب فما زاد فهو مبتدع ، و العمامة سنّة وقال : أمر النبيّ صلى الله عليه وآله بالعمامة وعمّم النبيّ صلى الله عليه وآله ، وبعث إلينا الشيخ الصّادق عليه السلام ونحن بالمدينة لمّا مات أبو عبيدة الحذّاء بدينار وأمرنا أن نشتري له حنوطاً وعمامة ففعلنا .

٦ ـ عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الميّت يكفّن في ثلاثة سوى العمامة والخرقة يشدّ بها وركيه لكيلا يبدو منه شيء ، والخرقة والعمامة لابدّ منهما وليستا من الكفن .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كتب أبي في وصيّته أن اُكفّنه في ثلاثة أثواب أحدها رداء له حبرة كان يصلّي فيه يوم الجمعة وثوب آخر وقميص ، فقلت لأبي : لم تكتب هذا ؟ فقال : أخاف أن يغلبك النّاس وأن قالوا : كفّنه في أربعة أو خمسة فلا تفعل وعمّمني بعمامة وليس تعدّ العمامة من الكفن إنّما يعدّ ما يلفّ به الجسد .

٨ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب الخزّاز ، عن عثمان النّوا قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي اُغسّل الموتى ، قال : وتحسن ؟ قلت : إنّي اُغسّل فقال : إذا غسّلت فارفق به ولا تغمزه ولا تمسّ مسامعه بكافور وإذا عمّمته فلا تعمّمه عمّة الأعرابي ، قلت : كيف أصنع ؟ قال : خذ العمامة من وسطها وانشرها على رأسه ثمّ ردّها إلى خلفه واطرح طرفيها على صدره .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن عبدالله بن سنان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام كيف أصنع بالكفن ؟ قال : تؤخذ خرقة فتشدّ بها على مقعدته ورجليه ، قلت : فالإزار ؟ قال : إنّها لا تعدّ شيئاً إنما تصنع ليضمّ ما هناك لئلاّ يخرج منه شيء وما يصنع من القطن أفضل منها ثمّ يخرق القميص إذا غسّل وينزع من رجليه ، قال : ثمّ الكفن قميص غير مزرور ولا مكفوف وعمامة يعصّب بها رأسه ويردّ فضلها على رجليه .

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن معاوية بن وهب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يكفّن الميّت في خمسة أثواب قميص لا يزرّ عليه وإزار وخرقة يعصّب بها وسطه وبرد يلفّ فيه وعمامة يعمّم بها ويلقى فضلها على صدره .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام في العمامة للميّت ؟ فقال : حنّكه .

١٢ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن غير واحد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الكافور هو الحنوط .

١٣ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن صالح بن السنديّ ، عن جعفر بن بشير عن داود بن سرحان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام [لي] في كفن أبي عبيدة الحذّاء : إنّما الحنوط الكافور ولكن اذهب فاصنع كما يصنع النّاس .

١٤ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن داود بن سرحان قال : مات أبو عبيدة الحذّاء وأنا بالمدينة فأرسل إليّ أبو عبدالله عليه السلام بدينار و قال : اشتر بهذا حنوطاً ، واعلم أنّ الحنوط هو الكافور ولكن اصنع كما يصنع النّاس ، قال : فلمّا مضيت أتبعني بدينار وقال : اشتر بهذا كافوراً .

١٥ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد الكنديّ ، عن أحمد بن الحسن الميثميّ عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الحنوط للميّت ، قال : اجعله في مساجده .

١٦ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ النبيّ صلّى الله عليه وآله نهى أن يوضع على النعش الحنوط .

(باب ١٨)

(تكفين المرأة)

١ - حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد الكنديّ ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام في كم تكفّن المرأة ؟ قال : تكفّن في خمسة أثواب أحدها الخمار .

٢ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بعض أصحابنا رفعه قال : سألته كيف تكفّن المرأة ، فقال : كما يكفّن الرّجل غير أنّها تشدّ على ثدييها خرقة تضمّ الثدي إلى الصدر و تشدّ على ظهرها ويصنع لها القطن أكثر ممّا يصنع للرّجال ويحشى القبل والدّبر بالقطن والحنوط ثمّ تشدّ عليها الخرقة شدّاً شديداً .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة ، عن قاسم بن يزيد ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر علیه السلام قال : يكفّن الرّجل في ثلاثة أثواب والمرأة إذا كانت عظيمة في خمسة درع ومنطق وخمار و لفّافتين .

«باب ١٩»

(كراهية تجمير الكفن وتسخين الماء)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله علیه السلام قال : لا يجمّر الكفن .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن عدّة من أصحابنا ، عن أبي عبدالله علیه السلام قال : لا يسخّن الماء للميّت ولا يعجّل له النّار ولا يحنّط بمسك .

٣ ـ أحمد بن محمّد الكوفيّ ، عن ابن جمهور ، عن أبيه ، عن محمّد بن سنان ، عن المفضّل ابن عمر قال : وحدّثنا عبدالله بن عبدالرحمن ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله علیه السلام قال : قال : أمير المؤمنين صلوات الله عليه لا تجمّروا الأكفان ولا تمسحوا موتاكم بالطيب إلّا بالكافور ، فإنّ الميّت بمنزلة المحرم .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله علیه السلام أنّ النبيّ صلی الله علیه و آله نهى أن تتبع جنازة بمجمرة .

«باب ٢٠»

(ما يستحبّ من الثياب للكفن وما يكره)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله علیه السلام قال : أجيدوا أكفان موتاكم فإنّها زينتهم .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبي جميلة ، عن جابر ، عن أبي جعفر علیه السلام قال : قال رسول الله صلی الله علیه و آله : ليس من لباسكم شيء أحسن من البياض فألبسوه موتاكم .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن عمرو بن عثمان و غيره ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبيّ صلى الله عليه وآله ليس من لباسكم شيء أحسن من البياض فألبسوه وكفّنوا فيه موتاكم .

٥ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن بعض أصحابنا ، عن ابن فضّال ، عن مروان ، عن عبدالملك قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل اشترى من كسوة الكعبة شيئاً فقضى ببعضه حاجته وبقي بعضه في يده هل يصلح بيعه ؟ قال : يبيع ما أراد ويهب مالم يرد ، ويستنفع به ويطلب بركته ، قلت : أيكفّن به الميّت ؟ قال : لا .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عبد الرّحمن بن أبي هاشم ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تنوّقوا في الأكفان فإنّكم تبعثون بها .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عبد الرّحمن بن أبي هاشم ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الكتّان كان لبني إسرائيل يكفّنون به والقطن لأمّة محمّد صلى الله عليه وآله .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن عمرو بن سعيد ، عن يونس ابن يعقوب ، عن أبي الحسن الأوّل عليه السلام قال : سمعته يقول : إنّي كفّنت أبي في ثوبين شطويّين كان يحرم فيهما وفي قميص من قمصه وعمامة كانت لعليّ بن الحسين عليهما السلام وفي برد اشتريته بأربعين ديناراً لو كان اليوم لساوى أربعمائة دينار .

٩ ـ سهل بن زياد ، عن أيّوب بن نوح ، عمّن رواه ، عن أبي مريم الأنصاريّ ، عن أبي جعفر عليه السلام أنّ الحسن بن عليّ عليهما السلام كفّن اُسامة بن زيد ببرد أحمر حبرة و أنّ عليّاً عليه السلام كفّن سهل بن حنيف ببرد أحمر حبرة .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الكفن يكون برداً فإن لم يكن برداً فاجعله كلّه قطناً فإن لم تجد عمامة قطن فاجعل العمامة سابريّاً .

١١ ـ علي بن محمد، عن بعض أصحابه، عن الوشاء، عن الحسين بن المختار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا يكفّن الميّت بالسواد.

١٢ ـ محمد بن يحيى، عن محمد بن أحمد، عن محمد بن عيسى، عن الحسين بن راشد قال: سألته عن ثياب تعمل بالبصرة على عمل العصب اليماني من قزّ و قطن هل يصلح أن يكفّن فيها الموتى؟ قال: إذا كان القطن أكثر من القزّ فلا بأس.

﴿باب ٢١﴾

☆(حد الماء الذي يغسل به الميت والكافور)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن فضيل سكّرة قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: جعلت فداك هل للماء حدّ محدود؟ قال: إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال لعليّ صلوات الله عليه: إذا أنا متّ فاستق لي ستّ قرب من ماء بئر غرس فغسّلني وكفّنّي و حنّطني، فإذا فرغت من غسلي و كفني و تحنيطي فخذ بمجامع كفني وأجلسني ثمّ سلني عمّا شئت فوالله لا تسألني عن شيء إلّا أجبتك فيه.

٢ ـ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعليّ عليه السلام: يا علي إذا أنا متّ فغسّلني بسبع قرب من بئر غرس.

٣ ـ محمد بن يحيى قال: كتب محمد بن الحسن إلى أبي محمد عليه السلام في الماء الذي يغسل به الميّت كم حدّه؟ فوقّع عليه السلام: حدّ غسل الميّت يغسل حتّى يطهر إن شاء الله، قال: وكتب إليه هل يجوز أن يغسّل الميّت وماؤه الذي يصبّ عليه يدخل إلى بئر كنيف أو الرجل يتوضّأ وضوء الصلاة أن يصبّ ماء وضوئه في كنيف؟ فوقّع عليه السلام: يكون ذلك في بلاليع.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه رفعه قال : السّنة في الحنوط ثلاثة عشر درهماً وثلث أكثره ؛ وقال : إنّ جبرئيل عليه السلام نزل على رسول الله صلى الله عليه وآله بحنوط و كان وزنه أربعين درهماً فقسّمها رسول الله صلى الله عليه وآله ثلاثة أجزاء جزءٌ له و جزءٌ لعليّ وجزءٌ لفاطمة عليهم السلام .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نجران ، عن بعض أصحابه عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أقلّ ما يجزىء من الكافور للميّت مثقال .

﴿باب ٢٢﴾

﴿الجريدة﴾

١ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن الحسن بن زياد الصيقل عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يوضع للميّت جريدتان واحدة في اليمين و الأخرى في الأيسر ، قال : قال : الجريدة تنفع المؤمن والكافر .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع ، عن حنان ابن سدير ، عن يحيى بن عبادة المكّيّ قال : سمعت سفيان الثوري يسأله عن التخضير فقال : إنّ رجلاً من الأنصار هلك فأوذن رسول الله صلى الله عليه وآله بموته فقال لمن يليه من قرابته : خضّروا صاحبكم فما أقلّ المخضّرين ، قال : وما التخضير ؟ قال : جريدة خضراء توضع من أصل اليدين إلى الترقوة .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن رجل ، عن يحيى بن عبادة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تؤخذ جريدة رطبة قدر ذراع فتوضع ـ وأشار بيده ـ من عند ترقوته إلى يده تلفّ مع ثيابه ، قال : وقال الرّجل : لقيت أباعبدالله عليه السلام بعد فسألته عنه ، فقال : نعم قد حدّثت به يحيى بن عبادة .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : أرأيت الميّت إذا مات لم تجعل معه الجريدة ؟ قال : يتجافى عنه العذاب والحساب مادام العود رطباً ، قال : و العذاب كلّه في يوم واحد في ساعة

واحدة قدر مايدخل القبر ويرجع القوم وإنّما جعلت السعفتان لذلك فلا يصيبه عذاب ولا حساب بعد جفوفهما إن شاءالله .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج قال : قال : إنَّ الجريدة قدر شبر توضع واحدة من عند الترقوة إلى ما بلغت ممّا يلي الجلد و الأخرى في الأيسر من عند الترقوة إلى ما بلغت من فوق القميص .

٦ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن محمّد بن سماعة ، عن فضيل بن يسار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : توضع للميّت جريدتان واحدة في الأيمن والأخرى في الأيسر .

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن حريز ؛ و فضيل ؛ و عبدالرَّحمن بن أبي عبدالله قال : قيل لأبي عبدالله عليه السلام : لأيّ شيء توضع مع الميّت الجريدة ؟ قال : إنّه يتجافى عنه العذاب مادامت رطبة .

٨ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد رفعه قال : قيل له : جعلت فداك ربّما حضرني من أخافه فلا يمكن وضع الجريدة على ما رويتنا ؟ قال : أدخلها حيث ما أمكن .

٩ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد الكنديّ ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : سألته عن الجريدة توضع في القبر ، قال : لابأس .

١٠ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد عن غير واحد من أصحابنا قالوا : قلنا له[1] : جعلنا فداك إن لم نقدر على الجريدة ؟ فقال : عود السدر ؛ قيل : فان لم نقدر على السدر ؟ فقال : عود الخلاف .

١١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن عليِّ بن محمّد القاسانيّ ، عن محمّد بن محمّد ، عن عليِّ بن بلال أنّه كتب إليه يسأله عن الجريدة إذا لم نجد نجعل بدلها غيرها في موضع لا يمكن النخل ؟ فكتب يجوز إذا اعوزت الجريدة والجريدة أفضل وبه جاءت الرواية .

مات الرجل في السفينة ولم يقدر على الشطّ قال: يكفّن ويحنّط ويلفّ في ثوب ويلقى في الماء.

٤ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر، عن مروان بن مسلم، عن عمّار بن موسى قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: ما تقول في قوم كانوا في سفر لهم يمشون على ساحل البحر فإذا هم برجل ميّت عريان قد لفظه البحر وهم عراة ليس عليهم إلّا إزار كيف يصلّون عليه وهو عريان وليس معهم فضل ثوب يكفّنونه فيه؟ قال: يحفر له ويوضع في لحده ويوضع اللّبن على عورته لتستر عورته باللّبن، ثمّ يصلّى عليه ثمّ يدفن، قال: قلت: فلا يصلّى عليه إذا دفن؟ قال: لا، لا يصلّى على الميّت بعد ما يدفن ولا يصلّى عليه وهو عريان حتّى توارى عورته.

﴿باب﴾

﴿الصلاة على المصلوب والمرجوم والمقتص منه﴾

١ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن محمّد بن الحسن بن شمّون، عن عبدالله بن عبدالرّحمن، عن مسمع كردين، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: المرجوم والمرجومة يغسّلان ويحنّطان ويلبسان الكفن قبل ذلك ثمّ يرجمان ويصلّى عليهما والمقتصّ منه بمنزلة ذلك يغسّل ويحنّط ويلبس الكفن ويصلّى عليه.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم [عن أبيه]، عن أبي هاشم الجعفريّ قال: سألت الرّضا عليه السلام عن المصلوب فقال: أما علمت أنّ جدّي عليه السلام صلّى على عمّه؟ قلت: أعلم ذاك ولكنّي لا أفهمه مبيّناً، قال: أبيّنه لك إن كان وجه المصلوب إلى القبلة فقم على منكبه الأيمن وإن كان قفاه إلى القبلة فقم على منكبه الأيسر فإنّ بين المشرق والمغرب قبلة وإن كان منكبه الأيسر إلى القبلة فقم على منكبه الأيمن وإن كان منكبه الأيمن إلى القبلة فقم على منكبه الأيسر وكيف كان منحرفاً فلا تزايل مناكبه وليكن وجهك إلى ما بين المشرق والمغرب ولا تستقبله ولا تستدبره البتّة، قال أبو هاشم: وقد فهمت إن شاء الله فهمته والله.

٣ - محمد بن يحيى، عن محمد بن أحمد، عن العباس بن معروف، عن اليقطيني، عن موسى بن عيسى، عن محمد بن ميسر، عن هارون بن الجهم، عن السكوني، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لا تقرّوا المصلوب بعد ثلاثة حتّى ينزل ويدفن.

«باب»

(ما يجب على الجيران لأهل المصيبة واتخاذ المأتم)

١ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري [وعن] هشام بن سالم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لمّا قتل جعفر بن أبي طالب عليه السلام أمر رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة عليها السلام أن تتّخذ طعاماً لأسماء بنت عميس ثلاثة أيّام و تأتيها و نساءها فتقيم عندها ثلاثة أيّام فجرت بذلك السنّة أن يصنع لأهل المصيبة طعام ثلاثاً.

٢ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد، عن جرير، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: يصنع لأهل الميّت مأتم ثلاثة أيّام من يوم مات.

٣ - الحسين بن محمد، عن أحمد بن إسحاق، عن سعدان، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: ينبغي لجيران صاحب المصيبة أن يطعموا الطّعام [عنه] ثلاثة أيّام.

٤ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز أو غيره قال: أوصى أبو جعفر عليه السلام بثمانمائة درهم لمأتمه وكان يرى ذلك من السنّة لأنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال: اتّخذوا لآل جعفر طعاماً فقد شغلوا.

٥ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن عليّ بن الحكم، عن عبدالله الكاهليّ قال: قلت لأبي الحسن عليه السلام: إنّ امرأتي وامرأة ابن مارد تخرجان في المأتم فأنهاهما فتقول لي امرأتي: إن كان حراماً فانهنا عنه حتّى نتركه وإن لم يكن حراماً فلأيّ شيء تمنعناه فإذا مات لنا ميّت لم يجئنا أحد، قال: فقال أبو الحسن عليه السلام: عن الحقوق تسألني كان أبي عليه السلام يبعث أمّي وأمّ فروة تقضيان حقوق أهل المدينة.

٦ - أحمد بن محمد الكوفيّ، عن ابن جمهور، عن أبيه، عن محمد بن سنان، عن المفضّل ابن عمر، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: وحدّثنا الأصمّ عن حريز، عن محمد بن مسلم عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه: مروا أهاليكم بالقول

الحسن عند موتاكم فإنّ فاطمة سلام الله عليها لمّا قبض أبوها صلى الله عليه وآله أسعدتها بنات هاشم فقالت: اتركن التعداد وعليكنّ بالدعاء

﴿باب﴾

☆(المصيبة بالولد)☆

١ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع، عن أبي إسماعيل السرّاج، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: ولد يقدّمه الرّجل أفضل من سبعين ولداً يخلفهم بعده كلّهم قد ركبوا الخيل وجاهدوا في سبيل الله.

٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ، عن محمّد بن سالم، عن أحمد بن النّضر، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وآله على خديجة حين مات القاسم ابنها وهي تبكي فقال لها: ما يبكيك؟ فقالت: درّت دريرة فبكيت، فقال: يا خديجة أما ترضين إذا كان يوم القيامة أن تجيىء إلى باب الجنّة وهو قائم فيأخذ بيدك فيدخلك الجنّة وينزلك أفضلها وذلك لكلّ مؤمن، إنّ الله عزّ وجلّ أحكم وأكرم أن يسلب المؤمن ثمرة فؤاده ثمّ يعذّبه بعدها أبداً.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى؛ وعدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد جميعاً، عن ابن مهران قال: كتب رجل إلى أبي جعفر الثاني عليه السلام يشكو إليه مصابه بولده وشدّة ما دخله فكتب إليه أما علمت أنّ الله عزّ وجلّ يختار من مال المؤمن ومن ولده أنفسه ليأجره على ذلك.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النّوفليّ، عن السكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إذا قبض ولد المؤمن والله أعلم بما قال العبد قال: الله تبارك وتعالى لملائكته: قبضتم ولد فلان؟ فيقولون: نعم ربّنا، قال: فيقول: فما قال عبدي؟ قالوا: حمدك واسترجع، فيقول الله تبارك وتعالى: أخذتم ثمرة قلبه وقرّة عينه فحمدني واسترجع ابنوا له بيتاً في الجنّة وسمّوه بيت الحمد.

٥ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن إسماعيل بن مهران، عن

سيف بن عميرة قال : حدَّثنا أبوعبدالرَّحمن قال : حدَّثنا أبو بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنَّ الله عزَّوجلَّ إذا أحبَّ عبداً قبض أحبَّ ولده إليه .

٦ ـ عنه ، عن إسماعيل بن مهران ، عن سيف بن عميرة ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من قدَّم من المسلمين ولدين يحتسبهما عندالله عزَّ وجلَّ حجباه من النّار بإذن الله تعالى .

٧ ـ عنه ، عن إسماعيل بن مهران ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لمّا توفّي طاهر ابن رسول الله صلى الله عليه وآله نهى رسول الله خديجة عن البكاء ، فقالت : بلى يارسول الله ولكن درَّت عليه الدّريرة فبكيت ، فقال : أما ترضين أن تجديه قائماً على باب الجنّة فإذا رآك أخذ بيدك فأدخلك الجنّة أطهرها مكاناً وأطيبها ؟ قالت : وإنَّ ذلك كذلك ؟ قال : الله أعزُّ وأكرم من أن يسلب عبداً ثمرة فؤاده فيصبر ويحتسب ويحمد الله عزَّوجلَّ ثمَّ يعذّبه .

٨ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن بكير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ثواب المؤمن من ولده إذا مات الجنّة ، صبر أولم يصبر .

٩ ـ ابن أبي عمير ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج ، عن أبي عبدالله أو أبي الحسن عليهما السلام قال : إنَّ الله عزَّ وجلَّ ليعجب من الرجل يموت ولده و هو يحمدالله فيقول : ياملائكتي عبدي أخذت نفسه وهو يحمدني .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطاب ، عن عليِّ بن سيف ، عن أبيه ؛ عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من قدَّم أولاداً يحتسبهم عندالله عزَّوجلَّ حجبوه من النّار بإذن الله عزَّ و جلَّ .

﴿باب التعزى﴾

١ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن سليمان بن

عمرو النخعي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من اُصيب بمصيبة فليذكر مصابه بالنبي صلى الله عليه وآله فإنّه من أعظم المصائب .

۲ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن سنان ، عن عمّار بن مروان ، عن زيد الشحام ، عن عمرو بن سعيد الثقفي ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : إن أصبت بمصيبة في نفسك أو في مالك أو في ولدك فاذكر مصابك برسول الله صلى الله عليه وآله فإنّ الخلائق لم يصابوا بمثله قطّ .

۳ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن إسماعيل بن مهران ، عن سيف بن عميرة ، عن عمرو بن شمر ، عن عبدالله بن الوليد الجعفي ، عن رجل ، عن أبيه قال : لمّا اُصيب أمير المؤمنين عليه السلام نعى الحسن إلى الحسين عليهما السلام وهو بالمدائن فلمّا قرء الكتاب قال : يالها من مصيبة ما أعظمها مع أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : من اُصيب منكم بمصيبة فليذكر مصابه بي فإنّه لن يصاب بمصيبة أعظم منها وصدق صلى الله عليه وآله .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لمّا مات النبيّ صلى الله عليه وآله سمعوا صوتاً ولم يروا شخصاً يقول : «كلّ نفس ذائقة الموت وإنّما توفّون اُجوركم يوم القيمة فمن زحزح عن النار و اُدخل الجنّة قد فاز» وقال : إنّ في الله خلفاً من كلّ هالك ، و عزاءً من كلّ مصيبة ، و دركاً لما فات ، فبالله فثقوا وإيّاه فارجوا وإنّما المحروم من حرم الثواب .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن سليمان بن سماعة ، عن الحسين ابن المختار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لما قبض رسول الله صلى الله عليه وآله جاءهم جبرئيل عليه السلام والنبيّ مسجّى وفي البيت عليّ وفاطمة والحسن والحسين عليهم السلام ، فقال : السلام عليكم يا أهل بيت الرّحمة «كلّ نفس ذائقة الموت وإنّما توفّون اُجوركم يوم القيمة فمن زحزح عن النار واُدخل الجنّة فقد فاز وما الحيوة الدّنيا إلّا متاع الغرور» إنّ في الله عزّ وجلّ عزاءً من كلّ مصيبة وخلفاً من كلّ هالك و دركاً لما فات ، فبالله فثقوا و إيّاه فارجوا فإنّ المصاب من حرم الثواب ، هذا آخر وطئي من الدّنيا . قالوا :

٨ ٨ - سهل، عن علي بن حسان، عن موسى بن بكر، عن أبي الحسن الأول عليه السلام قال: قال: ضرب الرجل يده على فخذه عند المصيبة إحباط لأجره.

٩ ٩ - سهل، عن الحسن بن علي، عن فضيل بن ميسر قال: كنا عند أبي عبدالله عليه السلام فجاء رجل فشكى إليه مصيبة اُصيب بها، فقال له أبوعبدالله عليه السلام: أما إنك إن تصبر تؤجر وإلا تصبر يمضي عليك قدر الله الذي قدر عليك وأنت مأزور.

١٠ ١٠ - الحسين بن محمد، عن عبدالله بن عامر، عن علي بن مهزيار، عن الحسن ابن محمد بن مهزيار، عن قتيبة الأعشى قال: أتيت أباعبدالله عليه السلام أعود ابناً له فوجدته على الباب فإذا هو مهتم حزين، فقلت: جعلت فداك كيف الصبي؟ فقال: والله إنه لما به، ثم دخل فمكث ساعة ثم خرج إلينا وقد اسفر وجهه و ذهب التغير و الحزن، قال: فطمعت أن يكون قد صلح الصبي فقلت: كيف الصبي جعلت فداك؟ فقال: وقد مضى لسبيله، فقلت: جعلت فداك لقد كنت وهو حي مهتماً حزيناً وقد رأيت حالك الساعة وقد مات غير تلك الحال فكيف هذا؟ فقال: إنا أهل البيت إنما نجزع قبل المصيبة فإذا وقع أمر الله رضينا بقضائه وسلمنا لأمره.

١١ ١١ - محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن القاسم بن سليمان، عن جراح المدائني، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا يصلح الصياح على الميت ولا ينبغي ولكن الناس لا يعرفونه والصبر خير.

١٢ ١٢ - علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن حماد بن عيسى، عن الحسين بن المختار، عن علاء بن كامل، قال: كنت جالساً عند أبي عبدالله عليه السلام فصرخت صارخة من الدار فقام أبوعبدالله عليه السلام ثم جلس فاسترجع وعاد في حديثه حتى فرغ منه ثم قال: إنا لنحب أن نعافى في أنفسنا و أولادنا و أموالنا فإذا وقع القضاء فليس لنا أن نحب ما لم يحب الله لنا.

١٣ ١٣ - أبو علي الأشعري، عن محمد بن عبدالجبار، عن ابن فضال، عن يونس ابن يعقوب، عن بعض أصحابنا قال: كان قوم أتوا أبا جعفر عليه السلام فوافقوا صبياً له مريضاً فرأوا منه اهتماماً وغماً وجعل لا يقر قال: فقالوا: والله لئن أصابه شيء إنا لنتخوف أن نرى منه ما نكره قال: فما لبثوا أن سمعوا الصياح عليه فإذا هو قد خرج عليهم

منبسط الوجه في غير الحال الّتي كان عليها ، فقالوا له : جعلنا الله فداك لقد كنّا نخاف ممّا نرى منك ان لو وقع أن نرى منك ما يغمّنا ، فقال لهم : إنّا لنحبّ أن نعافي فيمن نحبّ فإذا جاء أمر الله سلّمنا فيما أحبّ .

﴿ باب ٨١ ﴾

✿(ثواب التعزية)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن سنان ، عن أبي الجارود ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان فيما ناجى به موسى عليه السلام ربّه قال : يارب ما لمن عزّى الثكلى ؟ قال : أظلّه في ظلّي يوم لاظلّ إلّا ظلّي .

٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن محمّد بن حسّان ، عن الحسن ابن الحسين ، عن عليّ بن عبدالله ، عن عليّ بن منصور ، عن إسماعيل الجوزي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من عزّى حزيناً كسي في الموقف حلّة يحبابها .

٣ ـ عنه ، عن محمّد بن عليّ ، عن عيسى بن عبدالله العمري عن أبيه ، عن جدّه ، عن أبيه عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : من عزّى الثكلى أظلّه الله في ظلّ عرشه يوم لاظلّ إلّا ظلّه .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن أبيه ، عن وهب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من عزّى مصاباً كان له مثل أجره من غير أن ينتقص من أجر المصاب شيء .

﴿ باب ٨٢ في الصلوة ﴾ (٣)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن مهران بن محمّد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إنّ الميّت إذا مات بعث الله ملكاً إلى أوجع أهله فمسح على قلبه فأنساه لوعة الحزن ولولا ذلك لم تعمر الدّنيا .

۲ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : انَّ الله تبارك و تعالى تطوّل على عباده بثلاث ألقى عليهم الرِّيح بعد الرّوح ولولا ذلك ما دفن حميم حميماً و ألقى عليهم السلوة و لولا ذلك لا نقطع النّسل و ألقى على هذه الحبّة الدابّة و لولا ذلك لكنزها ملوكهم كما يكنزون الذّهب والفضّة .

۳ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن مهران بن محمّد قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : إذا مات الميّت بعث الله ملكاً إلى أوجع أهله فمسح على قلبه فأنساه لوعة الحزن ولولا ذلك لم تعمر الدّنيا .

﴿باب ۸۳﴾

☆(زيارة القبور)☆

۱ ـ عليٌّ بن إبراهيم ؛ عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ؛ وجميل ابن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام في زيارة القبور قال : إنّهم يأنسون بكم فإذا غبتم عنهم استوحشوا .

۲ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن زيارة القبور وبناء المساجد فيها ، فقال : أمّا زيارة القبور فلابأس بها و لا تبنى عندها المساجد .

۳ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : عاشت فاطمة عليها السلام بعد أبيها خمسة وسبعين يوماً لم تُر كاشرة ولا ضاحكة . تأتي قبور الشهداء في كلّ جمعة مرّتين : الإثنين و الخميس فتقول : ههنا كان رسول الله صلى الله عليه وآله ههنا كان المشركون .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سنان ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : المؤمن يعلم بمن يزور قبره ؟ قال : نعم ولا يزال مستأنساً به مادام عند قبره فإذا قام وانصرف من قبره دخله من انصرافه عن قبره وحشة .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : كيف التسليم على أهل القبور ؟ قال : نعم تقول : «السلام على أهل الدّيار من المسلمين والمؤمنين أنتم لنا فرط ونحن إن شاء الله بكم لاحقون» .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن عمرو بن أبي المقدام قال : مررت مع أبي جعفر عليه السلام بالبقيع فمررنا بقبر رجل من أهل الكوفة من الشيعة ، قال : فوقف عليه عليه السلام فقال : اللّهمّ ارحم غربته وصل وحدته وآنس وحشته وأسكن إليه من رحمتك ما يستغني بها عن رحمة من سواك وألحقه بمن كان يتولّاه .

٧ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم قال : تقول : «السلام عليكم من ديار قوم مؤمنين وإنّا إن شاء الله بكم لاحقون» .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر ابن سويد ، عن القاسم بن سليمان ، عن جرّاح المدائني قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام كيف التسليم على أهل القبور ؟ قال : تقول : «السلام على أهل الدّيار من المسلمين والمؤمنين رحم الله المستقدمين منّا والمستأخرين وإنّا إن شاء الله بكم لاحقون» .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد قال : كنت بفيد فمشيت مع عليّ بن بلال إلى قبر محمّد بن إسماعيل بن بزيع فقال عليّ بن بلال قال لي صاحب هذا القبر عن الرّضا عليه السلام قال : من أتى قبر أخيه ثمّ وضع يده على القبر وقرأ إنّا أنزلناه في ليلة القدر سبع مرّات أمن يوم الفزع الأكبر أو يوم الفزع .

١٠ ـ أحمد بن محمّد الكوفيّ ، عن ابن جمهور ، عن أبيه ، عن محمّد بن سنان ، عن مفضّل بن عمر ، عن أبي عبدالله عليه السلام ؛ و عن عبدالله بن عبد الرّحمن الأصمّ ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام زوروا موتاكم فإنّهم يفرحون بزيارتكم وليطلب أحدكم حاجته عند قبر أبيه وعند قبر أمّه بما يدعو لهما .

﴿ باب ٨٤ ﴾

﴿ ان الميت يزور أهله ﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ المؤمن ليزور أهله فيرى ما يحبُّ ويستر عنه مايكره وإنَّ الكافر ليزور أهله فيرى ما يكره ويستر عنه ما يحبُّ قال : و منهم من يزور كلَّ جمعة ومنهم من يزور على قدر عمله .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما من مؤمن ولا كافر إلّا و هو يأتي أهله عند زوال الشمس فإذا رأى أهله يعملون بالصّالحات حمدالله على ذلك وإذا رأى الكافر أهله يعملون بالصّالحات كانت عليه حسرة .

٣ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن إسحاق بن عمّار عن أبي الحسن الأوَّل عليه السلام قال : سألته عن الميّت يزور أهله ؟ قال : نعم فقلت : في كم يزور ؟ قال : في الجمعة وفي الشهر وفي السنة على قدر منزلته ، فقلت : في أيِّ صورة يأتيهم ؟ قال : في صورة طائر لطيف يسقط على جدرهم ويشرف عليهم فإن رآهم بخير فرح وإن رآهم بشرٍّ وحاجة حزن واغتمَّ .

٤ ـ عنه ، عن إسماعيل بن مهران ، عن درست الواسطيِّ ، عن إسحاق بن عمّار عن عبدالرحيم القصير قال : قلت له : المؤمن يزور أهله ؟ فقال : نعم يستأذن ربّه فيأذن له فيبعث معه ملكين فيأتيهم في بعض صور الطير يقع في داره ينظر إليهم ويسمع كلامهم .

٥ ـ عنه ، عن محمّد بن سنان ، عن إسحاق بن عمّار قال : قلت لأبي الحسن الأوَّل عليه السلام : يزور المؤمن أهله ؟ فقال : نعم ، فقلت : في كم ؟ قال : على قدر فضائلهم منهم من يزور في كلِّ يوم ومنهم من يزور في كلِّ يومين ومنهم من يزور في كلِّ ثلاثة أيّام ، قال : ثمَّ رأيت في مجرى كلامه أنّه يقول : أدناهم منزلة يزور كلَّ جمعة قال : قلت : في أيِّ ساعة ؟ قال

عند زوال الشّمس ومثل ذلك ، قال : قلت : في أيّ صورة ؟ قال :
أصغر من ذلك فيبعث الله تعالى معه ملكاً فيراه ما يسرّه و يستر عنه ما يكره فيرى ما
يسرّه ويرجع إلى قرّة عين .

﴿باب ۸۵﴾

﴿ان الميت يمثل له ماله و ولده وعمله قبل موته﴾

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، وعدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ؛ والحسن بن عليّ جميعاً ، عن أبي جميلة مفضّل ابن صالح ، عن جابر ، عن عبد الأعلى ؛ وعليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن إبراهيم ، عن عبد الأعلى ؛ عن سويد بن غفلة قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : إنّ ابن آدم إذا كان في آخر يوم من أيّام الدنيا و أوّل يوم من أيّام الآخرة مُثّل له ماله وولده وعمله ، فيلتفت إلى ماله فيقول : و الله إنّي كنت عليك حريصاً شحيحاً فمالي عندك ؟ فيقول : خذ منّي كفنك ، قال : فيلتفت إلى ولده فيقول : والله إنّي كنت لكم محبّاً وإنّي كنت عليكم محامياً فماذا لي عندكم ؟ فيقولون : نؤدّيك إلى حفرتك نواريك فيها ، قال : فيلتفت إلى عمله فيقول : والله إنّي كنت فيك لزاهداً و ان كنت عليّ لثقيلاً فما ذا عندك ؟ فيقول : أنا قرينك في قبرك ويوم نشرك حتّى أعرض أنا وأنت على ربّك ، قال : فإن كان لله وليّاً أتاه أطيب النّاس ريحاً وأحسنهم منظراً و أحسنهم رياشاً فقال : أبشر بروح وريحان و جنّة نعيم ومقدمك خير مقدم ، فيقول له : من أنت ؟ فيقول : أنا عملك الصالح ارتحل من الدّنيا إلى الجنّة وإنّه ليعرف غاسله ويناشد حامله أن يعجّله فإذا أُدخل قبره أتاه ملكا القبر يجرّان أشعارهما ويخدّان الأرض بأقدامهما ، أصواتهما كالرّعد القاصف وأبصارهما كالبرق الخاطف فيقولان له : من ربّك ؟ وما دينك ؟ ومن نبيّك ؟ فيقول : الله ربّي وديني الإسلام ، ونبيّي محمّد صلّى الله عليه وآله ، فيقولان له : ثبّتك الله فيما تحبّ وترضى ؛ وهو قول الله عزّ وجلّ : « يثبّت الله الّذين آمنوا بالقول الثّابت في الحيوة الدّنيا و في الآخرة » ثمّ يفسحان له في قبره مدّ بصره ثمّ

﴿باب ٨٦﴾

﴿المسألة في القبر ومن يسأل و من لايسأل﴾

١ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن الحجّال ، عن ثعلبة ، عن أبي بكر الحضرميّ قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لايسأل في القبر إلّا من محض الايمان محضاً أو محض الكفر محضاً والآخرون يلهون عنهم .

٢ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عبدالرَّحمن بن أبي نجران ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّما يسأل في قبره من محض الايمان محضاً والكفر محضاً وأمّا ماسوى ذلك فيلهى عنهم .

٣ ـ أبو عليّ الأشعريّ عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن منصور بن يونس ، عن ابن بكير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّما يسأل في قبره من محض الإيمان محضاً و الكفر محضاً وأمّا ماسوى ذلك فيلهى عنه .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر ابن سويد ، عن يحيى الحلبيّ ، عن بريد بن معاوية ، عن محمّد بن مسلم قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : لايسأل في القبر إلّا من محض الإيمان محضاً أو محض الكفر محضاً .

٥ ـ عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين ، عن النضر بن سويد ، عن يحيى الحلبيّ عن هارون بن خارجة ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : يسأل وهو مضغوط .

٦ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أيفلت من ضغطة القبر أحدٌ ؟ قال : فقال : نعوذ بالله منها ماأقلَّ من يفلت من ضغطة القبر إنَّ رقيّة لمّا قتلها عثمان وقف رسول الله صلى الله عليه وآله على قبرها فرفع رأسه إلى السماء فدمعت عيناه وقال للناس : إنّي ذكرت هذه وما لقيت فرققت لها واستوهبتها من ضمّة القبر قال : فقال : اللّهمَّ هب لي رقيّة من ضمّة القبر فوهبها الله له قال : وإنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله خرج في جنازة سعد وقد شيّعه سبعون ألف ملك فرفع رسول الله صلى الله عليه وآله رأسه إلى السّماء ثمَّ قال : مثل سعد يضمُّ ، قال : قلت : جعلت فداك إنّا نحدَّث أنّه كان يستخفُّ بالبول ، فقال :

معاذالله إنّما كان من زعارّة في خلقه على أهله ؛ قال : فقالت أمّ سعد : هنيئاً لك ياسعد ، قال : فقال لها رسول الله صلى الله عليه وآله : يا أمّ سعد لاتحتمي على الله .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن عليّ ، عن غالب بن عثمان ، عن بشير الدّهان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يجيىء الملكان منكر و نكير إلى الميّت حين يدفن أصواتهما كالرّعد القاصف و أبصارهما كالبرق الخاطف يخطّان الأرض بأنيابهما و يطآن في شعورهما فيسألان الميّت من ربّك ؟ وما دينك ؟ قال : فإذا كان مؤمناً قال : الله ربّي وديني الإسلام ، فيقولان له : ماتقول في هذا الرّجل الّذي خرج بين ظهرانيكم ؟ فيقول : أعن محمّد رسول الله صلى الله عليه وآله تسألاني فيقولان له : تشهد أنّه رسول الله ، فيقول : أشهد أنّه رسول الله فيقولان له : نم نومة لاحلم فيها ويفسح له في قبره تسعة أذرع ويفتح له باب إلى الجنّة و يرى مقعده فيها . وإذا كان الرّجل كافراً دخلا عليه واقيم الشيطان بين يديه ، عيناه من نحاس فيقولان له : من ربّك ؟ ومادينك ؟ وماتقول في هذا الرّجل الّذي قد خرج من بين ظهرانيكم ؟ فيقول : لاأدري فيخليان بينه وبين الشيطان فيسلّط عليه في قبره تسعة و تسعين تنّيناً لوأنّ تنّيناً واحداً منها نفخ في الأرض ما انبتت شجراً أبداً و يفتح له باب إلى النّار ويرى مقعده فيها .

٨ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله بن عبدالرّحمن ، عن عبدالله بن القاسم ، عن أبي بكر الحضرميّ قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : أصلحك الله من المسؤلون في قبورهم ؟ قال : من محض الإيمان ومن محض الكفر ، قال : قلت : فبقيّة هذا الخلق ؟ قال : يلهى والله عنهم مايعبأ بهم ، قال : قلت : وعمّ يسألون ؟ قال : عن الحجّة القائمة بين أظهركم ، فيقال للمؤمن : ماتقول في فلان ابن فلان ؟ فيقول : ذاك إمامي ، فيقال : نم أنام الله عينك ويفتح له باب من الجنّة فمايزال يتحفه من روحها إلى يوم القيامة ويقال للكافر : ماتقول في فلان ابن فلان ؟ قال : فيقول : قد سمعت به وما أدري ماهو ، فيقال له : لادريت . قال : ويفتح له باب من النّار فلايزال يتحفه من حرّها إلى يوم القيامة .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن حديد ، عن جميل ، عن عمرو بن الأشعث أنّه سمع أباعبدالله عليه السلام يقول : يسأل الرّجل في قبره فإذا أثبت فسح له في قبره سبعة أذرع و فتح له باب إلى الجنّة وقيل له : نم نومة العروس قرير العين .

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عبدالرّحمن بن أبي نجران ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إذا وضع الرّجل في قبره أتاه ملكان ملك عن يمينه وملك عن يساره وا ُقيم الشّيطان بين عينيه عيناه من نحاس فيقال له : كيف تقول في الرّجل الّذي [كان] بين ظهرانيكم ؟ قال : فيفزع له فزعة ، فيقول إذا كان مؤمناً : أعن محمّد رسول الله صلى الله عليه وآله تسألاني ؟ فيقولان له : نم نومة لاحلم فيها ويفسح له في قبره تسعة أذرع ويرى مقعده من الجنّة وهو قول الله عزّ وجلّ : «يثبّت الله الّذين آمنوا بالقول الثّابت في الحيوة الدّنيا وفي الآخرة » و إذا كان كافراً قالا له : من هذا الرّجل الّذي خرج بين ظهرانيكم ؟ فيقول : لا أدري فيخليان بينه و بين الشيطان .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن إبراهيم بن أبي البلاد ، عن بعض أصحابه ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : يقال للمؤمن في قبره : من ربّك ؟ قال : فيقول : الله فيقال له : ما دينك ؟ فيقول : الإسلام فيقال له : من نبيّك ؟ فيقول : محمّد فيقال : من إمامك ؟ فيقول : فلان فيقال : كيف علمت بذلك ؟ فيقول : أمر هداني الله له وثبّتني عليه ، فيقال له : نم نومة لاحلم فيها ، نومة العروس ، ثمّ يفتح له باب إلى الجنّة فيدخل عليه من روحها وريحانها ، فيقول : يارب عجّل قيام السّاعة لعلّي أرجع إلى أهلي ومالي ؛ ويقال : للكافر : من ربّك ؟ فيقول : الله ، فيقال : من نبيّك ؟ فيقول : محمّد ، فيقال : ما دينك ؟ فيقول : الإسلام : فيقال من أين علمت ذلك ؟ فيقول : سمعت النّاس يقولون فقلته فيضربانه بمرزبة لو اجتمع عليها الثقلان الإنس و الجنّ لم يطيقوها ، قال : فيذوب كما يذوب الرّصاص ثمّ يعيدان فيه الرّوح فيوضع قلبه بين لوحين من نار ، فيقول : يا ربّ أخّر قيام السّاعة .

١٢ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم ابن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ المؤمن إذا اُخرج من بيته شيّعته الملائكة إلى قبره يزدحمون عليه حتّى إذا انتهى به إلى قبره قالت له الأرض : مرحباً بك و أهلاً أما والله لقد كنت اُحبّ أن يمشي عليّ مثلك لترينّ ما أصنع بك فتوسّع له مدّ بصره ويدخل عليه في قبره ملكا القبر وهما قعيدا القبر منكر ونكير فيلقيان فيه الرّوح إلى حقويه فيقعدانه ويسألانه فيقولان له : من ربّك ؟ فيقول : الله ، فيقولان : مادينك ؟ فيقول : الإسلام ، فيقولان : ومن نبيّك ؟ فيقول : محمّد صلى الله عليه وآله ، فيقولان : و من إمامك ؟ فيقول : فلان ، قال : فينادي مناد من السّماء : صدق عبدي افرشوا له في قبره من الجنّة وافتحوا له في قبره باباً إلى الجنّة وألبسوه من ثياب الجنّة حتّى يأتينا وما عندنا خير له ، ثمّ يقال له : نم نومة عروس ، نم نومة لا حلم فيها ، قال : و إن كان كافراً خرجت الملائكة تشيّعه إلى قبره تلعنونه حتّى إذا انتهى به إلى قبره قالت له الأرض : لا مرحباً بك ولا أهلاً أما والله لقد كنت اُبغض أن يمشي عليّ مثلك لا جرم لترينّ ما أصنع بك اليوم فتضيق عليه حتّى تلتقي جوانحه ، قال : ثمّ يدخل عليه ملكا القبر وهما قعيدا القبر منكر و نكير .

قال أبو بصير : جعلت فداك يدخلان على المؤمن و الكافر في صورة واحدة ؟ فقال : لا ، قال : فيقعدانه و يلقيان فيه الرّوح إلى حقويه فيقولان له : من ربّك ؟ فيتلجلج و يقول : قد سمعت النّاس يقولون ، فيقولان له : لا دريت و يقولان له : مادينك ؟ فيتلجلج ، فيقولان له : لا دريت ، و يقولان له : من نبيّك ؟ فيقول : قد سمعت النّاس يقولون ، فيقولان له : لا دريت و يسأل عن إمام زمانه ، قال : فينادي مناد من السّماء : كذب عبدي افرشوا له في قبره من النّار وألبسوه من ثياب النّار وافتحوا له باباً إلى النّار حتّى يأتينا وما عندنا شرّ له ، فيضربانه بمرزبة ثلاث ضربات ليس منها ضربة إلّا يتطاير قبره ناراً لو ضرب بتلك المرزبة جبال تهامة لكانت رميماً .

وقال أبو عبدالله عليه السلام : ويسلّط الله عليه في قبره الحيّات تنهشه نهشاً والشيطان يغمّه غمّاً ، قال : ويسمع عذابه من خلق الله إلّا الجنّ والإنس قال : وإنّه ليسمع خفق نعالهم و نفض أيديهم وهو قول الله عزّ وجلّ « يثبّت الله الّذين آمنوا بالقول الثابت

في الحيوة الدّنيا وفي الآخرة ويضلّ الله الظالمين و يفعل الله مايشاء » .

۱۳ ـ عليُّ بن إبراهيم عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن عبدالله بن كولوم ، عن أبي سعيد . عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا دخل المؤمن قبره كانت الصّلاة عن يمينه والزّكاة عن يساره و البرّ يطلّ عليه ويتنحّى الصبر ناحية و إذا دخل عليه الملكان اللّذان يليان مسائلته قال الصبر للصلاة و الزّكاة : دونكما صاحبكم فإن عجزتم عنه فأنا دونه .

۱٤ ـ عليُّ بن محمّد ، عن محمّد بن أحمد الخراسانيّ ، عن أبيه قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إذا وضع الميّت في قبره مثّل له شخص فقال له : يا هذا كنّا ثلاثة كان رزقك فانقطع بانقطاع أجلك وكان أهلك فخلّفوك وانصرفوا عنك وكنت عملك فبقيت معك أما إنّي كنت أهون الثّلاثة عليك .

۱۵ ـ عنه ، عن أبيه ، رفعه قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : يسأل الميّت في قبره عن خمس : عن صلاته وزكاته وحجّه وصيامه وولايته إيّانا أهل البيت فتقول الولاية من جانب القبر للأربع : مادخل فيكنّ من نقص فعليّ تمامه .

۱٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس قال : سألته عن المصلوب يعذّب عذاب القبر ؟ قال : فقال : نعم إنّ الله عزّ وجلّ يأمر الهواء أن يضغطه .

۱۷ ـ وفي رواية اُخرى سئل أبوعبدالله عليه السلام عن المصلوب يصيبه عذاب القبر فقال : إنّ ربّ الأرض هو ربّ الهواء فيوحي الله عزّ وجلّ إلى الهواء فيضغطه ضغطة أشدّ من ضغطة القبر .

۱۸ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام قال : لمّا ماتت رقيّة ابنة رسول الله صلى الله عليه وآله قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الحقي بسلفنا الصّالح عثمان بن مظعون وأصحابه قال : وفاطمة عليها السلام على شفير القبر تنحدر دموعها في القبر و رسول الله صلى الله عليه وآله يتلقّاه بثوبه قائماً يدعو قال : إنّي لأعرف ضعفها و سألت الله عزّ وجلّ أن يجيرها من ضمّة القبر .

﴿ باب ﴾

﴿ما ينطق به موضع القبر﴾

١ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عبد الرَّحمن بن أبي هاشم ، عن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما من موضع قبر إلّا و هو ينطق كلَّ يوم ثلاث مرّات : أنا بيت التراب ، أنا بيت البلاء ، أنا بيت الدُّود ، قال : فإذا دخله عبدٌ مؤمنٌ قال : مرحباً وأهلاً أما والله لقد كنت اُحبّك وأنت تمشي على ظهري فكيف إذا دخلت بطني فسترى ذلك قال : فيفسح له مدَّ البصر و يفتح له باب يرى مقعده من الجنّة قال : ويخرج من ذلك رجل لم ترعيناه شيئاً قطّ أحسن منه فيقول : يا عبدالله ما رأيت شيئاً قطّ أحسن منك فيقول : أنا رأيك الحسن الّذي كنت عليه و عملك الصّالح الّذي كنت تعمله قال : ثمّ تؤخذ روحه فتوضع في الجنّة حيث رأى منزله ثمّ يقال له : نم قرير العين فلا يزال نفحة من الجنّة تصيب جسده يجد لذّتها وطيبها حتّى يبعث ، قال : و إذا دخل الكافر قال : لا مرحباً بك ولا أهلاً أما والله لقد كنت اُبغضك وأنت تمشي على ظهري فكيف إذا دخلت بطني ستری ذلك ، قال : فتضمّ عليه فتجعله رميماً ويعاد كما كان ويفتح له باب إلى النار فيرى مقعده من النار ، ثمّ قال : ثمّ إنّه يخرج منه رجلٌ أقبح من رأى قطّ قال : فيقول : يا عبدالله من أنت ؟ ما رأيت شيئاً أقبح منك ، قال : فيقول : أنا عملك السيّىء الّذي كنت تعمله ورأيك الخبيث قال : ثمّ تؤخذ روحه فتوضع حيث رأى مقعده من النار ، ثمّ لم تزل نفخة من النار تصيب جسده فيجد ألمها وحرّها في جسده إلى يوم يبعث ويسلّط الله على روحه تسعة وتسعين تنّيناً تنهشه ليس فيها تنّين ينفخ على ظهر الأرض فتنبت شيئاً .

٢ - عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن عليّ ، عن غالب بن عثمان ، عن بشير الدّهان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ للقبر كلاماً في كلّ يوم يقول : أنا بيت الغربة ، أنا بيت الوحشة ، أنا بيت الدُّود ، أنا القبر ، أنا روضة من رياض الجنّة أو حفرة من حفر النّار .

٣ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عبد الرَّحمن

ابن حمّاد ، عن عمرو بن يزيد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي سمعتك و أنت تقول : كلّ شيعتنا في الجنّة على ما كان فيهم ؟ قال : صدقتك كلّهم والله في الجنّة ، قال: قلت : جعلت فداك إنّ الذّنوب كثيرة كبار ؟ فقال : أمّا في القيامة فكلّكم في الجنّة بشفاعة النبيّ المطاع أو وصيّ النبيّ ولكنّي والله أتخوّف عليكم في البرزخ. قلت: وما البرزخ ؟ قال : القبر منذ حين موته إلى يوم القيامة .

﴿ باب ٩٩ ﴾

☆(في ارواح المؤمنين)☆

١ ـ عليّ بن محمّد ، عن عليّ بن الحسن ، عن الحسين بن راشد ، عن المرتجل بن معمر ، عن ذريح المحاربيّ ، عن عبادة الأسديّ ، عن حبّة العرنيّ قال : خرجت مع أميرالمؤمنين عليه السلام إلى الظهر فوقف بوادي السلام كأنّه مخاطب لأقوام فقمت بقيامه حتّى أعييت ثمّ جلست حتّى مللت ثمّ قمت حتّى نالني مثل ما نالني أوّلاً ثمّ جلست حتّى مللت ، ثمّ قمت و جمعت ردائي فقلت : يا أمير المؤمنين إنّي قد أشفقت عليك من طول القيام فراحة ساعة ، ثمّ طرحت الرداء ليجلس عليه فقال لي : يا حبّة إن هو إلّا محادثة مؤمن أو مؤانسته ، قال : قلت : يا أميرالمؤمنين وإنّهم لكذلك ، قال : نعم ولو كشف لك لرأيتهم حلقاً حلقاً محتبين يتحادثون فقلت : أجسام أم أرواح فقال : أرواح وما من مؤمن يموت في بقعة من بقاع الأرض إلّا قيل لروحه : الحقي بوادي السّلام وإنّها لبقعة من جنّة عدن .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن عليّ ، عن أحمد بن عمر رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : إنّ أخي ببغداد و أخاف أن يموت بها فقال : ما تبالي حيثما مات أما إنّه لا يبقى مؤمن في شرق الأرض وغربها إلّا حشر الله روحه إلى وادي السّلام قلت له : وأين وادي السّلام ؟ قال : ظهر الكوفة ، أما إنّي كأنّي بهم حلق حلق قعود يتحدّثون .

﴿ باب ۸۹ ﴾

✿(آخر في ارواح المؤمنين)✿

۱ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي ولّاد الحنّاط عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك يروون أنّ أرواح المؤمنين في حواصل طيور خضر حول العرش ؟ فقال : لا ، المؤمن أكرم على الله من أن يجعل روحه في حوصلة طير ولكن في أبدان كأبدانهم .

۲ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عبدالرّحمن بن أبي نجران ، عن مثنّى الحنّاط ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إنّ أرواح المؤمنين لفي شجرة من الجنّة يأكلون من طعامها و يشربون من شرابها و يقولون : ربّنا أقم السّاعة لنا وأنجز لنا ماوعدتنا وألحق آخرنا بأوّلنا .

۳ - سهل بن زياد ، عن إسماعيل بن مهران ، عن درست بن أبي منصور ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الأرواح في صفة الأجساد في شجرة في الجنّة تعارف و تسائل فإذا قدمت الرّوح على الأرواح يقول : دعوها فإنّها قد أفلتت من هول عظيم ثمّ يسألونها ما فعل فلان وما فعل فلان؟ فإن قالت لهم : تركته حيّاً ارتجوه وإن قالت لهم : قد هلك قالوا : قد هوى هوى . (۲)

۴ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن محمّد بن عثمان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن أرواح المؤمنين ، فقال : في حجرات في الجنّة يأكلون من طعامها ويشربون من شرابها و يقولون : ربّنا أقم السّاعة لنا وأنجز لنا ما وعدتنا وألحق آخرنا بأوّلنا .

۵ - عليّ ، عن أبيه ، عن محسن بن أحمد ، عن محمّد بن حمّاد ، عن يونس بن يعقوب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا مات الميّت اجتمعوا عنده يسألونه عمّن مضى وعمّن بقي فإن كان مات ولم يرد عليهم قالوا : قد هوى هوى و يقول بعضهم لبعض : دعوه حتّى يسكن ممّا مرّ عليه من الموت .

۶ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن خالد ، عن القاسم بن محمّد ، عن

الحسين بن أحمد، عن يونس بن ظبيان قال: كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فقال: ما يقول النّاس في أرواح المؤمنين؟ فقلت: يقولون: تكون في حواصل طيور خضر في قناديل تحت العرش فقال أبو عبدالله عليه السلام: سبحان الله المؤمن أكرم على الله من أن يجعل روحه في حوصلة طير، يا يونس إذا كان ذلك أتاه محمّد صلى الله عليه وآله و عليٌّ و فاطمة و الحسن و الحسين عليهم السلام و الملائكة المقرّبون عليهم السلام فإذا قبضه الله عزّ وجلّ صيّر تلك الرّوح في قالب كقالبه في الدّنيا فيأكلون ويشربون فإذا قدم عليهم القادم عرفوه بتلك الصورة الّتي كانت في الدّنيا.

٧ ـ محمّد، عن أحمد، عن الحسين بن سعيد، عن أخيه الحسن، عن زرعة، عن أبي بصير قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّا نتحدّث عن أرواح المؤمنين أنّها في حواصل طيور خضر ترعى في الجنّة و تأوي إلى قناديل تحت العرش؟ فقال: لا، إذاً ما هي في حواصل طير، قلت: فأين هي؟ قال: في روضة كهيئة الأجساد في الجنّة.

«باب ۹»

(في أرواح الكفّار)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن محمّد بن عثمان، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن أرواح المشركين فقال: في النار يعذّبون يقولون: ربّنا لا تقم لنا الساعة ولا تنجز لنا ما وعدتنا ولا تلحق آخرنا بأوّلنا.

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عبدالرّحمن بن أبي نجران، عن مثنى، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنّ أرواح الكفّار في نار جهنّم يعرضون عليها يقولون: ربّنا لا تقم لنا السّاعة ولا تنجز لنا ما وعدتنا ولا تلحق آخرنا بأوّلنا.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن أحمد بإسناد له قال: قال أمير المؤمنين عليه السلام: شرُّ بئر في النّار برهوت الّذي فيه أرواح الكفّار.

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، و عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه جميعاً، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ، عن ابن القدّاح، عن أبي عبدالله، عن آبائه عليهم السلام قال: قال

أمير المؤمنين عليه السلام: شرّ ماء على وجه الأرض ماء برهوت وهو الّذي بحضر موت ترده هام الكفّار.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النوفليّ، عن السكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: شرّ اليهود يهود بيسان وشر النّصارى نصارى نجران وخير ماء على وجه الأرض ماء زمزم وشرّ ماء على وجه الأرض ماء برهوت وهو واد بحضر موت يرد عليه هام الكفّار وصداهم.

﴿باب ٩١﴾

﴿جنة الدنيا﴾

١ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد؛ وسهل بن زياد؛ وعليّ بن إبراهيم، عن أبيه جميعاً، عن ابن محبوب، عن عليّ بن رئاب، عن ضريس الكناسيّ قال: سألت أبا جعفر عليه السلام أنّ النّاس يذكرون أنّ فراتنا يخرج من الجنّة فكيف هو وهو يقبل من المغرب وتصبُّ فيه العيون والأودية؟ قال: فقال أبو جعفر عليه السلام وأنا أسمع: إنّ لله جنّة خلقها الله في المغرب وماء فراتكم يخرج منها وإليها تخرج أرواح المؤمنين من حفرهم عند كلّ مساء فتسقط على ثمارها وتأكل منها وتتنعّم فيها وتتلاقى وتتعارف فإذا طلع الفجر هاجت من الجنّة فكانت في الهواء فيما بين السّماء والأرض، تطير ذاهبة وجائية وتعهد حفرها إذا طلعت الشمس و تتلاقى في الهواء و تتعارف، قال: و إنّ لله ناراً في المشرق خلقها ليسكنها أرواح الكفّار ويأكلون من زقّومها ويشربون من حميمها ليلهم فإذا طلع الفجر هاجت إلى واد باليمن يقال له: برهوت أشدّ حرّاً من نيران الدّنيا كانوا فيها يتلاقون ويتعارفون فإذا كان المساء عادوا إلى النّار، فهم كذلك إلى يوم القيامة قال: قلت: أصلحك الله فما حال الموحّدين المقرّين بنبوّة محمّد صلى الله عليه وآله من المسلمين المذنبين الّذين يموتون وليس لهم إمام ولا يعرفون ولايتكم؟ فقال: أمّا هؤلاء فإنّهم في حفرتهم لا يخرجون منها فمن كان منهم له عمل صالح ولم يظهر منه عداوة فإنّه يخدّ له خدّ إلى الجنّة الّتي خلقها الله في المغرب فيدخل عليه منها الرّوح في

حفرته إلى يوم القيامة فيلقى الله فيحاسبه بحسناته وسيّئاته فإمّا إلى الجنّة وإمّا إلى النّار فهؤلاء موقوفون لأمر الله ، قال : وكذلك يفعل الله بالمستضعفين والبله والأطفال وأولاد المسلمين الّذين لم يبلغوا الحلم وأمّا النصّاب من أهل القبلة فإنّهم يخدّ لهم خدّ إلى النار الّتي خلقها الله في المشرق فيدخل عليهم منها اللّهب والشرر والدخان وفورة الحميم إلى يوم القيامة ، ثمّ مصيرهم إلى الحميم ثمّ في النّار يسجرون ثمّ قيل لهم : أينما كنتم تدعون من دون الله ؟ أين إمامكم الّذي اتّخذتموه دون الإمام الّذي جعله الله للناس إماماً ؟.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن الحسين بن ميسّر قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن جنّة آدم عليه السلام فقال : جنّة من جنان الدّنيا تطلع فيها الشمس والقمر ولو كانت من جنان الآخرة ما خرج منها أبداً .

(باب ٩٢)

(الأطفال)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته هل سئل رسول الله صلى الله عليه وآله عن الأطفال ؟ فقال : قد سئل فقال : الله أعلم بما كانوا عاملين .

ثمّ قال : يا زرارة هل تدري قوله : « الله أعلم بما كانوا عاملين » ؟ قلت : لا ، قال : لله فيهم المشيئة إنّه إذا كان يوم القيامة جمع الله عزّ وجلّ الأطفال والّذي مات من النّاس في الفترة والشيخ الكبير الّذي أدرك النبيّ صلى الله عليه وآله وهو لا يعقل والأصمّ والأبكم الّذي لا يعقل والمجنون والأبله الّذي لا يعقل ، وكلّ واحد منهم يحتجّ على الله عزّ وجلّ فيبعث الله إليهم ملكاً من الملائكة فيؤجّج لهم ناراً ثمّ يبعث الله إليهم ملكاً فيقول لهم : إنّ ربّكم يأمركم أن تثبوا فيها ، فمن دخلها كانت عليه برداً وسلاماً واُدخل الجنّة ومن تخلّف عنها دخل النّار .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن غير واحد رفعوه إنّه سئل عن الأطفال فقال : إذا كان يوم القيامة جمعهم الله وأجّج لهم ناراً وأمرهم أن يطرحوا أنفسهم فيها فمن كان في علم الله عزّ وجلّ أنّه سعيد رمى بنفسه فيها وكانت عليه برداً

وسلاماً ومن كان في علمه أنّه شقيّ امتنع فيأمر الله بهم إلى النّار فيقولون: يا ربّنا تأمر بنا إلى النّار ولم تجر علينا القلم؟ فيقول الجبّار: قد أمرتكم مشافهة فلم تطيعوني فكيف ولو أرسلت رسلي بالغيب إليكم.

٣ - محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد عن يحيى الحلبيّ، عن ابن مسكان، عن زرارة قال: سألت أباجعفر عليه السلام عن الولدان فقال: سئل رسول الله صلى الله عليه وآله عن الولدان والأطفال فقال: الله أعلم بما كانوا عاملين.

وفي حديث آخر أمّا أطفال المؤمنين فيلحقون بآبائهم وأولاد المشركين يلحقون بآبائهم وهو قول الله عزّ وجلّ: «بإيمان ألحقنا بهم ذرّيّتهم».

٤ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عمر بن اُذينة، عن زرارة قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: ما تقول في الأطفال الّذين ماتوا قبل أن يبلغوا؟ فقال: سئل عنهم رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: الله أعلم بما كانوا عاملين ثمّ أقبل عليّ فقال: يا زرارة هل تدري ما عنى بذلك رسول الله صلى الله عليه وآله؟ قال: قلت: لا، فقال: إنّما عنى كفّوا عنهم ولا تقولوا فيهم شيئاً وردّوا علمهم إلى الله.

٥ - عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن الحكم، عن سيف بن عميرة، عن ابن بكير، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ: «والّذين آمنوا واتّبعتهم ذرّيّتهم بإيمان ألحقنا بهم ذرّيّتهم» قال: فقال: قصرت الأبناء عن عمل الآباء فألحقوا الأبناء بالآباء لتقرّ بذلك أعينهم.

٦ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن هشام، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عمّن مات في الفترة وعمّن لم يدرك الحنث والمعتوه؟ فقال: يحتجّ الله عليهم يرفع لهم ناراً فيقول لهم: ادخلوها، فمن دخلها كانت عليه برداً وسلاماً ومن أبى قال: ها أنتم قد أمرتكم فعصيتموني.

٧ - وبهذا الإسناد قال: ثلاثة يحتجّ عليهم الأبكم والطفل ومن مات في الفترة فترفع لهم نار فيقال لهم: ادخلوها فمن دخلها كانت عليه برداً وسلاماً ومن أبى قال تبارك وتعالى: هذا قد أمرتكم فعصيتموني.

﴿ باب ٩٣ النوادر ﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن نوح بن شعيب ، عن شهاب بن عبد ربّه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الجنب يغسّل الميّت ؟ أو من غسّل ميّتاً له أن يأتي أهله ثمّ يغتسل ؟ فقال : سواء لا بأس بذلك إذا كان جنباً غسل يده وتوضّأ وغسّل الميّت فإن غسّل ميّتاً ثمّ توضّأ ثمّ أتى أهله يجزئه غسل لأحدهما .

٢ ـ عليٌّ ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الميّت إذا حضره الموت أوثقه ملك الموت ولولا ذلك ما استقرّ .

٣ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن أبي محمّد الهذليّ ، عن إبراهيم ابن خالد القطّان ، عن محمّد بن منصور الصيقل ، عن أبيه قال : شكوت إلى أبي عبدالله عليه السلام وجداً وجدته على ابن لي هلك حتّى خفت على عقلي فقال : إذا أصابك من هذا شيء فأفض من دموعك فإنّه يسكن عنك .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم رفعه قال : لمّا مات ذرّ بن أبي ذرّ مسح أبوذرّ القبر بيده ثمّ قال : رحمك الله ياذرّ والله ان كنت بي بارّاً ولقد قبضت وإنّي عنك لراض ، أما والله مابي فقدك وما عليَّ من غضاضة ومالي إلى أحد سوى الله من حاجة ولولا هول المطّلع لسرّني أن أكون مكانك ولقد شغلني الحزن لك عن الحزن عليك والله ما بكيت لك ولكن بكيت عليك فليت شعري ماذا قلت ، وماذا قيل لك ، ثمّ قال : اللّهمّ إنّي قد وهبت له ما افترضت عليه من حقّي فهب له ما افترضت عليه من حقّك فأنت أحقّ بالجود منّي .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عثمان بن عيسى ، عن عدّة من أصحابنا قال : لمّا قبض أبو جعفر عليه السلام أمر أبو عبدالله عليه السلام بالسّراج في البيت الّذي كان يسكنه حتّى قبض أبو عبدالله عليه السلام ثمّ أمر أبو الحسن عليه السلام بمثل ذلك في بيت أبي عبدالله عليه السلام حتّى خرج به إلى العراق ثمّ لاأدري ما كان .

٦ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن أوّل من جعل له النّعش ، فقال : فاطمة عليها السلام .

٧ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن الميّت يبلى جسده ، قال : نعم حتّى لايبقى له لحم و لا عظم إلّا طينته الّتي خلق منها فإنّها لاتبلى ، تبقى في القبر مستديرة حتّى يخلق منها كما خلق أوّل مرّة .

٨ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وأحمد بن محمّد الكوفيّ ، عن بعض أصحابه ، عن صفوان بن يحيى ، عن يزيد بن خليفة الخولانيّ وهو يزيد بن خليفة الحارثيّ قال : سأل عيسى بن عبدالله أباعبدالله عليه السلام وأنا حاضر فقال : تخرج النّساء إلى الجنازة ؛ وكان عليه السلام متّكئاً فاستوى جالساً ثمّ قال : إنّ الفاسق عليه لعنة الله آوى عمّه المغيرة بن أبي العاص وكان ممّن هدر رسول الله صلى الله عليه وآله دمه فقال لابنة رسول الله صلى الله عليه وآله : لاتخبري أباك بمكانه كأنّه لا يوقن أنّ الوحي يأتي محمّداً فقالت : ما كنت لأكتم رسول الله صلى الله عليه وآله عدوّه فجعله بين مشجب له و لحفه بقطيفة فأتى رسول الله صلى الله عليه وآله الوحي فأخبره بمكانه فبعث إليه عليّاً عليه السلام وقال : اشتمل على سيفك ائت بيت ابنة ابن عمّك فإن ظفرت بالمغيرة فاقتله ، فأتى البيت فجال فيه فلم يظفر به فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وآله فأخبره فقال : يارسول الله لم أره ، فقال : إنّ الوحي قد أتاني فأخبرني أنّه في المشجب .

و دخل عثمان بعد خروج عليّ عليه السلام فأخذ بيد عمّه فأتى به [إلى] النبيّ صلى الله عليه وآله فلمّا رآه أكبّ عليه ولم يلتفت إليه وكان نبيّ الله صلى الله عليه وآله حييّاً كريماً فقال : يارسول الله هذا عمّي ، هذا المغيرة بن أبي العاص و فد والّذي بعثك بالحقّ آمنته قال أبوعبدالله عليه السلام : و كذب و الّذي بعثه بالحقّ ما آمنه فأعادها ثلاثاً و أعادها أبو عبد الله عليه السلام ثلاثاً أنّى آمنه إلّا أنّه يأتيه عن يمينه ثمّ يأتيه عن يساره فلمّا كان في الرّابعة رفع رأسه إليه فقال له : قد جعلت لك ثلاثاً فإن قدرت عليه بعد ثالثة قتلته فلمّا أدبر قال رسول الله صلى الله عليه وآله : اللّهمّ العن المغيرة بن أبي العاص والعن من يؤويه والعن من يحمله والعن من يطعمه والعن من يسقيه والعن من يجهّزه والعن من يعطيه سقاء أو حذاء أو رشاء أو وعاء وهو يعدّهنّ بيمينه وانطلق به عثمان فآواه وأطعمه وسقاه و حمله و جهّزه حتّى فعل جميع ما لعن عليه النّبيّ صلى الله عليه وآله من يفعله به ثمّ أخرجه في اليوم الرّابع يسوقه فلم يخرج من أبيات المدينة حتّى أعطب الله راحلته و نقب حذاه و ورمت قدماه فاستعان بيديه

و ركبتيه و أثقله جهازه حتّى وجس به ، فأتى شجرة فاستظلّ بها ، لو أتاها بعضكم ما أبهره ذلك فأتى رسول الله صلى الله عليه وآله الوحي فأخبره بذلك فدعا عليّاً عليه السلام فقال : خذ سيفك وانطلق أنت وعمّار وثالث لهم فأت المغيرة بن أبي العاص تحت شجرة كذا وكذا ، فأتاه عليّ عليه السلام فقتله ، فضرب عثمان بنت رسول الله صلى الله عليه وآله و قال : أنت أخبرت أباك بمكانه فبعثت إلى رسول الله صلى الله عليه وآله تشكو مالقيت ، فأرسل إليها رسول الله صلى الله عليه وآله اقني حياءك ما أقبح بالمرأة ذات حسب ودين في كلّ يوم تشكو زوجها فأرسلت إليه مرّات كلّ ذلك يقول لها ذلك ، فلمّا كان في الرّابعة دعا عليّاً عليه السلام وقال : خذ سيفك واشتمل عليه ثمّ ائت بيت ابنة ابن عمّك فخذ بيدها فإن حال بينك وبينها أحدٌ فاحطمه بالسّيف وأقبل رسول الله صلى الله عليه وآله كالواله من منزله إلى دار عثمان فأخرج عليّ عليه السلام ابنة رسول الله فلمّا نظرت إليه رفعت صوتها بالبكاء و استعبر رسول الله صلى الله عليه وآله و بكى ثمّ أدخلها منزله وكشفت عن ظهرها فلمّا أن رأى مابظهرها قال : ثلاث مرّات ماله قتلك قتله الله وكان ذلك يوم الأحد وبات عثمان ملتحفاً بجاريتها فمكث الإثنين والثّلاثاء وماتت في اليوم الرّابع فلمّا حضر أن يخرج بها أمر رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة عليها السلام فخرجت و نساء المؤمنين معها وخرج عثمان يشيّع جنازتها فلمّا نظر إليه النّبيّ صلى الله عليه وآله قال : من أطاف البارحة بأهله أو بفتاته فلايتبعنّ جنازتها قال ذلك ثلاثاً فلم ينصرف فلمّا كان في الرّابعة قال : لينصرفنّ أولأُسمّينّ باسمه ، فأقبل عثمان متوكّئاً على مولى له ممسك ببطنه فقال : يا رسول الله إنّي اشتكي بطني فإن رأيت أن تأذن لي أنصرف قال : انصرف وخرجت فاطمة عليها السلام ونساء المؤمنين والمهاجرين فصلّين على الجنازة .

٩ - ٩ - و بهذا الإسناد : أنّ امير المؤمنين عليه السلام اشتكى عينه فعاده النّبيّ صلى الله عليه وآله فإذا هو يصيح ، فقال النّبيّ صلى الله عليه وآله : أجزعاً أم وجعاً ؟ فقال : يا رسول الله ماوجعت وجعاً قطّ أشدّ منه ، فقال : ياعليّ إنّ ملك الموت إذا نزل لقبض روح الكافر نزل معه سفّود من نار فينزع روحه به فتصيح جهنّم فاستوى عليّ عليه السلام جالساً فقال : يارسول الله أعد عليّ حديثك فلقد أنساني وجعي ماقلت ، ثمّ قال : هل يصيب ذلك أحداً من أُمّتك قال : نعم حاكم جائر وآكل مال اليتيم ظلماً وشاهد زور .

١٠ ١٠- عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أعدّ الرّجل كفنه فهو مأجور كلّما نظر إليه .

١١ ١١- سهل بن زياد ؛ و عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن عليّ بن رئاب قال : سمعت أباالحسن الأوّل عليه السلام يقول : إذا مات المؤمن بكت عليه الملائكة و بقاع الأرض الّتي كان يعبدالله عليها و أبواب السّماء الّتي كان يصعد أعماله فيها وثلم ثلمة في الإسلام لايسدّها شيء لأنّ المؤمنين حصون الإسلام كحصون سور المدينة لها .

١٢ ١٢- سهل ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن حمّاد بن عثمان ، عن عامر بن عبدالله قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : كان على قبر إبراهيم ابن رسول الله صلى الله عليه وآله عذق يظلّه من الشمس يدور حيث دارت الشّمس فلمّا يبس العذق درس القبر فلم يعلم مكانه .

١٣ ١٣- الحسين بن محمّد ، عن عبدالله بن عامر ، عن عليّ بن مهزيار ، عن حمّاد بن عيسى ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان البراء بن معرور التّميميّ الأنصاريّ بالمدينة وكان رسول الله صلى الله عليه وآله بمكّة و إنّه حضره الموت وكان رسول الله صلى الله عليه وآله و المسلمون يصلّون إلى بيت المقدس فأوصى البراء إذا دفن أن يجعل وجهه إلى رسول الله صلى الله عليه وآله إلى القبلة فجرت به السنّة و أنّه أوصى بثلث ماله فنزل به الكتاب وجرت به السنّة .

١٤ ١٤- عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاء جبرئيل إلى النبيّ صلى الله عليه وآله فقال : يا محمّد عش ماشئت فإنّك ميّت وأحبب من شئت فإنّك مفارقه و اعمل ماشئت فإنّك لاقيه .

١٥ ١٥- ابن أبي عمير ، عن أيّوب ، عن أبي عبيدة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : حدّثني ما أنتفع به فقال : يا أباعبيدة أكثر ذكر الموت فإنّه لم يكثر ذكره إنسان إلّا زهد في الدّنيا .

١٦ ١٦- ابن أبي عمير ، عن الحكم بن أيمن ، عن داود الأبزاريّ ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : مناد ينادي في كلّ يوم : ابن آدم لد للموت واجمع للفناء وابن للخراب .

١٧ ١٧- ابن أبي عمير ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : شكوت إلى أبي

عبدالله عليه السلام الوسواس فقال : ياأبا محمد اُذكر تقطّع أوصالك في قبرك ورجوع أحبابك عنك إذا دفنوك في حفرتك و خروج بنات الماء من منخريك و أكل الدّود لحمك فإنّ ذلك يسلّي عنك ما أنت فيه قال أبوبصير : فوالله ما ذكرته إلّا سلّى عنّي ما أنافيه من همّ الدّنيا .

١٨ - أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن ابن فضّال ، عن عليّ بن عقبة ، عن أسباط بن سالم مولى أبان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : جعلت فداك يعلم ملك الموت بقبض من يقبض ؟ قال : لا إنّما هي صكاك تنزل من السّماء أقبض نفس فلان ابن فلان .

١٩ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عمّن أخبره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من كان معه كفنه في بيته لم يكتب من الغافلين و كان مأجوراً كلّما نظر إليه .

٢٠ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : مامن أهل بيت شعر ولا وبر إلّا و ملك الموت يتصفّحهم في كلّ يوم خمس مرّات .

٢١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن المفضّل بن صالح ، عن زيد الشحّام قال : سئل أبوعبدالله عليه السلام عن ملك الموت ، يقال : الأرض بين يديه كالقصعة يمدّ يده منها حيث شاء ؟ قال : نعم .

٢٢ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ابن أيّوب ، عن أبي المغرا قال : حدّثني يعقوب الأحمر قال : دخلنا على أبي عبدالله عليه السلام نعزّيه بإسماعيل فترحّم عليه ثمّ قال : إنّ الله عزّ وجلّ نعى إلى نبيّه صلّى الله عليه وآله نفسه فقال : « إنّك ميّت و إنّهم ميّتون »(١) و قال : « كلّ نفس ذائقة الموت » ثمّ أنشأ يحدّث فقال : إنّه يموت أهل الأرض حتّى لايبقى أحد ثمّ يموت أهل السّماء حتّى لايبقى أحد إلّا ملك الموت وحملة العرش وجبرئيل وميكائيل عليهم السلام قال : فيجيئ ملك الموت عليه السلام حتّى يقوم بين يدي الله عزّ وجلّ فيقال له : من بقي ؟ - وهو أعلم - فيقول : يارب لم يبق

إلّا ملك الموت وحملة العرش وجبرئيل وميكائيل ، فيقال له : قل لجبرئيل وميكائيل فليموتا ، فتقول الملائكة عند ذلك : يارب رسوليك وأمينيك ، فيقول : إنّي قدقضيت على كلّ نفس فيها الرّوح الموت ، ثمّ يجيىء ملك الموت حتّى يقف بين يدي الله عزّ وجلّ فيقال له : من بقي ؟ ـ وهوأعلم ـ فيقول : يارب لم يبق إلّا ملك الموت وحملة العرش ، فيقول : قل لحملة العرش فليموتوا ، قال : ثمّ يجيىء كئيباً حزيناً لايرفع طرفه فيقال : من بقي ؟ فيقول : يارب لم يبق إلّا ملك الموت ، فيقال له : مت يا ملك الموت فيموت ثمّ يأخذ الأرض بيمينه والسّماوات بيمينه ويقول : أين الّذين كانوا يدعون معي شريكاً أين الّذين كانوا يجعلون معي إلهاً آخر ؟.

۲۳۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن مفضّل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أخبرني جبرئيل عليه السلام أنّ ملكاً من ملائكة الله كانت له عندالله عزّ وجلّ منزلة عظيمة فتعتّب عليه فأهبط من السّماء إلى الأرض فأتى إدريس عليه السلام فقال : إنّ لك من الله منزلة فاشفع لي عند ربّك ، فصلّى ثلاث ليال لايفتر وصام أيّامها لايفطر ثمّ طلب إلى الله تعالى في السّحر في الملك فقال الملك : إنّك قد اُعطيت سؤلك وقد اُطلق لي جناحي وأنا أحبّ أن اُكافيك فاطلب إليّ حاجة ، فقال : تريني ملك الموت لعلّي آنس به فإنّه ليس يهنئني مع ذكره شيء فبسط جناحه ثمّ قال : اركب فصعد به يطلب ملك الموت في السّماء الدّنيا ، فقيل له : اصعد فاستقبله بين السّماء الرّابعة والخامسة فقال الملك : يا ملك الموت مالي أراك قاطباً ؟ قال : العجب إنّي تحت ظلّ العرش حيث اُمرت أن أقبض روح آدميّ بين السّماء الرّابعة والخامسة فسمع إدريس عليه السلام فامتعض فخرّ من جناح الملك فقبض روحه مكانه وقال الله عزّ وجلّ : «ورفعناه مكاناً عليّاً» .

۲۳۳ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن النّعمان ، عن ابن مسكان ، عن داود بن فرقد [أبي يزيد] عن ابن أبي شيبة الزّهريّ ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الموت الموت . ألا ولابدّ من الموت ، جاء الموت بمافيه ، جاء بالرّوح والرّاحة والكرّة المباركة إلى جنّة عالية لأهل دار الخلود الّذين كان لها سعيهم و فيها

رغبتهم ، وجاء الموت بمافيه بالشقوة والندامة وبالكرة الخاسرة إلى نار حامية لأهل دار الغرور ، الّذين كان لها سعيهم وفيها رغبتهم ، ثمّ قال : وقال : إذا استحقّت ولاية الله والسّعادة جاء الأجل بين العينين و ذهب الأمل وراء الظّهر و إذا استحقّت ولاية الشّيطان والشّقاوة جاء الأمل بين العينين و ذهب الأجل وراء الظّهر ، قال : وسئل رسول الله صلى الله عليه وآله أيّ المؤمنين أكيس ؟ فقال : أكثرهم ذكراً للموت و أشدّهم له استعداداً .

٢٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي حمزة قال : سمعت عليّ بن الحسين عليهما السلام يقول : عجب كلّ العجب لمن أنكر الموت وهو يرى من يموت كلّ يوم وليلة و العجب كلّ العجب لمن أنكر النّشأة الاُخرى وهو يرى النّشأة الاُولى .

٢٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن الحسين بن إسحاق ، عن عليّ بن مهزيار ، عن فضالة بن أيّوب ، عن سعدان ، عن عجلان أبي صالح قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : يا أبا صالح إذا أنت حملت جنازة فكن كأنّك أنت المحمول وكأنّك سألت ربّك الرّجوع إلى الدّنيا ففعل فانظر ماذا تستأنف ، قال : ثمّ قال : عجب لقوم حبس أوّلهم عن آخرهم ثمّ نودي فيهم الرّحيل وهم يلعبون .

٢٧ ـ عنه ، عن فضالة ، عن إسماعيل بن أبي زياد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : ما أنزل الموت حقّ منزلته من عدّ غداً من أجله ، قال : و قال أمير المؤمنين عليه السلام : ما أطال عبد الأمل إلّا أساء العمل ، وكان يقول : لو رأى العبد أجله و سرعته إليه لأبغض العمل من طلب الدّنيا .

٢٨ ـ محمّد ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسين بن علوان ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن لحظة ملك الموت ، قال : أما رأيت النّاس يكونون جلوساً فتعتريهم السّكتة فما يتكلّم أحد منهم فتلك لحظة ملك الموت حيث يلحظهم .

٢٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عمرو بن عثمان ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن قول الله تبارك وتعالى : « وقيل من راق » وظنّ

أنّه الفراق » قال : فإنّ ذلك ابن آدم إذا حلّ به الموت قال : هل من طبيب ؟ إنّه الفراق . أيقن بمفارقة الأحبّة قال : « والتفّت السّاق بالسّاق » التفّت الدّنيا بالآخرة « ثمّ إلى ربّك يومئذ المساق » قال : المصير إلى ربّ العالمين .

٣٠ - محمّد بن يحيى ، عن الحسين بن إسحاق ، عن عليّ بن مهزيار ، عن عليّ بن إسماعيل الميثميّ ، عن عبد الأعلى مولى آل سام قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : قول الله عزّ وجلّ : « إنّما نعدّ لهم عدّاً » ؟ قال : ما هو عندك ؟ قلت : عدد الأيّام ، قال : إنّ الآباء والأُمّهات يحصون ذلك ، لا ولكنّه عدد الأنفاس .

٣١ - عنه ، عن فضالة ، عن موسى بن بكر ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الحياة والموت خلقان من خلق الله فإذا جاء الموت فدخل في الإنسان لم يدخل في شيء إلّا وقد خرجت منه الحياة .

٣٢ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بعض أصحابه ، عن محمّد بن سكين قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن الرّجل يقول : استأثر الله بفلان فقال : ذا مكروه ، فقيل : فلان يجود بنفسه ، فقال : لا بأس أما تراه يفتح فاه عند موته مرّتين أو ثلاثة فذلك حين يجود بها لما يرى من ثواب الله عزّ وجلّ وقد كان بها ضنيناً .

٣٣ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ قوماً فيما مضى قالوا لنبيّ لهم : ادع لنا ربّك يرفع عنّا الموت فدعا لهم فرفع الله عنهم الموت فكثروا حتّى ضاقت عليهم المنازل وكثر النّسل ويصبح الرّجل يطعم أباه وجدّه وأُمّه وجدّ جدّه ويوضّيهم ويتعاهدهم فشغلوا عن طلب المعاش ، فقالوا : سل لنا ربّك أن يردّنا إلى حالنا الّتي كنّا عليها فسأل نبيّهم ربّه فردّهم إلى حالهم .

٣٤ - عليّ بن محمّد ، عن بعض أصحابنا ، عن عليّ بن الحكم ، عن ربيع بن محمّد ، عن عبدالله بن سليم العامريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ عيسى ابن مريم جاء إلى قبر يحيى بن زكريّا عليه السلام وكان سأل ربّه أن يحييه له فدعاه فأجابه وخرج إليه من القبر فقال له : ما تريد منّي فقال له : أُريد أن تؤنسني كما كنت في الدّنيا فقال له : يا عيسى ما سكنت عنّي حرارة الموت وأنت تريد أن تعيدني إلى الدّنيا وتعود عليّ حرارة

الموت ، فتركه فعاد إلى قبره .

٣٢٥ ٣٥ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن يزيد الكناسي عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ فتية من أولاد ملوك بني إسرائيل كانوا متعبّدين وكانت العبادة في أولاد ملوك بني إسرائيل وإنّهم خرجوا يسيرون في البلاد ليعتبروا فمرّوا بقبر على ظهر الطريق قد سفى عليه السّافي ليس يتبيّن منه إلّا رسمه فقالوا : لو دعونا الله السّاعة فينشر لنا صاحب هذا القبر فسألناه كيف وجد طعم الموت ، فدعوا الله وكان دعاؤهم الّذي دعوا الله به : أنت إلهنا يا ربّنا ليس لنا إله غيرك و البديع الدّائم غير الغافل والحيّ الّذي لا يموت لك في كلّ يوم شأن تعلم كلّ شيء بغير تعليم ، أنشر لنا هذا الميّت بقدرتك ، قال : فخرج من ذلك القبر رجل أبيض الرّأس و اللّحية ينفض رأسه من التّراب فزعاً شاخصاً بصره إلى السماء فقال لهم : ما يوقفكم على قبري فقالوا : دعوناك لنسألك كيف وجدت طعم الموت فقال لهم : لقد سكنت في قبري تسعة و تسعين سنة ما ذهب عنّي ألم الموت وكربه ولا خرج مرارة طعم الموت من حلقي فقالوا له : متّ يوم متّ وأنت على ما نرى أبيض الرّأس واللّحية ؟ قال : لا ولكن لمّا سمعت الصّيحة اُخرج اجتمعت تربة عظامي إلى روحي فنفست فيه فخرجت فزعاً شاخصاً بصري مهطعاً إلى صوت الدّاعي فابيضّ لذلك رأسي ولحيتي .

٣٢٦ ٣٦ ـ علي ، عن أبيه ، عن النّوفلي ، عن السّكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال النبيّ صلى الله عليه وآله : من أشراط السّاعة أن يفشو الفالج وموت الفجأة .

٣٢٧ ٣٧ ـ علي بن محمد ، عن صالح بن أبي حمّاد رفعه قال : جاء أمير المؤمنين عليه السلام إلى الأشعث بن قيس يعزيه بأخ له يقال له : عبدالرّحمن فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : إن جزعت فحقّ الرّحم آتيت و إن صبرت فحقّ الله أدّيت على إنّك إن صبرت جرى عليك القضاء وأنت محمود وإن جزعت جرى عليك القضاء وأنت مذموم ، فقال له الأشعث : إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، فقال أمير المؤمنين عليه السلام : أتدري ما تأويلها ؟ فقال الأشعث : لا أنت غاية العلم ومنتهاه ، فقال له : أمّا قولك : إنّا لله فإقرار منك بالملك وأمّا قولك وإنّا إليه راجعون فإقرار منك بالهلاك .

٣٢٨ ٣٨ ـ محمد بن يحيى يرفعه ، عن أمير المؤمنين عليه السلام قال : دعا نبيّ من الأنبياء

على قومه فقيل له : أسلّط عليهم عدوّهم ؟ فقال : لا ، فقيل له فالجوع ؟ فقال : لا ، فقيل له : ما تريد ؟ فقال : موت دفيق يحزن القلب ويقلّ العدد فأرسل إليهم الطّاعون.

۲۹ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن أسباط رفعه قال : كان أبو عبدالله عليه السلام يقول عند المصيبة : الحمد لله الّذي لم يجعل مصيبتي في ديني والحمد لله الّذي لو شاء أن يجعل مصيبتي أعظم ممّا كانت و الحمد لله على الأمر الّذي شاء أن يكون فكان .

۳۰ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّضر بن سويد ، عن القاسم بن سليمان ، عن عبدالحميد بن أبي جعفر الفرّاء قال : إنّ أبا جعفر عليه السلام انقلع ضرس من أضراسه فوضعه في كفّه ثمّ قال : الحمد لله ، ثمّ قال : يا جعفر إذا أنا متّ ودفنت فادفنه معي

إلى أبي جعفر عليه السلام رجل يشكو إليه مصابه بولد له و شدّة ما يدخله فقال: و كتب عليه السلام إليه: أما علمت أنّ الله عزّ وجلّ يختار من مال المؤمن و من ولده أنفسه ليأجره على ذلك.

کتاب الجنایز

باب

موت کی بیماری

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے لوگ زمانۂ جناب ابراہیم میں بغیر کسی مرض کے اچانک مر جاتے تھے۔ حضرت نے دعا کی کہ پروردگارا موت کی کوئی بیماری قرار دے تاکہ بیمار اس میں صبر کا اجر پائے اور عیادت کرنے والے اس کو مصائب پر صبر کرنے کے لیے تسلی اور دلاسہ دیں پس خدا نے پہلے تپ یا بخار کو نازل فرمایا اس کے بعد دوسرے امراض کو (مرسل)

۲۔ ترجمہ اوپر گذرا۔

۳۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے بخار موت کا کھینچنے والا ہے اور وہ روئے زمین پر اللہ کا بنایا ہوا قید خانہ ہے وہ مومن کی حفاظت ہے آتش دوزخ سے۔

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب نبی داؤد علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ان کی میت پر پرندوں نے اپنا سایہ کر لیا اور جب موسیٰ وادیٔ تیہ میں مرے تو ایک چیخنے والے نے آسمان سے چیخ نکالی کہ موسیٰ مر گئے اور کون سا نفس ہے جو نہ مرے گا۔

۵۔ رسول اللہ نے فرمایا مرگ ناگہانی گناہوں میں تخفیف کا باعث ہے مومن کے لئے اور باعث سخت عذاب ہے کافر کے لئے۔ (ض)

۶۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے ہمارے اکثر دوست پیٹ کے مرض میں جلد مرتے ہیں۔ (ض)

۷۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا بخار موت کو کھینچنے والا ہے اور زمین اللہ کا قید خانہ ہے اور نجات ہے جہنم سے اور ہر مومن کو عذاب نار سے بچانے والا ہے۔ (مرسل)

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے مومن ہر بلا میں مبتلا ہوتا ہے اور ہر طرح کی موت مرتا ہے لیکن وہ خودکشی نہیں کرتا۔

۹۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ مومن ہر طرح کی موت مرتا ہے وہ ڈوب کر مرتا ہے مکان گرنے سے مرتا ہے درندے کے پھاڑ کھانے سے مرتا ہے بجلی گرنے سے مرتا ہے مگر ذکر خدا کرنے کی حالت میں کوئی مصیبت اسے نہیں پہنچتی۔ (ض)

۱۰۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اللہ مومن کو ہر بلا میں مبتلا کرتا ہے اور ہر طرح کی موت دیتا ہے لیکن سلب عقل کی

مصیبت میں مبتلا نہیں کرتا۔ ایوب علیہ السلام کے مال، اولاد اور اہل و عیال ہر شے پر شیطان کا تسلط ہوا لیکن ان کی عقل پر تسلط نہ پا سکا۔ کیونکہ وہ اس سے اللہ کی توحید کا یقین رکھتے تھے۔ (ض)

باب ۲
ثواب المرض

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے

کہ رسول اللہ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور مسکرائے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔

فرمایا میں نے تعجب کیا ان دو فرشتوں پر جو آسمان سے زمین پر اترے اس بندۂ مومن کو تلاش کرتے ہوئے جو اپنے مصلّے پر نماز ادا کر رہا ہوتا کہ اس کے دن اور رات کے عمل کو لکھیں لیکن انھوں نے اسے مصلّے پر نہ پایا وہ آسمان پر گئے اور کہنے لگے اے ہمارے رب ہم نے فلاں بندے کو مصلّے پر تلاش کیا تا کہ اس کے دن اور رات کے اعمال لکھیں۔ پس ہم اس تک نہ پہنچے۔ ہم نے اس کو بیماری میں پایا۔ فرمایا اس میرے بندے کے دن اور رات کے وہی عمل لکھو جو بحالت صحت لکھتے جب تک وہ بیمار رہے اور فرمایا میرے اوپر ہے لکھنا اس کے عمل کا ہے جب بیماری کی وجہ سے اس کے عمل کو روکے ہوں۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص پر جب پیری کا غلبہ ہوتا ہے تو اللہ ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس حالت میں اس کے لیے وہی عمل خیر لکھیں جو اس کی جوانی اور تندرستی کی حالت میں لکھے تھے اور اسی طرح جب وہ بیمار ہوتا ہے تو ایک فرشتہ کو معین کرتا ہے کہ وہ حالت مرض میں اس کے لیے وہی لکھے جو حالت تندرستی میں بجا لاتا۔ (ض)

۳۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ اس فرشتہ سے فرماتا ہے جسے بندۂ مومن پر موکل کرتا ہے کہ حالت مرض میں اسکے لئے وہی لکھ جو اس کی صحت کی حالت میں لکھتا کیونکہ میں نے اسے اپنی قید میں ڈالا ہے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے

مرض کی حالت میں ایک رات جاگنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے

جب بندہ مریض پر موکل دونوں فرشتے شام کو آسمان پر جاتے ہیں تو خدا ان سے پوچھتا ہے تم نے میرے مریض بندہ کے

کے متعلق کیا لکھا وہ کہتے ہیں شکایت۔ خدا کہتا ہے میرے بندے کے ساتھ یہ انصاف نہیں کہ میں اس کو مرض کی قید میں رکھوں اور پھر اسے شکایت سے بھی روکوں، تم اس کے اعمال نامہ میں وہ لکھو جو صحت کے زمانہ میں اس کی نیکیاں لکھتے۔ برائیاں نہ لکھو کیونکہ وہ میری قید میں ہے۔ (ض)

۶۔ فرمایا حضرت نے بحالت مرض یا درد ایک رات جاگنا بہتر ہے ایک سال کی عبادت سے۔

۷۔ فرمایا جب مومن بیمار ہوتا ہے تو خدا بائیں طرف والے فرشتے سے فرماتا ہے میرے اس بندے کا کوئی گناہ نہ لکھنا جب تک وہ میری قید میں (بیماری) ہے اور داہنی طرف والے سے کہتا ہے کہ تو اسی طرح لکھتا رہ جس طرح بحالت صحت لکھتا تھا۔ (ض)

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک رات کے بخار کا اجر برابر ہے ایک سال کی عبادت کے اور دو رات کا برابر ہے دو سال کی عبادت کے اور تین رات کا برابر ہے ستّر سالہ عبادت کے اگر وہ ستّر سال زندہ نہ رہے۔ فرمایا اس کے ماں باپ کے ستّر سالہ عبادت کے، اگر وہ بھی زندہ نہ ہوں۔ فرمایا اس کے رشتہ داروں کو ملے گا اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو اس کے پڑوسیوں کو وہ ثواب ملے گا۔ (ض)

۹۔ جسم بیمار نہ ہو تو یہ اس کے لیے بڑا ہے۔

۱۰۔ ایک رات کا بخار کفارہ ہوتا ہے اس کے ماقبل اور مابعد کے گناہوں کا۔

تتمہ ثواب المرض

۱۔ فرمایا حضرت رسولِ خدا نے (حدیث قدسی) کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو مومن تین دن بیمار رہے اور اپنے کسی عیادت کرنے والے سے شکایت نہ کرے تو میں اس کے گوشت کو بہترین گوشت میں اور خون کو بہترین خون میں تبدیل کر دوں گا۔ پس اس کے لیے عافیت ہی عافیت ہے کوئی گناہ اس کے ذمہ نہیں، جب میں اس کی روح قبض کروں گا تو اس کو اپنی رحمت کی طرف لے جاؤں گا۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس بندہ کو میں کسی مرض میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ عیادت کرنے والوں سے میری شکایت نہیں کرتا تو میں اس کے گوشت کو بہترین گوشت سے اور خون کو بہترین خون سے بدل دیتا ہوں اگر قبض روح کرتا ہوں تو اس کو اپنی رحمت کی طرف لے جاتا ہوں اگر وہ زندہ رہتا ہے تو اس طرح کہ کوئی گناہ اس پر نہیں رہتا۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ اللہ نے فرمایا ہے جس مومن کو میں کسی بلا میں مبتلا کرتا ہوں اور اپنے عیادت کرنے والوں سے تین دن شکایت نہیں کرتا تو میں اس کے گوشت اور خون کو بہترین گوشت اور خون سے

بدل دیتا ہوں اور زندہ رکھتا ہوں اس حالت میں کہ کوئی گناہ اس پر نہیں ہوتا۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو کوئی ایک رات بھی بیمار ہو اور اس بیماری کو اچھی طرح قبول کرے تو خدا اسے ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب دیتا ہے کسی نے پوچھا کیا مراد ہے اچھا قبول کرنے سے، فرمایا اپنے مرض کی شکایت نہ کرے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے

جو ایک رات بیمار ہو اور شکایت نہ کرے اور خدا کا شکر ادا کرے۔

تو یہ ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب رکھتا ہے۔ میں نے کہا۔ اچھے قبول کرنے سے کیا مراد ہے، فرمایا جس مصیبت میں ہو اس پر صبر کرے اور جب صبح ہو تو خدا کا شکر کرے۔

۶۔ فرمایا صادق آل محمدؐ نے جو کوئی تین دن بیمار رہے اور اس کو چھپائے اور کسی سے نہ کہے، تو اللہ بدل دے گا اس کے گوشت اور خون اور جلد کو ایسے گوشت اور خون اور جلد سے، جس میں کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ (حسن)

باب ۳

حد شکایت

۱۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حد شکایت کیا ہے فرمایا۔ اگر یہ کہے کہ مجھے بخار آ گیا ہے اور گزشتہ رات جاگتا رہا ہوں تو وہ سچا ہے یہ کہنا شکایت نہیں۔ بلکہ یہ کہنا ہے کہ میں ایسی بلا میں مبتلا ہوں کہ کوئی نہ ہوگا اور مجھ پر وہ مصیبت پڑی ہے جو کسی پر نہ پڑی ہوگی۔ ہاں اگر یہ کہے کہ رات بھر جاگا ہوں اور مجھے بخار ہے تو یہ شکایت نہیں۔

باب ۴

مریض کا لوگوں کو مرض سے آگاہ کرنا

۱۔ فرمایا مریض کو چاہیئے اپنے مرض سے لوگوں کو آگاہ کرے تاکہ وہ اس کی عیادت کریں جس کا اجر انھیں بھی ملے اور مریض کو بھی، کسی نے کہا عیادت کرنے والوں کا اجر اگر ہے تو ٹھیک ہے۔ اس کے پاس جمع ہوں گے۔ لیکن مریض کو اجر کیسا فرمایا اس لئے کہ اس نے اکتساب حسنات کا لوگوں کو موقع دیا۔ اس لئے دس نیکیاں اس کے نام پر لکھی اور اس کے دس گناہ محو کئے جائیں گے۔

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب مریض کے پاس کوئی عیادت کو آئے تو اس سے دعا کرنے کو کہے کیونکہ دعا مثل ملائکہ

کی دعا کے ہو گی۔ (ص)

باب ۵

کب عیادت کی جائے اور کتنی دیر تک

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ درد چشم میں عیادت کی ضرورت نہیں، جب ضرورت آپڑے تو ایک دن، دوسرے دن نہیں، جب بیماری طول پکڑ جائے تو مریض کو اس کے عیال پر چھوڑ دے تاکہ عیادت کرنے والوں کی وجہ سے مریض کو پریشانی نہ ہو۔

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے عیادت اتنی دیر ہونی چاہیئے جتنی دیر کے لئے اونٹنی کے تھن دودھ دینے کے لئے دبائے جائیں یعنی تھوڑی دیر۔ (حسن)

۳۔ ہم نے ایک راستہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا استقبال کیا۔ فرمایا کہاں جانے کا ارادہ ہے ہم نے کہا فلاں شخص کی عیادت مقصود ہے فرمایا ٹھہرو تم میں سے کسی کے پاس سیب، بہی، ترنج یا تھوڑی سی خوشبو یا تھوڑا سا عود بخور ہے۔ ہم نے کہا۔ ان میں سے تو کوئی چیز نہیں۔ فرمایا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ مریض ایسی چیزوں سے راحت پاتا ہے۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے

پوری عیادت مریض کی یہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھو اور اس کے پاس کم بیٹھو۔ کیونکہ حماقت کی عیادت مریض کے لئے درد سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ (ض)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے پوری عیادت یہ ہے کہ اپنا ہاتھ مریض پر رکھو جب اس کے پاس جاؤ۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ عیادت کرنے والے کے لئے سب سے بڑا اجر اس میں ہے کہ جب اپنے مومن بھائی کی عیادت کرے تو کم سے کم اس کے پاس بیٹھے، ہاں جب مریض زیادہ دیر تک اس کا بیٹھنا چاہے اور اس سے درخواست کرے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا پوری عیادت یہ ہے کہ عیادت کرنے والا اپنا ہاتھ مریض کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھے۔ (ض)

باب ۶

ثواب عیادت مریض

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب کوئی مرض میں اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو اگر صبح کا وقت ہوتا ہے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس پر درود بھیجتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہوتا ہے تو صبح تک،

اور جنت کا ایک حصہ اس کو ملتا ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب کوئی مریض کی عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت کرتے ہیں اور جب تک گھر لوٹے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (موثق)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب کوئی کسی مومن کی عیادت کرتا ہے تو رحمتِ الٰہی اس پر چھا جاتی ہے اور جب تک بیٹھا رہتا ہے رحمت خدا اس کو گھیرے رہتی ہے اور ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور رحمت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں خوشحال تیرا کہ تیرے لیے جنت ہے اب سے لے کر کل تک اور راوی ابوحمزہ اس کے لیے جنت میں خریف ہے میں نے کہا خریف کیا ہے فرمایا جنت کا ایک گوشہ ہے کہ ایک سوار اس میں چالیس سال کی راہ چل سکتا ہے۔

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو کسی مریض مومن کی قربتہً الی اللہ عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتہ معین کرتا ہے جو ہر روز قیامت تک اس کی قبر میں جا کر اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔

۵۔ فرمایا حضرت نے جو کسی مریض مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے معین کرتا ہے جو اس کی سواری کو گھیر لیتے ہیں اور اس کے پیچھے چلتے ہیں اور قیامت تک اس کے لیے تقدیس و تسبیح کرتے ہیں اور ان کی عبادت کا نصف حصہ مریض کی عیادت کرنے والے کو ملتا ہے۔ (ض)

۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی کسی مومن کی عیادت صبح کو کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پیچھے چلتے ہیں اور جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت خدا اس کو گھیر لیتی ہے اور وہ فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں شام تک اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک۔ (ض)

۷۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے موسیٰؑ نے مناجات کی کہ خداوندا مریض کی عیادت کا کیا اجر ہے خدا نے فرمایا ایک فرشتہ کو معین کیا جاتا ہے کہ اس کے لیے قیامت تک عبادت کرے۔ (مرسل)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے، رسول اللہ نے فرمایا، جو کسی مومن کی عیادت کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے اس کا نام لے کر ندا کرتا ہے۔ اے فلاں تو اچھا ہے اور تیرا چلنا بھی اچھا ہے جنت کے ثواب کے لیے

باب
تلقین میّت

۱۔ فرمایا بحالت احتضار مرنے والے کو یہ کہنے کی تلقین کرو۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ الخ (حسن)

۲۔ فرمایا صادق آل محمدؑ نے کہ جب کسی کو حالت احتضار میں پاؤ تو اس کو کلمات فرج کہنے کی تعلیم دو اور وہ یہ ہیں۔

۳- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا (مخالفوں سے) تم اپنے مُردوں کو موت کے وقت تلقین کرتے ہو لا الٰہ الا اللہ ہم اس کے ساتھ محمدؐ رسول اللہ بھی کہلواتے ہیں۔

۴- ابو بکر حضرمی نے بیان کیا۔ میرے خاندان کا ایک شخص بیمار ہوا۔ میں اس کی عیادت کے لئے گیا۔ میں نے اس سے کہا میرے بھائی میں نصیحت کرنا چاہتا ہوں کیا تم قبول کرو گے اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اس نے کہہ دیا۔ میں نے کہا یہ گواہی فائدہ نہ دے گی اس نے کہا یقین کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا یہ بھی کہو اشہد ان محمد رسولؐ اللہ، اس نے یہ بھی کہہ دیا۔ میں نے کہا بغیر یقین یہ گواہی مفید نہ ہوگی اس نے کہا یقین کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا۔ یہ بھی کہو۔ علیؑ، رسولؐ اللہ کے وصی اور ان کے بعد ان کے خلیفہ ہیں اور ان کی اطاعت واجب ہے اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ یہ گواہی فائدہ نہ دے گی بغیر یقین کے اس نے کہا میں یقین سے کہتا ہوں پھر میں نے آئمہ علیہم السلام کے نام اس کو سنائے۔ ایک ایک کر کے بتلائے۔ اس نے اقرار کیا اور کہا کہ یہ گواہی یقین کے ساتھ ہے تھوڑی دیر بعد وہ مر گیا۔ اس کے گھر والے شدت سے رونے پیٹنے لگے میں وہاں سے چلا آیا اس کے بعد پھر وہاں پہنچا تو غم کو ہلکا پایا میں نے اس کی بی بی سے کہا۔ تمہارے صبر کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا اس موت سے ہم پر سخت مصیبت نازل ہوئی ہے لیکن اس نے رات کو اپنے کو خواب میں دکھایا۔ میں نے کہا کیا تم فلاں ہو۔ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا کیا تم مرے نہیں، اس نے کہا۔ مرا تو ہوں، لیکن نجات پائی، ان کلمات سے جو ابو بکر نے مجھے تعلیم کئے تھے اگر وہ تعلیم نہ ہوتی تو میں تیرے خاندان والوں میں ہوتا یعنی معذب۔ (حسن)

۵- ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھے حمران بھی موجود تھا کہ آپؑ کا غلام آیا اور کہنے لگا عکرمہ موت کی کشمکش میں ہے اور وہ خارجیوں کا عقیدہ رکھتا تھا امام محمد باقر علیہ السلام سے قطع تعلق کئے ہوئے تھا حضرت نے ہم سے فرمایا تم میرا انتظار کرو میں ابھی واپس آیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ لوٹ آئے اور فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ میں عکرمہ کو مرنے سے پہلے دیکھ لیتا۔ میں اس وقت پہنچا جب وہ مر چکا تھا۔
میں نے کہا۔ میں آپؑ پر فدا ہوں وہ کیا کلام تھا جسے آپ تلقین کرنا چاہتے تھے فرمایا وہی جس پر تم ہو۔ اپنے مرنے والوں کو تلقین کرو لا الٰہ الا اللہ کی اور ولایت کی۔ (ض)

ایک روایت میں ہے حضرت نے کلمات فرج اور شہادتین کی تعلیم دی اور ایک ایک امام کے نام کی گواہی دلوائی یہاں تک کہ اس کا کلام منقطع ہوا۔

۶- امیر المومنین علیہ السلام کے خاندان میں جب کوئی مرنے کو ہوتا تو فرماتے یہ کلمات کہو۔ جب مریض یہ کہتا تو فرماتے جاؤ اب کوئی خوف نہیں۔

۷- فرمایا حضرتؑ نے اگر ایک بت پرست انسان بھی مرتے وقت خدا کی تعریف اس طرح کرے جیسے تم کرتے ہو تو آگ

اس کے بدن کو کبھی نہ جلائے گی۔ (ض)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ بنی ہاشم میں سے ایک شخص کے پاس تشریف لائے جب اس کی جان نکل رہی تھی آپؐ نے فرمایا کہو۔

لا الٰہ الا اللہ العلی العظیم الخ

پس اس نے یہ کلمات کہے حضرت نے فرمایا الحمد للہ اسے نار جہنم سے نجات ملی۔ (ض)

۹۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ایک شخص مرنے والا تھا۔ حضرت رسولؐ خدا سے بیان کیا گیا آپؐ معہ چند اصحاب کے اس کے پاس تشریف لائے اس پر غشی طاری تھی۔

آپؐ نے فرمایا اے ملک الموت ٹھہر جا تاکہ میں اس سے کچھ پوچھوں پس اسے افاقہ ہوا۔ فرمایا تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا میں نے بہت سی سفیدی اور سیاہی دیکھی فرمایا ان میں سے کون زیادہ قریب تھی اس نے کہا سیاہی۔

حضرت نے فرمایا کہو۔

یا اللہ میرے گناہ بخش دے اور میری تھوڑی عبادت قبول کر۔

اس نے کہا اور بیہوش ہوگیا حضرت نے فرمایا اے ملک الموت اس کے لئے تخفیف کر تاکہ میں کچھ پوچھوں، وہ ہوش میں آگیا۔ فرمایا تو نے کیا دیکھا، کہا بہت سی سفیدی اور سیاہی، فرمایا کون زیادہ قریب ہے۔ اس نے کہا سفیدی فرمایا اس کے گناہ خدا نے معاف کردیئے۔ فرمایا صادق علیہ السلام نے جب تم کسی مرنے والے کے پاس جاؤ تو یہ کلمات اس سے کہلواؤ۔ (حسن)

باب ۸

نزع کی سختی

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت علی بن الحسینؑ نے فرمایا کہ ابوسعید خدری اصحاب رسولؐ سے تھے اور پختہ ایمان رکھتے تھے تین دن تک ان پر جاں کنی کا عالم طاری رہا۔ پھر ان کو نہلا کر اس جگہ پہنچایا وہیں ان کا انتقال ہوا

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب کسی پر نزع کا وقت سخت ہو تو اسے منتقل کرو اس جگہ جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا۔ (ص)

۳۔ ترجمہ اوپر ہے۔

۴۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ ابوسعید خدری کو اللہ نے اس رائے کی توفیق دی کہ انھوں نے نزع کی سختی کے وقت

لوگوں سے کہا مجھے میری نماز پڑھنے کی جگہ پہنچا دو لوگوں نے پہنچا دیا تو فوراً انتقال کیا۔ (ض)

۵۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے فرزند قاسم سے فرمایا بیٹا اپنے بھائی کے سرہانے سورۂ والصافات پڑھو انھوں نے پڑھا جب یہاں تک پہنچے ھم اشد خلقاً ام من خلقنا تو اس جوان کا دم نکل گیا۔ جب کفنانے لگے اور لوگ باہر نکل گئے تو یعقوب بن جعفر آئے اور کہا کہ ہمارے درمیان معاہدہ تھا سورہ یٰسین پڑھنے کا اور آپ نے والصافات پڑھنے کا حکم دیا۔ فرمایا جب کسی پر موت کی سختی ہو تو یہ سورہ پڑھنے سے دم نکل جاتا ہے۔ (ض)

باب ۹

قبلہ رو کرنا

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میت کا منہ قبلہ کی طرف کر دو اور یہ اس طرح کہ قبلہ کی طرف پاؤں رہیں۔

۲۔ فرمایا جب کوئی مر جائے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دو اور غسل دینے کے لئے گڑھا کھود دو اور منہ قبلہ کی طرف کر و اس طرح کہ تلوے اور منہ قبلہ کی طرف ہوں۔ (موثق)

۳۔ فرمایا حضرت نے میت کے دونوں تلوے قبلہ کی طرف رہیں۔ (حسن)

باب ۱۰

مومن قبض روح کو برا نہیں جانتا

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مومن اپنے رب کو قسم دے کر کہے کہ وہ اس کو (اس وقت) نہ مارے تو وہ کبھی نہ مارے گا (لیکن مومن ایسا کرتا نہیں) جب موت کا وقت آتا ہے تو اللہ دو ہواؤں کو بھیجتا ہے ایک کا نام منسیہ ہے اور دوسری کا مسخیہ، منسیہ کا کام یہ ہے کہ اس کے دل سے اہل و عیال کو بھلا دیتی ہے اور مسخیہ اس کا دل دنیا سے ہٹا کر خدا کی طرف لگاتی ہے۔ (مجہول)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کیا مومن پر قبض روح کے وقت سختی کی جاتی ہے فرمایا نہیں، خدا کی قسم جب ملک الموت قبض روح کے لئے آتا ہے تو اس سے کہتا ہے اے خدا کے دوست بے چین نہ ہو، ڈرو مت قسم ہے اس خدا کی جس نے محمد مصطفٰے کو مبعوث بہ رسالت کیا۔

میں تیرے اوپر تیرے باپ سے زیادہ شفیق و مہربان ہوں جو اس وقت موجود ہوتا۔ اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ اس وقت رسول اللہ، امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ اس کے سامنے ہوں گے اور اس سے کہا جائے گا یہ رسولِ خدا، امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور آئمہ طاہرینؑ تشریف فرما ہیں پس وہ آنکھ کھولے گا اور دیکھے گا۔ پھر خدا کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا۔ اے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی طرف اطمینان رکھنے والے نفس اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ تیرے لئے ثواب ہے میرے خاص بندوں یعنی محمدؐ و آلِ محمدؐ میں داخل ہو میری جنت کے اندر۔ پس خدا کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں کہ بندۂ مومن کی روح آسانی سے نکالی جائے اور منادی سے ملجائے۔ (ض)

باب ۱۱

مومن اور کافر کیا دیکھتا ہے

۱۔ عقبہ کا بیان ہے کہ مجھ سے صادق آلِ محمدؐ نے فرمایا۔ روزِ قیامت اللہ اپنے بندوں سے اس کے سوا قبول نہ کرے گا۔ جس (اعتقاد) پر تم ہو اور اس کا اقرار تم میں سے کوئی نہ کرے گا۔ جب تک وہ آنکھ کے سامنے نہ ہو اور ایسا اس وقت ہوگا جب روح بدن سے نکل کر یہاں تک پہنچ جائے گی اور اشارہ کیا اپنی رگ گردن کی طرف، پھر حضرتؑ نے تکیہ کیا معلیٰ میرے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے اشارہ کیا کہ آپ سے سوال کروں، وہ کیا دیکھے گا۔ یہ میں نے غالباً دس بار کہا۔ ہر بار یہی جواب ملا، دیکھے گا اس کے سوا کچھ نہ بتایا۔ پھر حضرت بیٹھے اور فرمایا۔ اے عقبہ میں نے چاہا تھا تم نہ جانو تو اچھا ہے۔ میں نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ میرا دین آپ کے دین کے ساتھ ہے جب بغیر علم دین چلا گیا تو پھر کیا رہا۔ مجھے ہر وقت آپ سے دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ پس میں رو دیا۔

حضرت نے تسلّی دی اور فرمایا ان دونوں کو دیکھے گا۔ میں نے کہا۔ وہ دونوں کون ہیں فرمایا حضرت رسولِ خدا اور حضرت علیؑ اے عقبہ کوئی مومن ہرگز نہ مرے گا جب تک ان دونوں کو نہ دیکھ لے گا۔ میں نے کہا وہ پھر دنیا کی طرف لوٹے گا فرمایا نہیں۔ میں نے کہا کیا دونوں حضرات اس سے کچھ کہیں گے۔ فرمایا ہاں دونوں ایک ساتھ داخل ہوں گے۔ رسول اللہ سرہانے ہوں گے اور علیؑ پائنتی۔ آنحضرتؐ اس پر جھک کر فرمائیں گے۔ اے دوستِ خدا بشارت ہو تجھے، میں خدا کا رسول ہوں میں تیرے لئے ہر اس چیز سے بہتر ہوں جو تو نے دنیا میں چھوڑی ہے پھر رسولؐ اٹھیں گے اور حضرت علیؑ اس سے فرمائیں گے۔ اے ولیٔ خدا تجھے بشارت ہو۔ میں ہی وہ علیؑ ہوں جسے تو دوست رکھتا تھا۔ میں تجھے نفع پہنچاؤں گا۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ کتاب خدا میں ہے۔ میں نے کہا کہاں۔ فرمایا سورۂ یونس میں ہے۔ "جو لوگ ایمان لائے اور متقی بنے ان کے لئے بشارت ہے دنیا و آخرت میں اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی یہی بڑی کامیابی ہے۔ (ض)

۲۔ پھر ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا جب کہ بیچ میں سے کلام قطع ہو گیا تھا کہ رسول اللہ اور جس کو اللہ چاہے اس کے پاس آئیں گے۔ حضرت داہنی طرف بیٹھیں گے اور حضرت علی بائیں طرف، حضرت رسولِ خدا اس سے فرمائیں گے کیا تو ان سے ملنے کی آرزو نہ رکھتا تھا۔ پس یہ تیرے امام ہیں اور جس عذاب سے تو ڈرتا تھا اس سے تجھے امان دی گئی۔ پھر اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور رسول فرمائیں گے یہ ہے جنت میں تیرا مقام تو چاہے تو ہم تجھے دنیا کی طرف لوٹا دیں اور وہاں سونا چاندی تیرے لئے فراہم کر دیں۔ وہ کہے گا۔ اب مجھے دنیا میں جانے کی حاجت نہیں، اس کے بعد اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا پیشانی عرق آلود ہو جائے گی ہونٹ سکڑ جائینگے نتھنے پھیل جائیں گے اور بائیں آنکھ میں آنسو آ جائیں گے

اور جب روح بدن سے نکل جائے گی تو اس پر وہ چیز پیش کی جائے گی۔ جیسے اس وقت پیش کی گئی تھیں جب وہ جسم میں تھی پس اب وہ آخرت کا ہو گا۔ غسل دینے والا اسکو غسل دیگا اور پلٹانے والا پلٹائیگا اور جب کفن لپیٹا جائیگا اور جنازہ پر رکھا جائے گا تو اس کی روح لوگوں کے آگے آگے ہوگی اور ارواح مومنین اس سے ملاقات کریں گی اور سلام کر کے بشارت دیں گی اس چیز کی جو اللہ نے جنت کی نعمتوں سے اس کے لئے مہیا کی ہوگی۔ جب اسے قبر میں رکھا جائے گا تو روح لوٹائی جائے گی اس کے جسم میں پھر اس سے سوال ہوگا اس چیز کا جس کو وہ جانتا ہے جب وہ جواب دے دیگا تو جنت کا دروازہ اس پر کھولا جائیگا جو رسول اللہؐ نے دکھایا تھا پس وہ اس میں داخل ہوگا درآنحالیکہ اس میں نور ہوگا۔ اور خنکی اور خوشبو۔

راوی نے پوچھا پھر فشار قبر کیا ہے فرمایا مومنین کا اس سے تعلق نہیں۔ اس کی قبر کی زمین یہ کہہ کر دوسری زمین پر فخر کرے گی میری پشت پر یہ مومن چلا تیری پشت پر نہیں، مرنے والے سے کہے گی۔ واللہ میں تجھ کو دوست رکھتی تھی جب تو میرے اوپر چلتا تھا اب تجھ پر میرا تصرف ہے تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں پس وہ اسکی حد نگاہ تک کشادہ ہو جائے گی۔ (ص)

۳۔ سعد بن یسار راوی ہے کہ میں سابور کے دو بیٹوں میں سے ایک کے پاس گیا۔ یہ دونوں صاحب فضل و ورع اور متواضع تھے ان میں سے جو بیمار ہوا میرا گمان ہے کہ اس کا نام زکریا تھا اس کی موت کے وقت میں موجود تھا اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور کہا۔ اے علیؑ آپ نے میرا ہاتھ نورانی کر دیا۔ میں اس کے بعد امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا محمد بن مسلم بھی وہاں موجود تھا۔ میں جب چلا تو حضرت کا نوکر مجھے بلانے آیا۔ غالباً مسلم نے یہ واقعہ حضرت سے بیان کر دیا تھا۔ جب میں واپس آیا تو فرمایا جس کی موت کے وقت تم موجود تھے اس نے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا اس نے کہا تھا" اے علیؑ آپؑ نے میرا ہاتھ روشن کر دیا۔ فرمایا واللہ اس نے حضرت کو دیکھا تین بار ایسا فرمایا۔ (مجہول)

۴۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ کو کہتے سنا۔ تم میں سے بعض ایسے ہیں جن کی توبہ قبول کی جائے گی اور اللہ بخش دیگا اور نہیں ہے تمہارے درمیان کوئی ایسا جس پر غبطہ کیا جائے اور خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک دیکھے مگر اس وقت جب روح یہاں پہنچے گی

اور اشارہ کیا اپنی حلق کی طرف، پھر فرمایا اس کے اختصار کے وقت حضرت رسولؐ خدا، حضرت علی اور حضرت جبرئیل آئیں گے۔ اور ملک الموت علیہم السلام حضرت علیؑ اس کے قریب ہوں گے اور فرمائیں گے یا رسولؐ اللہ یہ ہمارا دوست ہے لہذا آپ بھی اسے دوست رکھئے۔ حضرت جبرئیل فرمائیں گے یہ اللہ اس کے رسولؐ اور آل رسولؐ کو دوست رکھنے والا ہے لہذا تم بھی اسے دوست رکھو اور اس کے ساتھ نرمی کرو، پس ملک الموت اس کے پاس آکر کہے گا اے بندۂ خدا۔ میں نے تیری گردن آزاد کی اور تیری برائت کا پروانہ لے لیا۔ (موثق)

تو نے زندگانی دنیا میں چونکہ صاحبانِ عصمت کبریٰ سے تمسک کیا تھا یہ اس کا اجر ہے وہ بہ توفیق کہے گا وہ کیا ہے فرشتہ کہے گا وہ ولایت علی (ابن ابیطالبؑ) ہے وہ مومن کہے گا صحیح ہے فرشتہ کہے گا جس عذاب آخرت سے تو ڈرا تا تھا۔ اللہ نے تجھے اس سے امان دے دی اور جس چیز کی تجھے امید تھی تو نے پالی اور بشارت ہو رسولؐ اللہ اور علیؑ و فاطمہؑ کے ساتھ رہنے کی، پھر ہلکے سے اس کی جان نکالے گا اور پھر جنت سے کفن اور جنت سے مشک و اذفر کا حنوط اس کے لئے لائے گا۔ پس اس کا کفن اسے دیا جائے گا اور اسی حنوط سے دفن کیا جائے گا۔

پھر اس کو جنت کا زرد لباس پہنایا جائے گا۔ جب اس کو قبر میں رکھیں گے تو جنت کا ایک دروازہ اس پر کھل جائے گا اور بڑی راحت نصیب ہوگی۔ پھر اس کے سامنے اور دائیں بائیں ایک مہینہ مسافت کی زمین پھیلا دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا اب اپنے فرش پر دلہنوں کی طرح سوؤ۔

بشارت ہو تجھے راحت و آرام کی اور نعمتوں سے بھری جنت کی۔ تیرا رب تجھ سے ناراض نہیں، پھر وہ جنت میں آل محمدؐ کی زیارت کرے گا ان کے ساتھ کھائے گا اور ان کے ساتھ ان کا پانی پئے گا اور ان کی مجالس میں ان سے بات چیت کرے گا۔ ظہور قائم آل محمدؐ تک یہی صورت رہے گی۔ جب حضرت ظہور فرمائیں گے تو یہ مومنین لبیک لبیک کہتے ہوئے حضرت کے پاس آئیں گے اس وقت شک کرنے والے حیران رہ جائیں گے۔ مومنین کم ہونگے اور موجود لوگ ہلاک ہوں گے اور مقرب لوگ نجات پائیں گے۔ حضرت رسولؐ خدا، حضرت علیؑ سے فرمائیں گے۔ تم میرے بھائی ہو اور تمہارے اور میرے درمیان وعدہ گاہ وادی السلام ہے۔

جب کافر کے مرنے کا وقت آتا ہے تو حضرت رسولؐ خدا، حضرت علیؑ، جبرئیل اور ملک الموت آتے ہیں حضرت علی کہتے ہیں یا رسولؐ اللہ یہ ہم سے دشمنی رکھتا تھا۔ پس آپؐ بھی اس کو دشمن رکھیئے۔ حضرت جبرئیل سے فرماتے ہیں یہ وہ ہے جو بغض رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ اور اہلبیت رسولؐ سے پس جبرئیل اس کو دشمن جانیں گے اور اس پر سختی کریں گے ملک الموت اس کے پاس آکر کہیں گے۔ اے بندۂ خدا میں نے تیری رہائی اور برأت کا پروانہ لے لیا ہے کیا تو نے صاحبانِ عصمت کبریٰ سے زندگانی دنیا میں تمسک کیا تھا وہ کہے گا نہیں، ملک الموت کہیں گے اے دشمن خدا، تجھے غضب خدا عذاب خدا اور آتش جہنم کی بشارت ہو جس عذاب سے تو ڈرتا تھا وہ آگیا۔ پھر سختی سے اس کی روح قبض کی جائے

گی اور زمین سو شیاطین کو اس پر مسلط کیا جائے گا کہ اس کے منہ پر تھوکیں گے اور اس کی روح کو اذیت دیں گے اور جب قبر میں جائے گا تو جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اس پر کھول دیا جائے گا اور اس پر دوزخ کا دھواں اور شعلے لپکیں گے۔ (ض)

۵۔ راوی نے حضرت علی سے سُنا

واللہ جو شخص میری عداوت پر مرے گا وہ اپنی موت کے وقت مجھے دیکھنا بُرا سمجھے گا اور جو میری محبت پر مرے گا وہ مجھے محبت کی نظر سے دیکھے گا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے اور رسول اللہ داہنی طرف ہوں گے (مجہول)

۵۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کو کہتے سنا۔ کہ مرتے وقت میت کی آنکھوں میں جو آنسو آجاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ رسولؐ اللہ کو دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ جب آدمی کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے تو خوشی سے آنکھ میں آنسو آجاتے ہیں اور ہنسنے لگتا ہے۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب روح کھنچ کر حلق تک آجاتی ہے تو موت کا فرشتہ اس سے کہتا ہے۔ اے فلاں جس سے تیری امید دنیا میں وابستہ تھی اب اس سے مایوسی ہے یعنی اب دنیا کی طرف پلٹنا ممکن نہیں اور جس سے تو ڈرتا تھا اب اس سے امان ہے۔ (مرسل)

۷۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب آدمی کی روح کھنچ کر سینہ تک آجاتی ہے تو وہ رسول اللہ کو دیکھتا ہے حضرت اس سے فرماتے ہیں میں اللہ کا رسولؐ ہوں تجھے بشارت دیتا ہوں فرمایا پھر وہ علیؑ کو دیکھتا ہے آپؑ فرماتے ہیں میں علیؑ ہوں جسے تو دوست رکھتا تھا کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے فائدہ پہنچاؤں، میں نے کہا یہ دیکھنے کے بعد کیا کوئی دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ فرمایا نہیں اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ اے ایمان اور تقویٰ والو تم کو بشارت ہو دنیا و آخرت کی زندگی میں، اور اللہ کے کلمات بدلنے والے نہیں (مرسل)

۸۔ ابن یعفور کہتا ہے کہ خطاب جہنی ہمارا شریک کار تھا اور پکا ناصبی تھا۔ بغض آلِ محمد میں اس کی صحبت تھی۔ نجدہ حروری ناصبی سے میں ایک روز بلحاظ میل جول اور تقیہ اس کے پاس گیا وہ بحالت نزع بیہوش تھا اور کہہ رہا تھا اے علی تمہارا اور میرا معاملہ کیسا سخت ہے۔ میں نے یہ واقعہ ابو عبداللہ علیہ السلام سے بیان کیا۔ فرمایا رب کعبہ کی قسم اس نے ضرور علی کو دیکھا۔ تین بار یہ ارشاد فرمایا۔ (مرسل)

۹۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا، جب روح تم میں سے کسی کی کھنچ کر آئے گی تو کہا جائے گا تو دنیا کے جس رنج و غم سے ڈرتا تھا اس سے تجھے امان ملی اور کہا جائے گا رسولؐ اللہ اور علیؑ و فاطمہؑ تیرے سامنے ہیں۔

۱۰۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس کا چہرہ اس سے زیادہ سفید ہو جاتا ہے جو اس کا اصلی رنگ ہو اور پیشانی سے پسینہ ٹپکتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں اور یہ وقت جان نکلنے کا ہوتا

ہے اور کافر کی روح سختی سے نکلتی ہے اور اس کی باچھیں اونٹ کی طرح پھیل جاتی ہیں اور اونٹ کی طرح جان نکلتی ہے (ض)

۱۱۔ میں نے ابوعبداللہؑ سے پوچھا جو اللہ کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اسکی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ میں نے کہا ہم تو موت کو بُراہی جانتے ہیں۔ فرمایا جو تم نے خیال کیا ہے ایسا نہیں ہے اس کا اظہار تو معائنہ کے وقت ہوتا ہے جب وہ ایسی چیز دیکھتا ہے جسے دوست رکھتا ہے پھر کوئی چیز اُسے آگے بڑھنے سے زیادہ محبوب نہیں ہوتی، ایسی صورت میں اللہ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کی ملاقات کو، اور جب وہ ایسی چیز کو دوست رکھتا ہے جسے بُرا جانے، تو کوئی چیز اسے لقائے الہٰی سے زیادہ بُری نہیں معلوم ہوتی۔ پس اللہ بھی اس کو دوست نہیں رکھتا۔

۱۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا میں آپ پر فدا ہوں کہ میں نے آپ کے ایک شیعہ سے سنا ہے جس کی روایت اس نے آپ کے والد سے کی ہے۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ میں نے کہا وہ کہتا تھا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ سب سے زیادہ قابل غبطہ یہ ہے جس پر ہم ہیں بعض کی جان جب حلق تک آئے گی تو کیا ہوگا۔ فرمایا، ہاں اس وقت، نبیؐ، علیؑ، جبرئیل اور ملک الموت اس کے پاس آئیں گے اور یہ فرشتہ حضرت علیؑ سے کہے گا یہ شخص تمہارے اور تمہارے اہلبیت کے دوستوں میں سے ہے وہ فرمائیں گے ہاں یہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہے حضرت رسولؐ خدا یہی بات جبرئیل سے کہیں گے اور وہ خدا سے کہیں گے۔ (مجہول)

۱۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب روح نکل کر یہاں تک آجائے گی اشارہ کیا اپنے حلق کی طرف، تو اس کی آنکھیں زیارت نبیؐ و علیؑ سے ٹھنڈی ہوں گی۔ (ض)

۱۴۔ میں نے حضرتؑ سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ اذا بلغت الحلقوم۔ فرمایا جب روح کھنچ کر حلق تک آجائے گی تو اس پر نیند کا غلبہ ہوگا اور جب وہ جنت میں اپنا مقام دیکھے گا تو کہے گا مجھے دنیا کی طرف پلٹا دو تاکہ میں اپنے گھر والوں کو مطلع کردوں اس سے کہا جائے گا یہ ممکن نہیں۔ (موثق)

۱۵۔ فرمایا جب تم دیکھو آنکھ بے نور ہوگئی اور بائیں آنکھ سے آنسو نکلے اور پیشانی پر پسینہ آئے اور ہونٹ سکڑنے لگے اور نتھنے پھیل گئے تو سمجھ لو اس کا وقت آگیا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ ہنسے تو یہ بھی دلائل موت سے ہے اور فرمایا جب تم دیکھو کہ اس کا چہرہ بے رونق ہوگیا اور داہنی آنکھ سے آنسو نکلے تو جان لو یہ (کافر کی) موت کا وقت ہے۔

باب ۱۲
مومن و کافر کی روح نکلنا

۱۔ فرمایا۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے، اللہ حکم دیتا ہے ملک الموت کو، پس وہ لوٹاتا ہے مومن کی روح کو تاکہ اس کے گناہوں

ہیں تخفیف ہو اور اس کی روح کو آسانی سے نکالتا ہے مگر لوگ کہتے ہیں فلاں پر موت کا وقت سخت ہے یہ اہانت حکم الٰہی ہے اور بطور دعا راوی نے کہا۔ خدا اس سے بچالے۔ یہ بھی ایسا ہی کہنا ہے اس کے لئے جس پر اللہ کا غضب ہو۔ اور جو اللہ کو دشمن رکھتا ہے تو ملک الموت کو حکم دیتا ہے کہ اس کی روح کو اس طرح کھینچے جیسے گرم لوہے کی سلاخ جنتری میں سے کھینچی جاتی ہے لوگ کہتے ہیں فلاں شخص پر موت آسان ہوگئی لوگوں کو کیا خبر کہ کسی مرنے والے پر کیا گزرتی ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ اپنے ایک صحابی کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مرنے کے قریب تھا اور فرمایا اے ملک الموت میرا یہ صحابی مومن ہے اس نے کہا اے محمد بشارت ہو کہ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں اور جان لو اے محمدؐ جب میں اولاد آدم میں سے کسی کی روح قبض کرتا ہوں تو گھر والے جزع و فزع کرتے ہیں میں ان کے گھر کے ایک گوشہ میں ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں یہ رونا پیٹنا کیسا، خدا کی قسم میں اس کی موت کے وقت سے پہلے نہیں آیا اور نہ میں نے اس کے گناہوں کی وجہ سے قبض روح کیا ہے اگر تم چپ رہو گے اور صبر کرو گے تو جزا پاؤ گے اور اگر بیقراری کا اظہار کرو گے تو گنہگار ہو گے یہ سمجھ لو میں تمہارے درمیان بار بار آؤں گا۔ گناہوں سے ڈرو، مشرق و مغرب میں کوئی گھر یا خیمہ ایسا نہیں ہے کہ میں ہر روز چار پانچ بار ان کے چہروں سے اندازہ نہ کرتا ہوں میں ان کے چھوٹے بڑے ہر ایک کو جانتا ہوں اگر میں ایک مچھر کی روح قبض کرتا ہوں تو مجھے اس پر قدرت نہیں جب تک میرے رب کا حکم نہ ہو۔

رسول اللہ نے فرمایا ایک فرشتہ اوقات نماز میں دیکھ بھال کرتا ہے اگر پابند نماز پاتا ہے تو اس کو تلقین کرتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور شیطان کو اس کے پاس سے ہٹا دیتا ہے (مرسل)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص انصار میں سے حضرت رسول خدا کی خدمت میں آیا اور اس کی ایمانی حالت اچھی تھی حضرت اس کی موت کے وقت تشریف لائے ملک الموت کو اس کے سرہانے پایا رسول اللہ نے فرمایا۔ اے ملک الموت اس کے ساتھ نیکی کر دیہ مومن ہے۔ ملک الموت نے کہا۔ اے محمدؐ آپ خوش رہیں میں تو ہر مومن پر شفیق ہوں اور اے محمدؐ جب میں قبض روح کے لئے کسی آدمی کے پاس آتا ہوں اور اس کی روح قبض کرتا ہوں تو اس کے خاندان والے چیخنے لگتے ہیں میں اس کی روح کو لے کر گھر کے ایک گوشہ میں ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں خدا کی قسم ہم نے ظلم نہیں کیا اور نہ موت کے وقت سے پہلے روح قبض کی ہے اگر تم مرضی خدا پر راضی رہو گے اور صبر کرو گے تو اجر پاؤ گے اور بے صبری ظاہر کرو گے اور غصہ کرو گے تو گنہگار ہو گے تم ہم پر غصہ نہ کرو ابھی ہمیں تمہارے پاس بار بار آنا ہے ایسی باتوں سے حذر کرو، خشکی اور تری میں کوئی گھر اور کوئی خیمہ ایسا نہیں کہ میں ہر روز اوقات نماز میں ان کو تلاش نہ کرتا ہوں میں ان کے نفس اور ان کے رنگ کو جانتا ہوں۔ اے محمد میں بغیر اذن رب ایک مچھر کی روح قبض نہیں کر سکتا جب مومن کی موت کے وقت آتا ہوں تو تلقین کرتا ہوں۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (ض)

باب ۱۳

دفن میں تعجیل

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے لوگو اللہ نے فرمایا ہے میں اس سے محبت نہیں کرتا جس کے یہاں کوئی مرگیا ہو اور وہ دفن کے لئے صبح کا انتظار کرے یا دن میں کوئی مرا ہو اور وہ رات کا انتظار کرو۔ دفن میں انتظار نہ کرو۔ سورج کے طلوع یا غروب کا۔ جلدی کرو ان کے دفن کرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت تم پر ہو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ، اللہ کی رحمت آپ پر بھی ہو۔

۲۔ رسول اللہ نے فرمایا جب کوئی مرجائے اوّل روز ہیں تو اس کے دفن میں تاخیر نہ کرو اور اس کو قبر میں جلد پہنچا دو۔

باب ۱۴

نادر

۱۔ فرمایا حضرت نے جب کسی میت کو اکیلا چھوڑ دیا جاتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ میں گھس کر کھیلتا ہے۔ (حسن)

باب ۱۵

زن حایض اور خدمت مریض

۱۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اگر کوئی عورت مریض کے سرہانے بحالت حیض اس کی جان کنی کے وقت بیٹھی ہو تو کیا کیا جائے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ مریض کی کوئی خدمت انجام دے رہی ہو لیکن اگر اس کی قربت سے کوئی خوف ہو تو اُسے ہٹا دیا جائے کیونکہ ملائکہ کو ایسی عورت سے اذیت ہوتی ہے۔ (موثق)

باب ۱۶

غسل میت

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب تم غسل میت دینا چاہو تو اس کی شرمگاہ پر کوئی پردہ ڈال دو جو اسے چھپالے۔ غسل کی ابتدا کرو اس کے دونوں ہاتھ اور سر سے، تین بار آب سدر سے دھوؤ اس کے بعد بدن کو لو، پہلے داہنی طرف سے لو، جب شرمگاہ کو دھونا چاہو تو ایک پاک صاف کپڑا اپنے بائیں ہاتھ پر لپیٹو اور اسے اس کپڑے کے نیچے داخل کرو جو میت کی شرمگاہ پر ہے، شرمگاہ پر بغیر نظر کئے ہوئے اسے دھوؤ۔ جب آب بیدر کے غسل سے فارغ ہو جاؤ تو آب کافور سے غسل دو، پھر سادہ پانی سے، جب تینوں غسل سے نمٹ جاؤ تو خشک کپڑے سے تری کو جذب کرو۔ (حسن)

۲۔ حضرت ابوعبداللہ سے غسل میت کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اوّل آب سدر سے غسل دو۔ اس کے بعد دوسرا غسل آب کافور اور الکلیل الملک (ایک دوا زردی مائل) اگر مل جائے اور تیسرا آب خالص سے۔ میں نے کہا مُردے کے لئے صرف یہی تین غسل ہیں۔ فرمایا ہاں، میں نے کہا کیا وقت غسل بدن پر کپڑا رہے۔ فرمایا اگر قمیص کے نیچے غسل دینا ممکن ہو تو دیا جائے۔ اور فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ غسل دینے والا ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے۔ (ص)

۳۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے میت کے تین غسل ہیں آب سدر سے، آب کافور اور آب خالص سے، پھر کفن دیا جائے اور فرمایا میرے والد نے اپنے وصیت نامہ میں لکھا تھا مجھے تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ایک ان کی ردائے یمنی، ایک قمیص اور ایک اور کپڑا، میں نے پوچھا ایسا کیوں لکھا، فرمایا لوگوں کے کہنے کے خوف سے، پھر عمامہ باندھنے کو لکھا پھر دفن کے لئے زمین کھودنے کا حکم دیا کہ ہمارا نشان ہو اور مجھے حکم دیا کہ قبر چار انگلیوں کے برابر اونچی ہو اور قبر پہ پانی چھڑکنا اچھا ہے۔ (ض)

۴۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل میت کے متعلق سوال۔ فرمایا۔ اس کے پیروں کے تلوے قبلہ کی طرف کرو۔ پھر اس کے بدن کے جوڑ آہستہ ملو اگر کوئی امر مانع ہو تو چھوڑ دو اور اس کی شرمگاہ کو تین بار آب سدر یا بیسن یا صابون وغیرہ سے خوب دھوؤ اور زیادہ پانی ڈالو، پھر دونوں ہاتھوں سے ملو، اس کے بعد سر کی طرف آؤ۔ پہلے داہنی طرف کا حصہ دھوؤ نرمی سے سختی سے اپنے کو بچاؤ اور اچھا غسل دو، پھر بائیں کروٹ دلاؤ تاکہ داہنی طرف کا حصہ ظاہر ہو، پھر سر سے پیر تک دھوؤ اور ہاتھ سے ملو اس کی پشت اور پیٹ کو تین بار دھوؤ، پھر داہنی طرف کروٹ دو تاکہ بایاں حصہ نمایاں ہو، پھر اسے سر سے پیر تک دھوؤ اور اس پشت اور پیٹ کو تین بار دھوؤ، جب سدر سے غسل دے چکو تو اس کے بعد دوسرا غسل شروع کرو آب کافور سے، پہلے تین بار اپنے ہاتھ سے ہلکے ہلکے اس کے پیٹ کو ملو۔ پھر سر کی طرف آؤ اور جیسے پہلے کیا تھا کرو اوّل داڑھی سر اور چہرہ کو دونوں طرف سے دھوؤ آب کافور سے تین بار پھر بائیں طرف کروٹ دو تاکہ داہنی طرف کا حصہ نمایاں ہو۔ پھر سر سے پیر تک تین بار دھوؤ اور اپنا ہاتھ کندھوں کے نیچے بغلوں میں لے جاؤ اور ان کو دھوؤ اور ہاتھ اور بازو پہلو سے ملے رہیں جو کچھ بھی دھوؤ اور بغلوں کے ساتھ ہتھیلیاں بھی دھوؤ۔

پھر چت لٹاؤ اور آب خالص سے اسی طرح غسل دو، پہلے شرمگاہ سے شروع کرو پھر سر اور داڑھی کی طرف آؤ اور سادہ پانی سے غسل دو، جیسے پہلے دیا تھا۔ پھر کپڑے سے صاف کرو اور میت کے نیچے روئی رکھو اور زیادہ رکھ کر پھیلاؤ پھر رانوں کو کپڑے سے کس کر باندھو تاکہ کسی چیز کے نکلنے کا خوف نہ رہے اور مُردہ کو بیٹا ذمت اور اس کے کانوں میں کوئی چیز نہ رکھو اگر کانوں سے کوئی چیز نکلنے کا خوف ہو تو رکھ دو ورنہ کچھ نہ کرو۔ اور اگر روئی رکھ دو تو کچھ حرج نہیں اور مُردہ کے ناخن نہ کاٹو یہی صورت عورت کے لئے ہے۔

۵۔ فرمایا جب غسل کا ارادہ ہو تو میّت کو غسل دینے کی جگہ قبلہ رو لٹاؤ اگر وہ قمیض پہنے ہے تو قمیص کو اس کے ہاتھوں میں سے نکالو اور اس کی شرمگاہ پر ڈالو اور اسے اٹھا کر پیروں کی طرف سے نکالو اور اگر قمیص نہ ہو تو شرمگاہ پہ کپڑا ڈالو، بیری کے تھوڑے سے پتّے ایک طشت میں ڈالو اور ان پر پانی ڈال کر ہاتھوں سے ملو تاکہ جھاگ نکل آئے ان جھاگوں کو کسی ظرف میں رکھو اور آخر والے جھاگ پانی کے گھڑے میں ڈالو پھر اپنے ہاتھ تین چار بار دھوؤ جیسے غسل جنابت کے وقت تین بار دھوتے ہیں کہنیوں تک، پھر میّت کی شرمگاہ کو خوب دھوؤ اور پوری کوشش کرو کہ پانی میت کے نتھنوں میں نہ جائے اور کانوں کے اندر بھی، پھر اس کو بائیں طرف کروٹ دو۔ پھر پانی نصف حصہ سر سے لے کر پیروں تک بہاؤ اور بدن کو ہلکے ہلکے ملو اور اسی طرح اس کی پیٹھ اور پیٹ کو ہلکے سے دھوؤ پھر اسے داہنی کروٹ دو پھر اسی طرح کرو جیسے داہنی طرف کیا تھا، پھر گھڑے کا پانی گرا دو اور گھڑے کو سادہ پانی سے دھوؤ اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ، پھر برتن میں پانی بھر دو اور جس طرح پہلے غسل دیا تھا غسل دو، میت کے ہاتھوں سے ابتدا کرو۔ پھر شرمگاہ کو دھوؤ پھر پیٹ کو ہلکے ہلکے دھوؤ اگر کوئی شے برآمد ہو تو اسے صاف کر دو۔

پھر اس کا سر دھوؤ پھر بائیں طرف کروٹ دو اور داہنی طرف کا حصہ دھوؤ اور اس کی پشت اور پیٹ بھی پھر داہنی طرف کروٹ دے کر بائیں طرف کا حصہ دھوؤ، جیسے پہلی بار دھویا تھا پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ اور گھڑا بھی دھوؤ سادہ پانی سے۔

اور سادہ پانی سے نہلا دو، جیسے پہلے دو بار غسل دیا ہے پھر پاک کپڑے سے بدن خشک کر دو اور پھر روئی لو اور اس پر تھوڑا سا کافور ڈالو اور اس کو میت کی اگلی پچھلی شرمگاہ پر رکھو اور کچھ روئی میّت کی دُبر پر رکھو تاکہ کوئی شے اس سے باہر نہ نکلے، اور ایک لمبا کپڑا لو جس کا عرض ایک بالشت ہو اور اس کو دونوں کولھوں پر باندھو اور دونوں رانوں کو اچھی طرح ملاؤ اور بطور لنگوٹ کے دونوں کو کس کر باندھو پھر اس کا سرا پیروں میں سے نکالو اور داہنی طرف لے جاؤ اور لنگوٹ کی طرح باندھو، یہ کپڑا بہت لمبا ہونا چاہیئے جو کولھوں اور دونوں رانوں اور گھٹنوں کو اچھی طرح لپیٹ لے۔

۶۔ میں پوچھا اگر میّت کو کھلے مقام پر نہلایا جائے تو فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن پردہ کے اندر ہو تو مجھے زیادہ پسند ہے (مرسل)

باب ۱۱
حنوط و کفن

۱۔ حنوط و کفن کے بارے میں فرمایا۔ پہلے چادر پھیلاؤ پھر اس پر ازار رکھو (نیچے کی طرف) اور کفنی کا اگلا حصہ میّت پر ڈالو پھر ملا ہوا کافور لو اور اسے میت کی پیشانی پر مقام سجدہ پر رکھو، پھر کافور ہر جوڑ پر ملو سر سے لے کر

پیر تک سر گردن، شانوں کہنیوں اور بدن کے ہر جوڑ پہ ملو، پیروں پر بھی اور ہتھیلیوں پر بھی، پھر کفنی کا اگلا حصہ میت کو ذرا سا اٹھا کر ڈالو اور کفنی سلی ہوئی اور کڑھی ہوئی نہ ہو، پھر دو شاخیں تازہ ہری خرمے کی بقدر ایک ہاتھ کے لمبی لو ان میں سے ایک اس طرح رکھو کہ نصف حصہ پنڈلی پہ رہے نصف ران پر اور دوسری کو میت کی داہنی بغل میں رکھو۔ اور اس کی آنکھ کان اور چہرہ پر نہ تو روئی رکھو اور نہ کافور، پھر عمامہ باندھو اپیچ کا حصہ اس کے سر پہ دائرہ کی صورت میں پیچ دو اور پھر دونوں سرے سینہ پر ڈال دو۔ (مرسل)

۲۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ کو کفن کیسے دیا گیا تھا۔ فرمایا تین کپڑوں میں دو صحاری تھے۔ مضافات عمان کے بنے ہوئے اور ایک حبرہ کی چادر تھی۔ (ض)

۳۔ فرمایا جب میت کو کفن دے چکو تو تھوڑا سا کافور اور ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو) اس کے اوپر چھڑکو۔ (موثق)

۴۔ فرمایا جب میت کو حنوط کرو تو سجدہ کے مقامات پر اور کل جوڑوں پہ ملو اور داڑھی پر بھی اور سینہ پر بھی رکھو اور مرد و عورت کے حنوط کی صورت یکساں ہے اور کافور کو انگیٹھی پر رکھ کر زم نہ کرو۔ (حسن)

۵۔ ہم نے حضرت سے پوچھا کیا عمامہ داخل کفن ہے۔ فرمایا نہیں۔ واجب کفن تین کپڑوں میں ہے اور ایک پوری چادر جو پورے بدن کو ڈھانپ لے اس سے کم نہیں اور جو زیادہ ہو وہ سنت ہے جب پانچ کپڑوں سے نہ بڑھے اس سے زیادہ ہو تو بدعت ہے حضرت رسولؐ خدا نے عمامہ کا حکم دیا ہے اور حضرت کے سر پر عمامہ باندھا گیا تھا۔ جب ہم مدینہ میں تھے تو ابوعبیدہ کے مرنے پر ایک شخص کو ہمارے پاس ایک دینار دے کر بھیجا گیا کہ ہم اس کے لیے حنوط اور عمامہ خریدیں۔ پس ہم نے خریدا۔ (ض)

۶۔ فرمایا حضرتؑ نے میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ سوائے عمامہ اور ران پیچ کے جس سے کولھوں کو اس طرح باندھا جائے کہ اگر کوئی شے نکلے تو ظاہر نہ ہو۔ ران پیچ اور عمامہ دونوں ضروری ہیں۔ مگر داخل کفن نہیں۔

۷۔ فرمایا حضرتؑ نے میرے والد نے وصیت نامہ لکھا کہ مجھے تین پارچوں میں کفن دیا جائے ایک وہ چادر جس میں جمعہ کی نماز پڑھتے تھے اور ایک کپڑا اور ایک قمیص، میں نے کہا آپ یہ کیوں لکھتے ہیں۔ فرمایا مجھے یہ خوف ہے کہ لوگ تم سے چار یا پانچ کپڑوں میں کفن دینے کو کہیں گے، اگر ایسا ہو تو تم نہ کرنا اور میرے سر پر عمامہ باندھنا، کفن ایسا ہو کہ سارے بدن کو لپیٹ لے۔ (حسن)

۸۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا میں غسل دیتا ہوں مُردوں کو، فرمایا غسل دو نرمی سے، بدن پر ہاتھ پھیرو رگڑو نہیں اور نہ کانوں میں کافور ڈالو اور جب عمامہ باندھو تو عربوں کی طرح نہ باندھو، میں نے کہا پھر کیسے فرمایا پیچ کا حصہ لو اسے میت کے سر پر ڈال کر پیچھے کی طرف لے جاؤ اور پھر دونوں کنارے سینے پہ ڈال دو۔ (مجہول)

۹۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کفن کیسے دیا جائے۔ فرمایا ایک پارچہ لے کر لنگوٹ کسو، میں نے کہا اور ازار

فرمایا۔ اس کا شمار کسی میں نہیں وہ تو اس لئے ہوتی ہے کہ ٹانگوں کو ملا دے تاکہ وہ حصہ باہر نہ رہے اور ردیٔ ہے جو کام لیا جاتا ہے وہ اس سے بہتر ہے پھر غسل کے وقت قمیص کو پھاڑو اور اسے پیروں سے نکالو، کفنی ترک بھڑک کی اور منقش نہ ہو۔ عمامہ کے دونوں سرے سینہ پر ڈالو۔ (ص)

۱۰۔ فرمایا میت کا کفن پانچ پارچوں میں ہو۔ ایک قمیص جس میں بٹن نہ ہوں ایک لنگ اور ایک وہ کپڑا جس سے درمیانی حصہ باندھا جائے اور ایک چادر جس میں لپیٹا جائے اور ایک عمامہ سر پر باندھیں۔ (ص)

۱۱۔ حضرتؑ نے میت کے عمامہ کے متعلق فرمایا کہ اسے ٹھوڑی کے نیچے لا کر سینہ پر ڈالو۔

۱۲۔ فرمایا حضرتؑ نے حنوط سے مراد کافور ہے۔

۱۳۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔
ابوعبیدہ حذاء کے کفن کے سلسلے میں فرمایا حنوط تو کافور ہی ہوتا ہے لیکن جاؤ جیسا لوگ کرتے ہیں تم بھی کرو۔ (مجہول)

۱۴۔ جب مدینہ میں ابو عبیدہ حذاء کا انتقال ہوا تو میں وہاں موجود تھا امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے پاس ایک دینار بھیجا کہ اس کا حنوط خریدو اور سمجھ لو کہ حنوط کافور ہی کا نام ہے لیکن کرو وہی جیسا لوگ کرتے ہیں جب میں چلا تو میرے پیچھے آئے اور ایک دینار دے کر کہا۔ اس کا کافور خرید لینا۔ (ض)

۱۵۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے حنوط میت کے متعلق پوچھا۔ فرمایا مقامات سجدہ کو حنوط کرو۔ (موثق)

۱۶۔ فرمایا حضرتؑ نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنازہ کے اوپر حنوط نہ رکھا جائے۔

باب ۱۸

عورت کی تکفین

۱۔ میں نے عورتوں کے کفن کے متعلق پوچھا۔ فرمایا پانچ کپڑوں میں، ان میں ایک اوڑھنی ہے۔ (ص)

۲۔ میں نے عورت کے کفن کے متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ جیسے مرد کو کفن دیتے ہیں اسی طرح عورت کو دیا جائے۔ ہم اس کے پستان پر سینہ بند باندھتے ہیں تاکہ چھاتیاں سینہ سے مل جائیں اور گرہ پیچھے کی طرف رہے پھر ان دونوں پر کپڑا کس کر باندھیں (الخ)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے مرد کے لئے تین کپڑوں میں کفن ہے۔ عورت بڑی ہو تو پانچ کپڑوں میں۔ پٹکا، اوڑھنی اور دو لفافے۔

باب ۱۹

گرم پانی اور انگیٹھی کی کراہت

۱۔ فرمایا صادق آلِ محمدؑ نے کفن کو دھونی مت دو۔

۲۔ فرمایا حضرتؑ نے غسلِ میّت کے لیے پانی گرم نہ کیا جائے اور نہ اس کے آس پاس آگ روشن کی جائے اور نہ مشک سے حنوط کیا جائے۔ (ض)

۳۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ کفنوں کو دھونی مت دو اور نہ کافور کے سوا کوئی اور خوشبو لگاؤ، کیونکہ میّت بمنزلہ محرم (احرام باندھنے والا) ہے۔ (ض)

۴۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے منع کیا ہے انگیٹھی کو جنازہ کے ساتھ لے کر چلنے سے۔ (ض)

باب ۲۰

مستحب و مکروہ کفن

۱۔ فرمایا مُردوں کو نئے کفن دو یہ ان کے لیے باعثِ زینت ہے۔ (حسن)

۲۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ سفید لباس سے تمہارے لیے کوئی اچھا لباس نہیں لہذا اپنے مُردوں کو اسی کا کفن دو۔ (ضعیف)

۳۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا سفید لباس سے بہتر تمہارے لیے کوئی لباس نہیں، پس اسی رنگ کا لباس خود پہنو اور اپنے مُردوں کو اسی کا کفن دو۔ (ضعیف)

۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو لباس کعبہ کا ایک ٹکڑا خریدے اس میں سے کچھ اپنے صرف میں لائے آیا باقی کو بیچ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں اور ہبہ کر سکتا ہے اس کو جو درد کرے۔ اور فائدہ حاصل کر سکتا اور طالب برکت ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا میّت کو کفن دے سکتا ہے فرمایا نہیں۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا اپنے مُردوں کو نئے کفن دو کیونکہ تم ان ہی میں مبعوث ہو گے۔ (مرسل)

۶۔ فرمایا بنی اسرائیل کتان کے کپڑے میں اپنے مُردوں کو کفن دیتے تھے امت محمدی کے لیے روئی ہے۔

۷۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میں نے اپنے والد کو کفن دیا دو شطوی پارچوں میں (شطا مصر کا ایک گاؤں ہے) جس میں آپؑ احرام باندھتے تھے اور حضرت علی بن الحسین کی قمیص اور عمامہ میں اور ایک چادر میں جو اب چار سو دینار کی برابر

ہے میں نے اسے چالیس دینار میں خریدا تھا۔

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے، امام حسن علیہ السلام نے اسامہ بن زید کو حبرہ کی سرخ چادر میں کفن دیا۔ (ض)

۹۔ فرمایا کفن بُرد یمانی کا ہونا چاہئے اگر نہ ملے تو روئی کا ہو اگر عمامہ روئی کا نہ ملے تو سابری کا بنا ہوا ہو۔ (ض)

۱۰۔ فرمایا کالے کپڑے کا کفن نہ دیا جائے۔ (موثق)

۱۱۔ میں نے پوچھا ایسے کپڑے کے متعلق جو میتی چادر کی طرح بصرہ میں تیار ہوتا ہے ریشم اور روئی سے، آیا اس کا کفن دیا جا سکتا ہے جبکہ ریشم کا حصہ روئی سے زیادہ ہو۔ (مرسل)

باب ۲۱

غسل میّت کے لئے پانی اور کافور کی مقدار

۱۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ کیا غسل کے لئے پانی کی کوئی مقدار ہے۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو چھ مشک پانی غرس (مدینہ کا کنواں) کنویں سے لینا اور مجھے غسل دینا کفنانا اور حنوط کرنا، جب غسل و کفن اور حنوط سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بٹھا دینا اور جو چاہے پوچھنا، میں تمہاری ہر بات کا جواب دوں گا۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا جب میں مر جاؤں تو مجھے چاہ غرس سے نو مشک پانی لے کر غسل دینا۔ (حسن)

۳۔ راوی نے ابو محمد علیہ السلام کو لکھا کہ غسل میّت کے لئے پانی کی حد کیا ہے حضرت نے جواب میں لکھا کہ میت کو ایسا غسل دیا جائے کہ وہ پاک ہو جائے۔ راوی نے پھر لکھا غسل میت کا پانی اگر کثیف پانی والے کنویں میں چلا جائے تو ناجائز تو نہیں یا ایک شخص نماز کے لئے وضو کرے اور وہ پانی کثیف کنویں میں جائے تو کیا حکم ہے۔ فرمایا ایسا پانی تو چہ بچوں میں جانا چاہیئے۔ (صحیح)

۴۔ فرمایا امام نے حنوط سنّت میں زیادہ سے زیادہ ۱۳ ⅓ درہم ہے اور فرمایا جبرئیلؑ حضرت رسولؐ خدا کے پاس چالیس درہم وزنی حنوط لائے، حضرت نے تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے لئے رکھا، ایک حضرت علی کے لئے اور ایک فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے لئے۔ (مرفوع)

۵۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے

باب ۲۲

جریدے

۱۔ فرمایا میت کے لئے دو جریدے ہوں ایک داہنی طرف رکھا جائے دوسرا بائیں طرف، اور فرمایا جریدہ مفید ہے مومن و کافر کے لئے (یہ حدیث ضعیف ہے کافر جریدہ رکھے گا ہی کیوں یہ تو حکم اسلام ہے پھر کفر کے ہوتے ہوئے جریدہ کیا فائدہ دے گا۔ (مجہول)

۲۔ سفیان ثوری نے امام سے پوچھا تخضیر کیا ہے فرمایا انصار میں ایک شخص مر گیا۔ حضرت رسولؐ خدا کو اطلاع دی گئی آپؐ نے مرنے والے کے قریبی رشتہ دار سے فرمایا۔ اپنے ساتھی کے لئے تازگی فراہم کرو، اس نے کہا وہ کیا۔ فرمایا تازہ جریدے دونوں ہاتھوں کی بغل سے ہتھیلی تک رکھو۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ ہر ا جریدہ بقدر ایک ہاتھ کے ہو اور اشارہ کیا اپنی ہتھیلی سے اپنے ہاتھ تک، کپڑے کے اندر رکھا جائے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں حضرت ابوعبداللہ سے بعد میں ملا اور اسی مسئلہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ہاں میں نے عیسیٰ بن عبادہ سے بیان کیا تھا۔ (مرسل)

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا یہ کیا بات ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کے ساتھ جریدہ رکھا جاتا ہے فرمایا جب تک وہ تازہ رہتا ہے اس سے حساب و عذاب رکا رہتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ بڑا عذاب ایک دن اور ایک ساعت میں ہوتا ہے۔

جب مُردہ قبر میں جاتا ہے اور لوگ بعد دفن واپس آتے ہیں تو ہم میّت کی حفاظت کے لئے یہ سامان رکھتے ہیں کہ بعد خشک ہونے کے بھی انشاءاللہ عذاب نہ ہوگا۔ (حسن)

۵۔ فرمایا جریدہ بقدر ایک بالشت کے ہو ایک ہنسلی کے پاس جلد بدن سے متصل رکھا جائے اور دوسرا بائیں جانب ہنسلی کے پاس کفنی سے ملا کر۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ایک جریدہ داہنی طرف رکھا جائے دوسرا بائیں طرف۔ (ض)

۷۔ میں نے پوچھا جریدہ کیوں رکھا جاتا ہے۔

فرمایا تاکہ جب تک ہرا رہے عذاب سے دور رہے۔ (حسن)

۸۔ حضرت سے کسی نے کہا بسا اوقات میّت کے کفناتے وقت ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جن سے مخالفت کا خوف کرتا ہوں۔ تو ایسی صورت میں جریدہ کیسے رکھا جائے۔ فرمایا جہاں تک ممکن ہو رکھا جائے۔ (ض)

۹۔ میں نے کہا کیا جریدہ قبر میں بھی رکھا جاتا ہے۔ فرمایا ہاں رکھ سکتے ہیں۔ (مرسل)

۱۰۔ ہم سوال کیا اگر جریدہ نہ ملے تو کیا کیا جائے۔ فرمایا بیری کی لکڑی کا بناؤ، ہم نے کہا اگر وہ بھی نہ ملے۔ فرمایا بید کی لکڑی کا لے لو۔ (ض)

۱۱۔ راوی نے کہا جہاں درخت خرمہ نہ ہو تو کیا جریدہ اس درخت کا بنایا جا سکتا ہے جو وہاں پایا جاتا ہو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اگر خرمہ کا جریدہ نہ ملے تو جائز تو ہے لیکن افضل وہی ہے جیسا کہ روایت میں ہے اگر اس کے بدلے انار کی لکڑی ہو تو بہتر ہے۔ (ض)

۱۲۔ میں نے پوچھا جریدہ کفن کے نیچے رکھا جائے یا اوپر فرمایا قمیض کے نیچے ناف سے ملا ہوا۔ میں نے کہا کس طرف فرمایا داہنی جانب۔ (حسن)

باب ۲۳

میّت اگر جنب، حائض یا نفاس والی ہو

۱۔ میں نے کہا اگر میّت جنب ہو تو کیسے غسل دیا جائے اور پانی کتنا ہو فرمایا۔ اگر کئی غسل جمع ہوں تو ایک غسل جنابت کافی ہوگا اور غسل میّت بھی کیونکہ دو حیثیتیں ایک حرمت میں جمع ہو گئی ہیں۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق زمانۂ نفاس میں مر جائے اسے کیسے غسل دیا جائے۔ فرمایا جیسے بحالت حیات اسے طاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے یہی صورت حائض اور جنب کی ہے صرف ایک غسل۔ (موثق)

۳۔ پوچھا ایسی عورت کے بارے میں جو نفاس میں مری ہو اور کثرت سے خون نکلا ہو اور جلد بدن پر بھی موجود ہو تو؟ فرمایا اسے صاف کرنے کے بعد کفنایا جائے۔ (ض)

باب ۲۴

جب بچّہ عورت کے شکم میں مر جائے

۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس عورت کے متعلق جو مر جائے اس کے پیٹ میں بچہ ہو۔ فرمایا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا اگر عورت مر جائے اور بچہ پیٹ میں حرکت کرتا ہو تو شکم چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بچہ نکال کر شکم کو سی دیا جائے۔

۳۔ فرمایا حضرت علیؑ نے اگر عورت مر جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں حرکت کرتا ہو۔ اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے

اور فرمایا اس عورت کے بارے میں جس کے پیٹ میں بچہ مرگیا ہو اور اس کی جان جانے کا خوف ہو تو کوئی حرج نہیں ایک شخص ہاتھ ڈال کر بچہ کے ٹکڑے کرے اور نکال لے۔ (ض)

باب ۲۵

میّت کے بال یا ناخن کاٹنا مکروہ ہے

۱۔ فرمایا حضرت نے میت کے بال اور ناخن نہ کاٹو اور اگر کوئی شے ان میں سے گر جائے تو اسے کفن میں رکھ دو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے امیر المومنین علیہ السلام نے مکروہ جانا ہے وقت غسل میت کے مونڈنا موئے زہار کا اور بال کاٹنا۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا اگر میت کے بدن پر بال ہوں تو انھیں مونڈا جائے اور ناخن تراش دیئے جائیں۔ فرمایا نہیں کچھ نہ کرو غسل دے کر دفن کر دو۔ (حسن)

باب ۲۶

غسل کے بعد اگر کوئی چیز بدن سے نکلے

۱۔ فرمایا اگر غسل کے بعد میت کے نتھنوں سے خون یا کوئی اور شے نکلے اور عمامہ یا کفن کو لگ جائے تو وہ جگہ قینچی سے کاٹ دو۔ (ض)

۲۔ فرمایا غسل کے بعد اگر کوئی شے از قسم پیشاب یا پاخانہ نکلے تو اسے دھو ڈالو۔ اعادۂ غسل کی ضرورت نہیں۔ (مرسل)

باب ۲۷

مرد عورت کو غسل دے سکتا ہے اور عورت مرد کو

۱۔ فرمایا حضرت نے اگر کوئی مرد مر جائے اور غسل دینے والا عورتوں کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کی زوجہ غسل دے یا کوئی قریبی رشتہ دار عورت اگر موجود ہو۔ ہاں عورتیں پانی ڈال سکتی ہیں اور اگر عورت مر جائے تو اس کا شوہر قمیض کے نیچے ہاتھ ڈال کر غسل دے۔ (حسن)

۲۔ میں نے حضرت سے پوچھا آیا مرد کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مرتے وقت یا غسل دیتے وقت اپنی زوجہ کے اعضائے مخصوصہ پر نظر کرے اگر کوئی غسل دینے والی عورت نہ ہو۔ اسی طرح اگر شوہر مر جائے فرمایا حرج تو نہیں لیکن زوجہ کے اعضائے

اس کو بُرا سمجھیں گے۔ (ض)

۳۔ فرمایا مرد اپنی زوجہ کو غسل دے سکتا ہے لیکن لباس کے اندر۔ (ض)

۴۔ میں نے کہا اگر مرد مرجائے اور عورتوں کے سوا کوئی غسل دینے والا نہ ہو تو، فرمایا اس کی بی بی غسل دے یا محرم عورت، ہاں عورتیں پانی ڈال سکتی ہیں کپڑے کے اوپر سے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا حضرت صادق آل محمدؑ نے اس عورت کے متعلق جو مرجائے اور مرد ہی مرد ہوں اور ان میں اس کا کوئی محرم نہ ہو تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اس پر کپڑا ڈال کر اسے غسل دیں۔

فرمایا اس صورت میں غسل دینے والے کو لوگ عیب لگائیں گے۔ ہاں نامحرم مرد اس کے ہاتھ دھو سکتا ہے۔ (ض)

۶۔ میں نے اس عورت کے متعلق سوال کیا جو مرجائے۔ اس کا شوہر اپنا ہاتھ کہنیوں تک اس عورت کی قمیض کے نیچے ڈال کر غسل دے سکتا ہے۔ (موثق)

۷۔ فرمایا حضرت نے اس مرد کے بارے میں جو سفر میں مرجائے یا ایسی جگہ جہاں عورتوں کے سوا کوئی مرد نہ ہو تو اس کو بے غسل دفن کر دیا جائے اور فرمایا اس عورت کے بارے میں جہاں مرد ہی مرد ہوں کہ وہ اس منزل میں ہے لیکن اگر شوہر موجود ہو تو وہ خود غسل دے عورت مرد کی طرح نہیں اس کے مرنے کا منظر بُرا ہوتا ہے۔ (ض)

۸۔ میں نے کہا اگر کوئی مرد سفر میں ہے اور اس کی زوجہ اس کے ساتھ ہو اور زوجہ مرجائے تو وہ اسے غسل دے سکتا ہے اور فرمایا اپنی ماں، بہن اور ان کی مثل کو بھی، لیکن ان کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دے۔ (ض)

۹۔ کسی نے اس عورت کے متعلق پوچھا جو ایسی جگہ مرے جہاں مردوں کے سوا کوئی عورت ہی نہ ہو اور سب نامحرم ہوں تو وہ غسل دے سکتے ہیں فرمایا دے سکتے ہیں درآنحالیکہ عورت کے بدن پر لباس ہو۔ فرمایا ان پر الزام عاید ہوگا بصورت مجبوری یہ بہتر ہوگا کہ وہ صرف اس کے ہاتھ دھو دیں۔ (ض)

۱۰۔ فرمایا جب عورت مرجائے اور غسل دینے کے لئے کوئی عورت نہ ملے تو اس کے شوہر کو چاہیے کہ اس کی قمیض میں ہاتھ داخل کرکے اسے غسل دے۔ (ض)

۱۱۔ میں نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا، کیا مرد اپنی زوجہ کو غسل میت دے سکتا ہے فرمایا ہاں۔ مگر عورت کے رشتہ دار ازراہ تعصب ایسا کرنے سے اسے روکیں گے (حسن)

۱۲۔ حضرت سے پوچھا گیا اس مرد کے متعلق جو سفر میں مرجائے اور کوئی مرد اس کے ساتھ نہ ہو، مسلمان نہ ہو بلکہ یا تو نصاریٰ ہوں یا اس کی مسلمان پھوپی، خالہ، ایسی حالت میں اسے غسل کون دے فرمایا پھوپھی یا خالہ، درآنحالیکہ بدن میت پر کپڑا ہو اور نصاریٰ کو اس کے پاس نہ آنے دیا جائے۔ اسی طرح عورت اگر سفر میں مرے اور نصاریٰ عورتوں کے سوا کوئی مسلمان عورت نہ ہو اور اس کے مسلمان چچا یا ماموں ہوں تو وہ غسل دیں جیسے مسلمان عورت غسل دیتی مگر صاف اس کے اوپر لباس ہو اسی کے اوپر پانی ڈالا جائے۔

میں نے کہا اگر کوئی مسلمان مرجائے اور اس کے ساتھ کوئی رشتہ دار عورت نہ ہو بلکہ یا تو نصرانی مرد ہوں یا ایسی عورتیں جن سے کوئی رشتہ نہ ہو۔ فرمایا ایسی صورت میں نصرانی غسل دے لیکن اگر ممکن ہو تو دوبارہ غسل دیا جائے کیونکہ وہ اضطراری حالت تھی۔

اگر مسلمان عورت مرجائے اور وہاں نہ کوئی مسلمان عورت ہو اور نہ اس کا رشتہ دار مسلمان مرد یا تو نصرانی عورت ہو یا ایسے مسلمان جن کے درمیان کوئی قرابت نہ ہو، فرمایا مجبوراً نصرانیہ غسل دے لیکن ممکن ہو تو دوبارہ غسل دیا جائے۔ اگر کوئی نصرانی مسلمان کا ہم سفر ہوا اور مرجائے تو مسلمان اسے نہ غسل دے نہ اس کا احترام کرے اور نہ اسے دفن کرے اور نہ قبر پر کھڑا ہو۔

۱۳۔ میں نے پوچھا حضرت فاطمہ کو کس نے غسل دیا تھا۔ فرمایا امیرالمومنینؑ نے جیسا کہ ان کے غم انگیز کلمات سے ظاہر ہوتا ہے تم بھی سن کر دل تنگ ہو گے۔ میں نے کہا ضرور ایسا ہی ہے فرمایا دل تنگ نہ ہو وہ صدیقہ تھیں صدیق کے سوا ان کو کوئی غسل نہیں دے سکتا تھا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ نے غسل دیا تھا۔

میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں اس عورت کے لئے جو سفر میں مرگئی ہو اور اس کے ساتھ جو مرد ہوں وہ نامحرم ہوں عورت کوئی نہ ہو تو اسے کون غسل دے۔ فرمایا وہی غسل دیا جائے جو اللہ نے واجب کیا ہے یعنی تیمم لیکن چھوتے وقت ان مقامات خاصہ کو نہ کھولے جن کے چھپانے کا اللہ نے حکم دیا ہے میں نے کہا پھر کیا ہو۔ فرمایا اس کے اعضاء تیمم اور چہرہ کو دھویا جائے اور ہاتھوں کے اوپر کا حصہ بھی۔ (ض)

باب ۲۸

لڑکے کی وہ عمر جس میں عورت اسے غسل دے سکتی ہے

۱۔ میں نے پوچھا کس عمر کے لڑکے کو عورت غسل دے سکتی ہے فرمایا تین سال والے کو۔

باب ۲۹

غسل میت اور غسال

۱۔ حضرت نے فرمایا جو میت کو غسل دے اسے غسل کرنا چاہیے۔ میں نے کہا اگر وہ بدن ایسی حالت میں چھوئے جبکہ وہ گرم ہو فرمایا تو غسل نہیں اگر بدن ٹھنڈا ہو جائے تو غسل ہے۔ میں نے کہا جو قبر میں اتارے فرمایا اس پر نہیں وہ تو کپڑا چھوتا ہے (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا جو میت کی آنکھیں بند کرے کیا اس پر غسل ہے۔ فرمایا اگر بدن گرم ہونے کی صورت میں کیا ہے تو نہیں۔

اور اگر سرد ہو جانے کے بعد بند کی ہے تو غسل کرے۔ میں نے کہا اگر غسال غسل دے کر اپنے نہانے سے پہلے کفن پہنائے تو کوئی حرج تو نہیں۔ فرمایا غسل دینے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک دھولے پھر کفن پہنائے پھر خود غسل کرے میں نے کہا جو میّت کو اٹھا کر جنازہ پر لائے اس پر غسل ہے فرمایا نہیں، میں نے کہا جو قبر میں اتارے اس پر غسل ہوگا یا نہیں؟ فرمایا نہیں۔ احتیاطاً قبر کی مٹی سے تیمم کرے یہ ضروری نہیں ہے۔ (ص)

۳۔ فرمایا حضرت نے جو میّت کو غسل دے وہ غسل میّت کرے اگر کوئی میّت کو ایسی حالت میں بوسہ دے کہ وہ گرم ہو تو اس پر غسل نہیں اور اگر سرد ہونے کے بعد بوسہ دے تو اس پر غسل واجب ہوگا۔ ہاں بعد غسل اگر چھولے اور بوسہ دے تو مضائقہ نہیں۔ (ض)

۴۔ میں نے پوچھا اگر کوئی مردہ جانور کو چھولے تو اس پر غسل ہے یا نہیں، فرمایا نہیں، یہ حکم تو صرف انسان کے لئے ہے میں نے پوچھا اگر کسی کا کپڑا جسد میّت پر جا پڑے تو فرمایا اتنا ہی حصّہ دھو ڈالو۔ (حسن)

۵۔ فرمایا قبر میں داخل ہونے والے کے لئے غسل کی ضرورت نہیں۔ (ص)

۶۔ رسولؐ اللہ نے عبد اللہ بن مظعون کو مرنے کے بعد بوسہ دیا۔ (ض)

۷۔ فرمایا اگر قبل غسل میت کسی کا کپڑا جسد میت سے مس ہوا ہو تو اسے دھونا چاہیئے اور اگر بعد غسل ہے تو نہیں۔ (ض)

۸۔ میں نے پوچھا کیا اس پر غسل واجب ہے جو میّت کو غسل دے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا جو قبر میں اتارے۔ فرمایا اس پر نہیں وہ تو کپڑوں کو چھوتا ہے۔ (ض)

باب ۳

عِلّت غسل میّت و غسل جنابت

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ عبداللہ بن قیس الماصر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یہ بتایئے کہ میّت کو غسل جنابت کیوں دیا جاتا ہے فرمایا میں تجھے نہیں بتاؤں گا وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور ایک شیعہ سے مل کر کہنے لگا اے گروہ شیعہ تم پر تعجب ہے۔ تم نے ایسے شخص کو اپنا ولی بنا رکھا ہے اور اس کی اطاعت اس حد تک کرتے ہو کہ اگر وہ تم سے کہے کہ میری عبادت کرو تو ضرور کرنے لگو گے۔ میں نے ایک مسئلہ پوچھا تو جواب دیتے نہ بن پڑا دوسرے سال وہ پھر حضرت کے پاس آیا اور وہی سوال کیا۔ حضرت نے پھر وہی فرمایا۔ میں تجھے نہ بتاؤں گا۔ عبداللہ ابن قیس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو شیعوں کے پاس جا اور ان سے میل جول کر اور اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہوئے مجھ پر لعنت کر اور تبرا کر۔ جب موسم حج ہو تو میرے پاس آنا۔ میں تیری ضرورت کو پورا کروں گا۔ شیعہ دوستوں سے کہنا وہ تجھے محمد بن علی کے پاس لے جائیں اور جب ان کے پاس جانا تو ان سے پوچھنا، میّت کو غسل جنابت کیوں دیا جاتا

ہے۔ پس وہ شخص شیعوں کے پاس آیا اور حج کے زمانہ تک ان کے ساتھ رہا اور اس نے شیعوں کے مذہب پر غور کیا اور اسے قبول کر لیا۔ مگر ابن قیس سے اس امر کو چھپائے رہا۔ اس خوف سے کہ حج سے محروم نہ رہ جائے۔ جب حج کا زمانہ آیا تو وہ ابن قیس کے پاس آیا اور اس نے اس کو خرچ سفر دیا۔ پھر وہاں سے مدینہ کو چلا۔ اس کے شیعہ ساتھیوں نے کہا اپنا راستہ چھوڑ تا کہ ہم حضرت سے تیرا ذکر کریں اور تیری حاضری کے لئے اجازت حاصل کریں۔ جب وہ لوگ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تمہارا ساتھی کہاں ہے تم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ انھوں نے کہا آپ نے کیسے جانا کہ اس کا معاملہ آپ کے موافق ہے۔ حضرت نے ایک شخص سے کہا اسے بلاؤ۔ جب وہ آیا تو فرمایا مرحبا تم جس حالت میں پہلے تھے اور اب جس حالت میں، اس میں فرق دیکھا۔ اس نے کہا پہلی حالت تو کچھ بھی نہ تھی۔ فرمایا تم نے سچ کہا۔ تمہاری پہلی عبادت اب کی عبادت سے ہلکی تھی حق بات کو قبول ہی کیا جاتا ہے شیطان ہمارے شیعوں پر مسلط ہے رہے ان کے علاوہ اور لوگ، چونکہ وہ شیطان کی منشا کے مطابق کام کرتے ہیں لہذا ان کے اعمال کے بگاڑنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بس تجھے بتائے دیتا ہوں جو تجھ سے قیس ماصر نے کہا ہے قبل اس کے کہ تو مجھ سے بیان کرے اور وہ ایسی صورت میں ہوگا۔ گویا تو نے ہی بیان کیا۔

اگر تو چاہے تو بیان کروں ورنہ نہیں۔

خدا نے کچھ فرشتے پیدا کئے ہیں۔ جب کسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو ان کو حکم دیتا ہے وہ اس مٹی کو لاتے ہیں جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ "اس مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر دوسری بار اسی سے تم کو نکالیں گے پس نطفۂ انسانی کا خمار اسی مٹی سے ہوتا ہے جس سے یہ پیدا ہوتا ہے اس کے بعد یہ نطفہ رحم میں ۴۰ روز رہتا ہے جب چار ماہ ہو جاتے ہیں تو وہ ملائکہ کہتے ہیں۔ اے میرے رب تو کیا پیدا کرنا چاہتا ہے پس جو ارادہ رکھتا ہے اس کا حکم دیتا ہے۔ مذکر یا مونث، سفید یا سیاہ، جب روح بدن سے نکلتی ہے تو یہ نطفہ بعینہٖ جس حالت میں ہوتا ہے خارج ہوتا ہے چھوٹا ہو یا بڑا، مذکر ہو یا مونث، یہ وجہ ہے کہ میت کو غسلِ جنابت دیا جاتا ہے۔ اس نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ خدا کی قسم میں ابن ماصر کو یہ راز نہ بتاؤں گا۔ فرمایا۔ تجھے اختیار ہے۔ (ض)

۲۔ میں نے پوچھا منی سے کیا مراد ہے۔ فرمایا وہ نطفہ جس سے وہ پیدا ہوتا ہے نکال دیا جاتا ہے یعنی خارج ہوتا ہے وہ غلیظ پانی جو منی سے مشابہ ہوتا ہے۔ (ض)

۳۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے کوئی ذی روح نہیں مرتا جب تک وہ نطفہ خارج نہ ہو جس سے وہ پیدا ہوا ہے خواہ وہ منہ سے نکلے یا کہیں اور سے۔ (مرسل)

باب ۳۱

جو مومن کو غسل دے

۱۔ فرمایا مومن کو مومن غسل دے جب اس کو کروٹ دلائے تو کہے یا اللہ یہ تیرے مومن بندہ کا بدن ہے۔ اس کی روح اس سے نکل گئی ہے اور دونوں کے درمیان جدائی ہوگئی ہے عفوکَ عفوکَ سوائے گناہان کبیرہ کے، باقی ایک سال کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو میت کو غسل دے تو حق امانت ادا کرے۔ میں نے پوچھا۔ اس سے کیا مراد ہے فرمایا میت کی جو حالت دیکھے اس سے کسی کو آگاہ نہ کرے۔ (مختلف فیہ)

(مرسل)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو شخص کسی مومن کو غسل دیتے وقت کہے رب عفوکَ عفوکَ تو اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے

۴۔ فرمایا۔ موسیٰؑ نے وقت مناجات اپنے رب سے کہا کیا ثواب ہے مردہ کو غسل دینے کا۔ فرمایا۔ اللہ اس کے گناہ اس طرح دھو دیتا ہے جیسے وہ بطن مادر سے پیدا ہوا ہو۔ (ض)

باب ۳۲

مومن کو کفن دینے کا ثواب

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو کسی مومن کو کفنائے۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جو اس کے لباس کا قیامت کے لئے ضامن ہو جائے۔ (مختلف فیہ)

باب ۳۳

ثواب قبر کھودنے کا

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو کسی مومن کی قبر کھودے وہ اس شخص کی مانند ہے جو قیامت تک کے لئے اسے گھر بنوا دے۔

باب ۳۴

حد قبر و لحد

۱۔ ہمارے بعض اصحاب نے روایت کی ہے کہ حد قبر ہنسلی تک ہے بعض نے کہا چھاتی تک۔ بعض نے کہا ہے قد آدم ہو اس طرح کہ جو قبر میں ہو اس کے سر پر چادر تان دی جائے اور لحد اتنی گہری ہو کہ اس میں آدمی بیٹھ جائے اور مروی ہے کہ جب علی ابن الحسین کی وفات کا وقت قریب آیا تو ایک ساعت آپ بے ہوش رہے پھر حضرت کے اوپر سے کپڑا ہٹایا گیا۔ پھر فرمایا۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے ہم کو جنت کا وارث بنایا کہ ہم جہاں چاہیں رہیں۔ پس عمل کرنے والوں کا اجر کیا ہی اچھا ہے پھر فرمایا۔ میرے لئے اتنی گہری قبر کھودو کو زمین کی تری نمایاں ہو جائے پھر آپ نے کپڑا اپنے اوپر ڈال لیا اور انتقال فرمایا۔ (ض)

۲۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا جب میں مروں تو میری قبر کھودنا اور لحد بنانا اور اگر لوگ کہیں کہ رسول اللہ کی لحد کھودی گئی تھی تو انھوں نے سچ کہا۔ (ض)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ ابوالعلی انصاری نے رسول اللہ کی لحد کھودی تھی۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے منع فرمایا ہے تین ہاتھ سے اونچی قبر کو۔ (ض)

باب ۳۵

اعلان میت

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ میت کے ولیوں کو چاہیئے کہ میت کے بھائی بندوں کو اس کی موت سے آگاہ کریں تاکہ اس کے جنازہ میں شریک ہوں اور اس پر نماز پڑھیں اور اس کے لئے استغفار کریں تاکہ ان کے لئے اجر ہو اور میت کے لئے استغفار، اور اس کا اجر ان کو ملے اور میت کو استغفار کا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ جنازہ کی اطلاع لوگوں کو دی جائے۔ (ض)

۳۔ فرمایا حضرت نے جنازہ کی شرکت کے لئے لوگوں کو بلایا جائے۔ (ض)

باب ۳۶

جنازہ کو دیکھ کر کیا کلمات کہے جائیں

۱۔ امام زین العابدین علیہ السلام جب کسی جنازہ کو آتا دیکھتے تو فرماتے حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے مجھے مرنے والوں میں نہ قرار دیا۔ (مرسل)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (مرفوع)

۳۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جو کوئی استقبال جنازہ کرے یا اسے دیکھے تو کہے اللہ اکبر یہ وہ ہے جس کا اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے وعدہ کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا ہے یا اللہ ہمارے ایمان اور تسلیم کو زیادہ کر، حمد ہے اس خدا کے لئے جو اپنی قدرت سے عزت والا ہے اور موت سے اپنے بندوں پر غالب ہے اور کوئی فرشتہ ایسا نہ رہے گا مگر اس آواز پر از روئے رحمت رو دے گا۔

باب ۳۷

جنازہ اٹھانے میں امور مسنونہ

۱۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جنازہ میں سنت ہے کہ جنازہ کو اس طرح کندھا دے کہ پہلے اپنے داہنے کندھے پر سرہانے کی طرف سے لے پھر داہنے پیر کی طرف آئے پھر پیروں کی طرف سے ہوتا ہوا بائیں پیر کی طرف کندھا دے پھر آگے جا کر سرہانے کی جانب اپنے بائیں کندھے پر اٹھائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ چاروں طرف سے جنازہ اٹھانا سنت ہے اور اس کے بعد کندھا دینا خوشی پر موقوف ہے۔ (ض)

۳۔ میں نے امام علیہ السلام سے کندھا دینے کے متعلق پوچھا فرمایا۔ درصورت تقیہ داہنی طرف سے ابتدار کرو۔ پھر داہنے پاؤں کی طرف آؤ۔ پھر میت کے آگے کی طرف جاؤ پیچھے کی طرف نہ جاؤ، جنازہ کے سامنے ہو کر بائیں طرف آؤ اور بائیں ہاتھ کو کندھا دو، پھر بائیں پیر کی طرف آؤ پھر اپنی جگہ پر ٹھہرو، جنازہ کے پیچھے کی بجائے آگے جاؤ اور پھر وہی عمل کرو جو پہلے کیا ہے اور اگر تقیہ کی صورت نہ ہو تو تربیع جنازہ کی وہی صورت ہو گی جو ہم میں جاری ہے یعنی پہلے داہنی طرف داہنے ہاتھ سے سر کی جانب پھر داہنے پیر کی طرف پھر بائیں پیر کی طرف، پھر بائیں کندھے کی طرف اس طرح ایک دور پورا کیا جائے۔ (ض)

۴۔ فرمایا حضرتؑ نے جنازہ اٹھانے کی ابتدار داہنی طرف سے کرو پھر پیچھے کی طرف سے ہو کر دوسری طرف آؤ۔ اور سرہانے کی طرف پہنچو اسی طرح چکی کا سا دور ہو۔ (مرسل)

باب ۳۸

جنازہ کے ساتھ چلنا

۱۔ فرمایا جنازہ کے پیچھے چلنا آگے چلنے سے بہتر ہے۔
فرمایا مومن عارف کے جنازہ کے آگے چلو اور منکر خدا کے۔

۲۔ جنازہ کے آگے نہ چلو مسلمان کے جنازہ کے آگے ملائکہ تیزی سے جنت کی طرف لے جاتے ہیں اور کافر جنازہ کے آگے تیزی سے دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔ (ص)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول خدا ایک جنازہ کے پیچھے کیوں چل رہے تھے کسی نے کہا آپ پیچھے کیوں چل رہے ہیں فرمایا میں ملائکہ کو دیکھ رہا ہوں وہ آگے چل رہے ہیں ہم ان کے پیچھے ہیں۔ (ض)

۴۔ میں نے جنازہ کے ساتھ چلنے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ اس کے آگے داہنے بائیں اور پیچھے چلو۔ (ص)

۵۔ فرمایا جو کرام کاتبین کے ساتھ چلنا چاہتا ہے وہ جنازہ کے دونوں پہلوؤں میں چلے۔ (مرسل)

۶۔ کسی نے پوچھا جنازہ کے پیچھے کیسے چلوں فرمایا اگر مخالف کا جنازہ ہے تو اس کے آگے نہ چلو، کیونکہ ملائکہ طرح طرح کا عذاب دیتے ہوئے اس کے آگے چلتے ہیں۔

باب ۳۹

جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہؐ نے کچھ لوگوں کو ایک جنازہ کے پیچھے سوار دیکھا تو فرمایا ان لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ اپنے ساتھی کے پیچھے سوار ہو کر چل رہے ہیں حالانکہ انھوں نے خود کو اس حالت کی سپرد کیا ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرتؑ نے ایک انصاری اصحاب رسولؐ میں سے مر گیا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازے کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ کسی نے کہا، حضور آپؐ سوار کیوں نہیں ہوتے، فرمایا میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میں سوار ہوں اور ملائکہ پیادہ ہوں۔ (حسن)

۲۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کو دو یا تین جنازوں کی نماز پڑھنا ہو۔ فرمایا ایسی صورت میں چاہے کتنے ہی جنازے ہوں ان پر ایک ہی نماز پانچ تکبیروں کے ساتھ اسی طرح پڑھے جیسے ایک میّت پر پڑھتا۔ جنازے اس طرح رکھے جائیں کہ دوسرے جنازے کا سر پہلی میّت کے کولھے کے مقابل ہو اور تیسرے کا سر دوسری میت کے کولھے کے مقابل ہو، اسی طرح جتنے جنازے ہوں درجہ بدرجہ رکھے جائیں۔ پھر نماز پڑھنے والا بیچ میں کھڑے ہو کر اسی طرح سے پانچ تکبیروں سے نماز پڑھے جیسے ایک جنازے کی پڑھتا۔ پوچھا گیا۔ اگر مردوں اور عورتوں دونوں کے جنازے ہوں فرمایا پہلے بہ ترتیب سابق مردوں کی میتیں رکھی جائیں پھر اس کے بعد اسی ترتیب سے عورتوں کی یعنی ایک میت کے بعد دوسری میت کا سر پہلی عورت کی کمر کے مقابل اور تیسری کا دوسری کی کمر کے مقابل۔ جب سب جنازے ٹھیک طور سے رکھے جائیں تو مردوں کے جنازوں کے وسط میں کھڑا ہو اور اسی طرح نماز پڑھے جیسے ایک میت پڑھی جاتی ہے اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ وقت نماز سرہانے کی جگہ میت کی پائنتی تھی تو صحیح کرکے دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دفن کے بعد معلوم ہو تو پھر نماز نہ پڑھی جائے گی۔ (موثق)

۳۔ فرمایا جب عورت اور مرد دونوں کی نماز جنازہ پڑھنی ہو تو عورت کو مرد پہ مقدم کیا جائے اور اگر غلام اور آزاد کے جنازے ہوں تو غلام کو مقدم کیا جائے اور اگر چھوٹے اور بڑے دو جنازے ہوں تو بڑے پہلے چھوٹے پر نماز پڑھی جائے (مرسل)

۴۔ میں نے کہا اگر مرد و عورتیں ہوں تو کیسے نماز پڑھی جائے۔ فرمایا امام سے مل کر مرد کھڑے ہوں اور ایک دوسرے کے پیچھے صفیں باندھیں۔ (ض)

۵۔ فرمایا اگر مردوں بچوں اور عورتوں کے جنازے بیک وقت جمع ہوں تو آگے عورتوں کے جنازے رکھے جائیں پھر بچوں کے پھر مردوں کے، اور امام مردوں کے جنازوں کے متصل کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔ (مرسل)

۶۔ حضرت نے مردوں اور عورتوں کے جنازوں کے متعلق فرمایا۔ کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ مردوں کے جنازے آگے رکھے جائیں۔

باب ۴۴

نوادر

۱۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو نماز پڑھے، جنازہ کی تنہا نماز پڑھ سکتا ہے۔ میں نے کہا اگر دو ہوں۔ فرمایا ایک دوسرے کے پیچھے کھڑا ہو برابر نہیں۔

۲۔ فرمایا جنازے کی نماز جوتے پہن کر نہیں پڑھنی چاہیئے ہاں موزہ پہن کر پڑھ سکتے ہیں۔ (ض)

۳۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا نماز میں بہتر صف اوّل میں ہونا ہے اور نماز جنازہ میں آخری صف میں ہونا۔ کسی نے کہا کیوں؟ فرمایا یہ آخری صف پردہ بن جاتی ہے اُن عورتوں کے لیے جو شریک نماز ہوں۔

باب ۴۵
نمازِ جنازہ میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

۱۔ فرمایا کہ علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عورت کے جنازہ کی نماز پڑھانے والا اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے لئے اس کے سینہ کے پاس۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا جب عورت کی نماز پڑھو تو اس کے سر کے پاس کھڑے ہو اور مرد کے جنازہ میں اس کی کمر کے مقابل۔ (ض)

باب ۴۶
نمازِ میت پڑھانے کا زیادہ حقدار

۱۔ نمازِ جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق ان کا بہترین آدمی ہے جس نے اپنے دوست کو مرنے والے نے حکم دیا ہو۔ (حسن)

۲۔ میں نے کہا عورت کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے فرمایا اس کا شوہر، میں نے کہا کیا وہ باپ بیٹے اور بھائی سے زیادہ مستحق ہے۔ فرمایا ہاں وہی اس کو غسل دے۔ (ضعیف)

۳۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (مجہول)

۴۔ اگر امام علیہ السلام موجود ہوں تو نمازِ جنازہ پڑھانے کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں۔ (ض)

۵۔ ترجمہ ۱ میں دیکھئے۔ (ض)

باب ۴۷
کیا بے وضو نمازِ جنازہ پڑھ سکتا ہے

۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا کیا نمازِ جنازہ بے وضو پڑھ سکتے ہیں فرمایا۔ ہاں وہ تکبیر و تسبیح و تحمید و تہلیل ہے جیسے تم اپنے گھر میں بے وضو پڑھ لیا کرتے ہو۔ (موثق)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص بے وضو نمازِ جنازہ میں شریک ہو سکتا ہے ایسی صورت میں کہ اگر وضو کرنے لگے تو نماز ختم ہو جائے گی۔

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا اگر جنازہ آجائے اور میں بے وضو ہوں اگر وضو کرتا ہوں تو نمازِ جنازہ اس وقت تک ختم ہو جائے گی تو کیا ہو۔ فرمایا میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ با طہارت ادا کرو۔ (مجہول)

۴۔ میں نے پوچھا ایک شخص بے وضو ہو اور اس کے سامنے جنازہ آجائے تو کیا کرے فرمایا ان کے ساتھ تکبیر کہے۔

۵۔ ترجمہ اوپر ہے۔

باب ۴۸

عورتوں کی نماز جنازہ

۱۔ حضرتؑ سے پوچھا گیا اگر مرد نہ ہوں تو کسی جنازہ پر عورتیں کیسے نماز پڑھیں۔ فرمایا وہ سب صف باندھ کر کھڑی ہوں مگر ان میں کوئی بطور پیش نماز آگے نہ کھڑی ہو۔ (ض)

۲۔ فرمایا جب نماز جنازہ پڑھنے والے مرد نہ ہوں تو ایک عورت عورتوں کے درمیان کھڑی ہو کر اس طرح پڑھائے کہ عورتیں اس کے دائیں بائیں ہوں اور ان کے بیچ میں ہو تکبیریں کہہ کر نماز تمام کرے۔ (ض)

۳۔ حائض عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے لیکن صف میں کھڑی نہ ہو بلکہ علیحدہ کھڑی ہو۔ (موثق)

۴۔ فرمایا حائض عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے کیونکہ نہ اس میں رکوع ہے نہ سجدہ، اور جنب عورت تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھے۔ (حسن)

باب ۴۹

وقت نماز جنازہ

۱۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ کیا کوئی چیز اوقات شب و روز میں آپ کو نماز جنازہ سے روکتی ہے فرمایا نہیں۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا امام علیہ السلام نے نماز جنازہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ اس میں رکوع و سجود نہیں ہے ہاں سورج کے طلوع و غروب کے وقت پڑھنا مکروہ ہے ان دونوں وقتوں میں شیطان حرکت میں آتا ہے اور لوگوں سے سورج کی پرستش کراتا ہے۔ (ص)

باب ۵۰

نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں کی علت

۱۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ پانچ تکبیریں کیوں ہیں۔ فرمایا ہر نماز پنجگانہ کے بدلہ کی ایک تکبیر۔ (مرفوع)

۲۔ رسولؐ اللہ بعض لوگوں کی نمازِ جنازہ میں پانچ تکبیریں کہتے تھے اور بعض پر چار، ان لوگوں پر نفاق کی تہمت لگائی جاتی تھی۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب حضرت رسولؐ خدا نمازِ میت پڑھتے تھے تو تکبیر کہہ کر کلمہ شہادت پڑھتے تھے پھر تکبیر کہہ کر انبیاؑ پر درود بھیجتے تھے اور دعا کرتے تھے تیسری تکبیر کے بعد مومنین کے لئے دعا کرتے تھے اور چوتھی کے بعد میت کے لئے اور پانچویں پر ختم۔

۴۔ جب خدا نے منافقوں پر نماز پڑھنے کے لئے منع کیا تو بجائے پانچ کے چار تکبیریں کہیں، پہلی کے بعد تشہد، دوسری کے بعد انبیاء پر صلوٰۃ، تیسری کے بعد مومنین کے لئے دعا، چوتھی کے بعد ختم، میت کے لئے دعا ندارد۔ (مجہول)

۵۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے اور ہر نماز کی جگہ ایک تکبیر رکھی ہے۔ (مرسل)

۶۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ابوبکر تم جانتے ہو کہ نمازِ میت میں کتنی تکبیریں ہیں میں نے کہا نہیں۔ فرمایا پانچ ہیں کیا جانتے ہو یہ پانچ میں نے کہاں سے اخذ کی ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا۔ نمازیں پانچ ہیں لہٰذا ہر نماز کی جگہ ایک تکبیر ہے۔ (مجہول)

باب ۵۱

مساجد میں نمازِ جنازہ

۱۔ میں مسجد میں تھا کہ ایک جنازہ آگیا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی آئے۔ اپنی کہنی میرے سینہ پر رکھی اور مجھے ہٹایا اور خود بھی مسجد سے نکل آئے اور فرمایا۔ مساجد میں نمازِ جنازہ نہیں ہونی چاہیئے۔ (صحیح)

باب ۵۲

مومن پر نماز تکبیر اور دعا

۱۔ میں نے پوچھا نمازِ میت میں کتنی تکبیریں ہیں فرمایا پانچ پہلی تکبیر کے بعد کہے

«أشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له وأشهد أنّ محمّداً عبده ورسوله ، اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد وعلى الأئمّة الهداة واغفرلنا ولإخواننا الّذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل في قلوبنا غلاًّ للّذين آمنوا ربّنا إنّك رؤوف رحيم ، اللّهمّ اغفر لأحيائنا وأمواتنا من المؤمنين والمؤمنات وألّف قلوبنا على قلوب أخيارنا واهدنا ...

اختلف فيه من الحقّ بإذنك إنّك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم.

اگر تکبیر ثانی قطع ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر کہے تیسری تکبیر کے بعد۔ فإن قطع عليك التكبيرة الثانية فلا يضرّك تقول: «اللّهمّ عبدك ابن عبدك و ابن أمتك أنت أعلم به منّي افتقر إلى رحمتك و استغنيت عنه، اللّهمّ فتجاوز عن سيّئاته وزد في إحسانه واغفرله وارحمه ونوّر له في قبره ولقّنه حجّته وألحقه بنبيّه ﷺ ولا تحرمنا أجره ولا تفتنّا بعده»

پھر چوتھی تکبیر کے بعد پڑھے اور پانچویں تکبیر پر ختم کرے۔

۲۔ فرمایا حضرت نے نماز جنازہ میں تکبیر کہے اور آل محمد پر درود بھیجے اور کہے۔

«اللّهمّ عبدك ابن عبدك ابن أمتك لا أعلم منه إلّا خيراً وأنت أعلم به منّي، اللّهمّ إن كان محسناً فزد في إحسانه و تقبّل منه وإن كان مسيئاً فاغفر له ذنبه [وارحمه] وافسح له في قبره واجعله من رفقاء محمّد ﷺ

پھر دوسری تکبیر کے بعد کہو۔ (حسن)

«اللّهمّ إن كان زاكياً فزكّه وإن كان خاطئاً فاغفر له»

پھر تیسری تکبیر کے بعد کہے

«اللّهمّ لا تحرمنا أجره ولا تفتنّا بعده

اور چوتھی تکبیر کے بعد کہے۔

«اللّهمّ اكتبه عندك في علّيّين واخلف على عقبه في الغابرين واجعله من رفقاء محمّد ﷺ

پھر پانچویں تکبیر کہہ کے نماز تمام کرے (ض)

۳۔ میں نے نماز میت کی تکبیروں کے متعلق پوچھا فرمایا پانچ ہیں۔ پہلے کہو۔

«أشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد پھر کہو۔

اللّهمّ إنّ هذا المسجّى قدّامنا عبدك وابن عبدك وقد قبضت روحه إليك وقد احتاج إلى رحمتك وأنت غنيّ عن عذابه، اللّهمّ إنّا لا نعلم من ظاهره إلّا خيراً وأنت أعلم بسريرته، اللّهمّ إن كان محسناً فزد في إحسانه وإن كان مسيئاً فتجاوز عن سيّئاته»

پھر دوسری تکبیر کہو اور ہر تکبیر میں یہی کہو۔ (حسن)

۳۔ إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، الحمد لله ربّ العالمين ربّ الموت والحياة صلّ على محمد و أهل بيته ، جزا الله عنّا محمداً خير الجزاء بما صنع بأمّته وبما بلّغ من رسالات ربّه

پھر کہو۔

«اللّهمّ عبدك ابن عبدك ابن أمتك ناصيته بيدك ، خلا من الدّنيا واحتاج إلى رحمتك وأنت غنيّ عن عذابه ، اللّهمّ إنّا لانعلم منه إلّا خيراً وأنت أعلم به ، اللّهمّ إن كان محسناً فزد في إحسانه وتقبّل منه وإن كان مسيئاً فاغفر له ذنبه و ارحمه و تجاوز عنه برحمتك ، اللّهمّ ألحقه بنبيّك و ثبّته بالقول الثابت في الحياة الدّنيا وفي الآخرة ، اللّهمّ اسلك بنا وبه سبيل الهدى، واهدنا وإيّاه صراطك المستقيم ، اللّهمّ عفوك عفوك

پھر دوسری تکبیر کہہ کر یہی کہو اسی طرح پانچ تکبیریں پوری کرو۔ (حسن)

۵۔ فرمایا حضرتؑ نے نماز جنازہ میں کہو۔

یا اللہ تو نے ہی نفس کو پیدا کیا اور تو نے ہی مارا ہے تو ہی اس کے ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے ہم تجھ سے اس کی سفارش کرتے ہیں ہماری سفارش قبول فرما ، اے اللہ دل بنا، جس نے اسے ولی بنایا اور محشور کر اس کے ساتھ جسے وہ دوست رکھتا تھا۔ (ض)

باب ۵۳

نماز میں میت کے لئے دعا کا حکم

۱۔ حضرتؑ نے فرمایا نماز میت میں نہ قرأت ہے نہ کوئی وقتی دعا جو چاہے کہے ، مردہ کا حق ہے کہ مومن اس کے لئے دعا کرے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود کے ساتھ شروع کرے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا نماز میت میں سلام نہیں ہے۔ (ضعیف)

۳۔ نماز میت میں سلام نہیں۔ (حسن)

باب ۵۴

پانچ تکبیر سے زیادہ کی صورت

۱۔ حضرت رسولؐ خدا نے حضرت حمزہ کے جنازہ پر ستر نمازیں پڑھیں۔ (ض)

۲۔ حضرت امیر المومنینؑ نے سہل بن حنیف کے جنازہ پر جو بدری صحابی تھے پانچ تکبیر کہیں، پھر ذرا دور چل کر جنازہ رکھا اور پانچ تکبیریں کہیں۔ اسی طرح ۲۵ تکبیر کہیں۔ (حسن)

۳۔ رسول اللہ نے جناب حمزہ پر ستر تکبیریں کہیں اور حضرت علیؑ نے سہل بن حنیف پر پچیس، اور ایک قول ہے پچپن، صورت یہ ہوئی کہ پہلی نماز کے بعد لوگوں نے کہا امیر المومنین ہم سہل کی نماز میں شریک نہ ہو سکے۔ آپ جنازہ رکھوا کر پھر نماز پڑھا دیں غرض اس طرح پانچ نمازیں پڑھی گئیں (ض)

باب ۵۵

ضعیف الایمان پر نماز

۱۔ فرمایا ضعیف ایمان اور اس شخص کی نماز میں جو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنا نہیں جانتا اور مومنین و مومنات کے لئے دعا نہیں کرتا۔ اس کے لئے کہے۔ اے ہمارے رب ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستہ پر چلے جہنم کے عذاب سے انھیں پناہ دے۔ آخری دو آیتوں تک پڑھے وہ یہ ہیں۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

۲۔ فرمایا حضرت نے اگر مومن کے جنازے پر نماز پڑھو تو اس کے لیے اچھی طرح دعا کرو، اگر وہ واقفیہ فرقے کا ہو یا ضعیف الایمان ہو تو کہو یا اللہ بخش دے ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے جہنم کے عذاب سے انھیں بچائے (حسن)

۳۔ فرمایا اگر وہ ضعیف الایمان ہے تو کہو یا اللہ بخش دے ان لوگوں کو جو تائب ہوئے اور تیرے راستے پر چلے عذاب جہنم سے انھیں بچائے اور اگر اس کا حال نہیں جانتے تو کہو یا اللہ اگر یہ نیکی اور نیکی کرنے والے کو دوست رکھتا تھا تو اسے بخش دے اور رحم کر اس کی خطاؤں سے درگزر کر اور اگر یہ ضعیف الایمان ہے تو اسے بذریعہ شفاعت بخش دے نہ از روئے محبت۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرتؑ نے رحم کی دو صورتیں ہیں یا تو از روئے محبت ہوگا یا از روئے شفاعت۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا صادق آل محمد نے کہو۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں رحمت نازل کر محمد و آلِ محمدؐ پر اور ان کی شفاعت کو قبول کر، اور اس کا چہرہ روشن رکھ اور اس کی پیروی کو زیادہ کر اور یا اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور میری توبہ قبول کر یا اللہ توبہ کرنے والوں اور اپنے راستہ پر چلنے والوں کو بخش دے، عذاب جہنم سے بچائے اگر مومن ہے تو اس دعا میں داخل ہوگا ورنہ خارج۔ (مرسل)

۶۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ تھا کہ ایک جنازہ آیا، آپؑ نے شرکت، آپؑ نے فرمایا یا اللہ تو نے ہی ان نفوس کو پیدا کیا۔ تو ہی مارتا اور جلاتا ہے اور تو ہی ان کے باطن اور ظاہر کا جاننے والا ہے اور ان کے قرار پکڑنے اور سونپے جانے کی جگہ کا علم رکھتا ہے یا اللہ یہ تیرا بندہ ہے میں اس کی برائیوں کو نہیں جانتا تو ان کا جاننے والا ہے ہم تیری بارگاہ میں سفارش لے کر آئے ہیں اس کے مرنے کے بعد اگر یہ بخشش کا سزادار ہے تو ہماری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور جن کو یہ دوست رکھتا تھا ان کے ساتھ محشور کر۔

باب ۵۶

نواصب کی نماز جنازہ

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب عبداللہ ابن اُبی کا انتقال ہوا تو حضرت رسولؐ خدا اس کے جنازہ میں شریک ہوئے عمرؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا آپؐ کو اللہ نے اس کی قبر پر کھڑا ہونے سے منع نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تم پر تم کیا جانو میں نے کیا کہا۔ میں نے کہا ہے یا اللہ اس کے شکم کو اس کی قبر کو آگ سے بھر دے اور اس کو واصل جہنم کر۔

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ اعتراض کرنا حضرت کو بُرا معلوم ہوا۔ (ض)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے ایک منافق مرگیا۔ امام حسین علیہ السلام اس کے جنازہ کے ساتھ چلے، آپ نے اس غلام سے پوچھا تو کہاں جارہا ہے اس نے کہا، میں اس منافق کے جنازہ سے بھاگ رہا ہوں تاکہ نماز جنازہ نہ پڑھوں امام علیہ السلام نے فرمایا

تو میری داہنی طرف کھڑا ہو اور جو میں کہوں کہتا جا۔ جب میت کے ولی نے تکبیر کہی تو حضرت نے فرمایا۔ اللہ اکبر یا اللہ اپنے اس بندہ پر ہزار بار لعنت کر ایک ساتھ مختلف طور نہیں یا اللہ اپنے اس بندہ کو بندوں اور اپنے شہروں میں ذلیل کر اور اس کو آتش جہنم کے سپرد کر اور سخت عذاب کا مزہ چکھا کیونکہ یہ تیرے دشمنوں سے محبت کرتا تھا اور تیرے دوستوں کا دشمن تھا۔ اور اہلبیتؑ نبی سے بغض رکھتا تھا۔ (حسن)

۴۔ فرمایا حضرت نے اگر منکر حق ہو تو کہو۔ اے خدا اس کے شکم کو اور قبر کو آگ سے بھر دے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط کر، ایسا ہی کہا تھا امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک بنی امیہ کی بدعورت کے لئے کہ میرے والد نے جب اس کی نماز پڑھی تو یہی کلمات کہے اور یہ بھی فرمایا کہ شیطان کو اس کا ساتھی قرار دے، محمد بن مسلم نے پوچھا کہ قبر میں سانپ اور بچھو کے ہونے سے کیا فائدہ فرمایا سانپ اس کو ڈسیں گے اور بچھو اسے کاٹیں گے، میں نے کہا کیا وہ تکلیف محسوس کریں گے، فرمایا شدید تکلیف راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا

۵۔ یا اللہ اپنے اس بندہ کو اپنے شہروں اور بندوں میں ذلیل کر اور داخل جہنم کر اور سخت عذاب کا مزہ چکھا کیونکہ یہ تیرے دوستوں کا دشمن اور تیرے دشمنوں کا دوست تھا اور تیرے نبیؐ کے اہلبیت سے بغض رکھتا تھا۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ بنی امیہ کی ایک عورت مرگئی لوگ جمع ہوئے، جب نماز پڑھ چکے اور جنازہ کندھوں پر اٹھایا تو حضرت نے فرمایا۔ اللہ اسے پست کر بلند نہ کر اور اسے متحرک نہ کر یہ اللہ کا دشمن ہے راوی کہتا ہے اس کے بعد اتنا میں نے اور سنا اور ہمارا دشمن ہے۔ (مرسل)

باب ۵

دوسرے جنازہ پر نماز

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جو ایک جنازہ پر ایک یا دو تکبیر کہہ چکے ہیں کہ دوسرا جنازہ رکھا گیا تو اب کیا صورت نماز ہوگی۔ فرمایا اگر چاہیں تو پہلی تکبیروں کو ترک کرکے شروع سے تکبیریں کہیں اور اگر چاہیں تو پہلی تکبیروں کے ساتھ باقی تکبیروں کو پورا کریں اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ص)

باب ۵۸

قبر کے پاس جنازہ رکھنا

۱۔ فرمایا یکایک میت کو قبر میں داخل نہ کرو، قبر سے دو تین ہاتھ کے فاصلے پر رکھو اور ہلکے ہلکے قبر تک لے جاؤ۔ (ض)

۲۔ ساوی کہتا ہے جب میں نے حضرتؑ سے ذکر کیا تو میں بہت دل تنگ تھا۔ فرمایا جب تم میت کو قبر کے کنارے لاؤ تو ذرا دیر ٹھہرو اور سوال کے لئے ہلکے ہلکے قبر میں اتارو۔ (مجہول)

باب ۵۹

نادر

۱۔ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تھا اور ایک انصاری بھی تھا کہ ایک جنازہ ادھر سے گزرا انصاری کھڑا ہو گیا مگر حضرت بیٹھے رہے میں بھی حضرتؑ کے پاس بیٹھا رہا۔ لیکن انصاری کھڑا ہی رہا۔ جب جنازہ آگے بڑھ گیا تب بیٹھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم حسین علیہ السلام نے کبھی ایسا نہیں کیا اور نہ ہم اہلبیتؑ میں سے کبھی کسی نے ایسا کیا۔ انصاری نے کہا اللہ آپؑ کی حفاظت کرے۔ آپؑ نے مجھے شک میں ڈال دیا۔ میرا گمان ہے کہ میں نے ایسا دیکھا ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اٹھنا واجب ہے اور بعض سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستحب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنازہ کسی غیر مسلم یا ناصبی کا تھا جس کی تعظیم کو امام کھڑے نہ ہوئے۔ (ص)

۲۔ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کسی جگہ بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ ادھر سے گزرا۔ لوگ کھڑے ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا ایک یہودی کا جنازہ جس راستے سے گزر رہا تھا۔ حضرت رسولِ خدا وہاں بیٹھے تھے آپؐ نے مکروہ سمجھا کہ آپؐ کے اوپر یہودی کا جنازہ گزرے آپؐ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ (ض)

باب ۶۰

دخول و خروج قبر

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کسی کے لئے لائق نہیں وہ قبر میں جوتا یا موزہ پہن کر داخل ہو یا عمامہ برسر اور ردا اوڑھے ہو اس کے سر پر ٹوپی بھی نہ ہونی چاہیئے۔ (ض)

۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ قبر میں جب داخل ہو تو سر پر نہ تو عمامہ ہو نہ ٹوپی، نہ پیر میں جوتا ہو نہ کندھوں

پر ردا اور اپنے پائنچے اٹھا لو، یہ سنت رسولؐ ہے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور سورۂ فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد اور آیت الکرسی پڑھو اور ممکن ہو تو میت کا چہرہ کھول کر زمین سے ملائے اور ایسا ضرور کرے اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری کرے اور جو چاہتا ہے ذکر الہٰی کرتا ہوا میت کے پاس پہنچے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا مت اترو قبر میں عمامہ اور ٹوپی یا ردا اور جوتے کے ساتھ اور پائنچے اوپر کو چڑھا لو۔ ہاں وقت ضرورت موزے ہوں تو مضائقہ نہیں۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا داخل ہونے والا پیروں کی طرف سے باہر نکلے۔ (ضعیف)

۵۔ فرمایا قبر میں داخل چاہے کسی طرف سے ہو جائے، لیکن نکلے پیروں کی طرف سے، ایک روایت میں ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہر گھر کا دروازہ ہوتا ہے، قبر کا دروازہ پیروں کی طرف ہے۔ (ضعیف)

باب ٦٦

کون قبر میں داخل ہو کون نہیں

۱۔ فرمایا حضرتؑ نے، بیٹا اپنے باپ کی قبر میں اترے، لیکن باپ بیٹے کی قبر میں نہ اترے۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا مرد کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے بیٹے کی قبر میں اترے۔ (حسن)

۳۔ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسمٰعیل کا انتقال ہوا تو حضرتؑ دلگیر ہوئے اور ان کی قبر کے پاس بیٹھ کر کہا اللہ تجھ پر رحم کرے اور رحمت نازل کرے، آپؑ ان کی قبر میں اترے نہیں اور فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات پر ایسا ہی کیا تھا۔ (مرسل)

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے قبر کے متعلق سوال کیا گیا کہ قبر میں کتنے آدمی داخل ہوں۔ فرمایا یہ ولی میت کی مرضی پر موقوف ہے چاہے داخل کرے یا دو۔ (ضعیف)

۵۔ حضرتؑ نے فرمایا امیر المومنینؑ نے بیان فرمایا کہ یہ سنت رسولؐ ہے کہ عورت کی قبر میں وہ داخل ہو جس کے سامنے وہ بحالت حیات آتی ہو۔ (ضعیف)

۶۔ فرمایا عورت کا شوہر زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو قبر میں اتارے۔ (ضعیف)

۷۔ میں حضرت ابو عبداللہؑ کے پاس تھا جب ان کے فرزند اسمٰعیل کا انتقال ہوا آپؑ قبر میں اترے پھر (قبر سے نکل کر) قبلہ رخ ہو کر اپنے کو زمین پر گرا دیا، پھر فرمایا رسولِ خدا نے ایسا ہی کیا تھا اپنے فرزند اسمٰعیل کی وفات پر اور فرمایا بیٹا باپ کی قبر میں نہ اترے۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا حضرت نے کہ باپ بیٹے کو دفن نہ کرے ہاں اگر بیٹا باپ کو دفن کرے تو حرج نہیں۔ (ض)

باب ۶۲
میّت کا قبر میں اُتارنا

۱۔ فرمایا جب قبر کے پاس لاؤ تو پیروں کی طرف سے آہستہ آہستہ قبر میں اتارو، جب قبر میں رکھ دو تو آیت الکرسی پڑھ کر کہو۔ بسم اللہ وفي سبيل الله وعلى ملّة رسول الله صلى الله عليه وآله، اللّهم افسح له في قبره وألحقه اور کہو جیسے نماز میں کہتے ہو ایک بار اللّهم إن كان محسناً فزد في إحسانه وإن كان مسيئاً فاغفر له ذنبه وتجاوز عنه واستغفر له ما استطعت

اور حضرت علی بن الحسین علیہ السلام جب میّت کو قبر میں رکھتے تو یہ کلمات فرماتے۔ (حسن)
اللّهم جاف الأرض عن جنبيه وصاعد عمله ولقّه منك رضواناً.

۲۔ حضرت نے فرمایا جب میّت کو قبر میں اتارو تو کہو۔ (ص)
بسم الله و بالله و على ملّة رسول الله صلى الله عليه وآله، اللّهم إلى رحمتك لا إلى عذابك
جب لحد میں رکھو تو اپنے ہاتھ اس کے کانوں پر رکھ کر کہو۔
الله ربّك والإسلام دينك ومحمّد نبيّك والقرآن كتابك وعليّ إمامك.

۳۔ میں نے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ میّت کے متعلق فرمایا۔ قبر میں ہلکے سے اتارو پیروں کی جانب سے اور قبر کو چار انگلیوں کے برابر بلند کرو۔

۴۔ فرمایا حضرت نے بہت آہستہ سے قبر میں اتارو اور جب اسے لحد میں رکھو تو جو سب سے بہتر آدمی ہو وہ اس کے سر سے قریب ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور نبی پر درود بھیجے اور شیطان رجیم سے پناہ مانگے۔ سورۂ حمد، معوذتین، قل ہو اللہ اور آیت الکرسی پڑھے اور اگر قادر ہو تو اس کا رخسار کھول کر زمین پر رکھے اور جو کچھ آتا ہو ذکر الٰہی کرے تاکہ اس میت کو اس کا ثواب ملے۔ (ض)

۵۔ فرمایا۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جب تم میّت کو دفن کرو تو ایک اچھا سمجھدار آدمی قبر میں اترے اور اس کے سرہانے جا کر اس کا داہنا رخسار کھول کر زمین پر رکھ دے اور اپنا منہ اس کے کان کے پاس لے جا کر کہے۔
سمع افهم تین بار اللہ تیرا رب ہے محمدؐ تیرے نبی ہیں اسلام تیرا دین ہے اور فلاں تیرا امام ہے سُن اور سمجھ اور

اس کا تین بار اعادہ کرے۔

۶۔ جب قبر میں رکھی جائے تو کہو۔

بسم الله وفي سبيل الله وعلى ملّة رسول الله صلى الله عليه وآله عبدك ابن عبدك نزل بك وأنت خير منزول به ، اللّهمّ افسح له في قبره و ألحقه بنبيّه ، اللّهمّ إنّا لانعلم منه إلّا خيراً وأنت أعلم به

جب اس کے سرہانے اینٹ رکھو تو کہو

اللّهمّ صل وحدته وآنس وحشته واسكن إليه من رحمتك رحمة تغنيه عن رحمة من سواك

اور جب قبر سے نکلو تو کہو۔

«إنّا لله وإنّا إليه راجعون والحمد لله ربّ العالمين ، اللّهمّ ارفع درجته في أعلى علّيّين واخلف على عقبه في الغابرين ، يا ربّ العالمين»

۷۔ جب میت کو لحد میں رکھ دو تو آیت الکرسی پڑھو اور اپنا ہاتھ اس کے داہنے کندھے پر رکھ کر کہو۔

«يا فلان قل : رضيت بالله ربّاً و بالإسلام ديناً و بمحمّد صلى الله عليه وآله نبيّاً و بعليّ عليه السلام إماماً»

اور امام زمانہ کا نام لو۔

۸۔ میں نے پوچھا جب میں میت کو قبر میں داخل کروں تو کیا کہوں۔

فرمایا کہو۔

اللّهمّ هذا عبدك فلان وابن عبدك قدنزل بك وأنت خير منزول به وقد احتاج إلى رحمتك ، اللّهمّ ولانعلم منه إلّا خيراً وأنت أعلم بسريرته ونحن الشهداء بعلانيته ، اللّهمّ فجاف الأرض عن جنبيه ولقّنه حجّته واجعل هذا اليوم خير يوم أتى عليه واجعل هذا القبر خير بيت نزل فيه وصيّره إلى خير

جس میں وہ ہے اور داخل کی جگہ کشادہ کر اس کی وحشت کو انس سے بدل اس کے گناہ بخش دے اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔ (موثق)

۹- جب میت کو قبر میں پہنچا دو تو اس کے سر سے کفن ہٹا دو۔ (حسن)

۱۰- میت کو آہستہ قبر میں اتارو (مرسل)

۱۱- فرمایا جب میت کو قبر میں رکھو تو کہو۔

اللّٰهمّ [هذا] عبدك و ابن عبدك و ابن أمتك نزل بك

اللّٰهمّ افسح له في قبره و لقنّه حجّته وثبّته بالقول الثّابت وقنا وإيّاه عذاب القبر»

جب مٹی ڈالو تو کہو۔ اللّهمّ جاف الأرض عن جنبيه وأصعد روحه إلى أرواح المؤمنين في علّيّين وألحقه بالصالحين » .

باب ۶۳

لحد کا فرش

۱- راوی نے امام رضا علیہ السلام کو لکھا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم میں سے کوئی مرجاتا ہے اور قبر کی زمین تر ہوتی ہے۔ ہم لکڑی یا اینٹ کا فرش بچھا دیتے ہیں کیا یہ جائز ہے آپ نے جواب میں لکھا جائز ہے۔

۲- فرمایا شقران غلام نے رسول اللہ کی قبر میں چادر بچھائی گئی تھی۔

۳- فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے قبر رسولؐ پر اینٹ بچھائی تھی راوی نے کہا اگر کوئی اس پر اینٹ بچھا دے تو میت کے لئے نقصان رساں تو نہیں۔

باب ۶۴

قبر پر مٹی ڈالنا

۱۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کو کہتے سنا جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بندوں کا چاہا نہیں ہوتا۔ جب قبر کے پاس آتے تو ایک طرف بیٹھ جاتے۔ جب میت کو دفن کر دیتے تو تین بار اپنے ہاتھ سے اس پر مٹی ڈالتے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا جب قبر پر مٹی ڈالو تو کہو

إيماناً بك و تصديقاً ببعثك هذا ما وعدنا الله ورسوله صلى الله عليه وآله

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ جو کوئی میت پر مٹی ڈالے اور یہ کلمات کہے تو اللہ ہر ذرہ کے عوض ایک نیکی لکھتا ہے۔ (ض)

۳۔ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ایک شخص کے جنازہ میں تھا جب لوگ دفن کر چکے تو حضرت قبر کے پاس آئے اور سرہانے سے تین مٹھی مٹی لے کر ڈالی پھر اپنا ہاتھ قبر پر رکھ کر فرمایا۔

اللّهمّ جاف الأرض عن جنبيه وأصعد إليك روحه ولقّه منك رضواناً

واسكن قبره من رحمتك ماتغنيه به عن رحمة من سواك

پھر وہاں سے چلے آئے۔ (مرسل)

۴۔ میں نے حضرت کو دیکھا قبر پر مٹی ڈال رہے تھے کہ کچھ دیر ہاتھ میں روک کر ڈالتے تھے۔ لیکن تین مٹھی سے زیادہ نہیں۔ میں نے اس کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا۔ اے عمر! میں یہ پڑھ کر ڈالتا ہوں۔

إيماناً بك وتصديقاً ببعثك هذا ما وعدالله ورسوله - إلى قوله - تسليماً

رسول اللہ ایسا ہی کرتے تھے اور حضرت کی یہ سنت جاری ہے۔ (ض)

۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے کسی کا لڑکا مر گیا دفن کے بعد وہ مٹی ڈالنے لگا۔ حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا تم مٹی نہ ڈالو اور نہ وہ لوگ جو قریبی رشتہ دار ہیں رسول اللہ نے منع کیا ہے باپ اور رشتہ داروں کو مٹی ڈالنے سے۔ راوی نے کہا یا بن رسول اللہ کیا آپ نے اسی میت پر مٹی ڈالنے سے روکا ہے۔ فرمایا میں تو رشتہ داروں کی قبر پر مٹی ڈالنے سے منع کرتا ہوں اس لئے کہ اس سے دل میں قساوت پیدا ہوتی ہے اور جس کے دل میں سختی پیدا ہو جائے

وہ اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے۔ (موثق)

باب ۶۵

قبر بنانا اس پر پانی چھڑکنا اور اس کو بلند کرنا

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ رسولؐ اللہ نے اپنے فرزند ابراہیم کو قبر میں اتارا اور ان کی قبر مربع بنائی

۲۔ فرمایا امام علیہ السلام نے مستحب ہے کہ میت کے ساتھ قبر میں ہری لکڑی کا ایک جریدہ رکھا جائے اور قبر کو بقدر چار ملی ہوئی انگلیوں کے برابر بلند کیا جائے اور اس پر پانی چھڑکا جائے۔ (موثق)

۳۔ میں نے پوچھا قبر پر ہاتھ کیوں رکھا جائے۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے اپنے بیٹے کی قبر پر پانی چھڑکے جانے کے بعد ایسا ہی کیا تھا۔ میں نے پوچھا کہ قبر مسلمین پر کیسے ہاتھ رکھا جائے۔ حضرت نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر بتایا اور پھر اسے اٹھایا اور آپؑ کا رخ قبلہ کی طرف تھا۔ (مرسل)

۴۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے کہ جب بنی ہاشم میں کوئی مرتا تھا تو رسولؐ اللہ ایک بات ایسی کرتے تھے جو اور مسلمانوں کے لیے نہ تھی۔ جب نماز جنازہ ہو چکتی اور پانی چھڑکا جاتا تو حضرت اپنا ہاتھ اس طرح قبر پر رکھتے کہ انگلیاں مٹی میں در آتیں جب مدینہ کا کوئی مسافر ادھر سے گزرتا اور رسولؐ اللہ کے دستِ مبارک کا نشان دیکھتا تو کہتا آلِ محمدؐ میں سے کوئی مر گیا ہے۔

۵۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ میرے والد نے اپنی بیماری میں مجھ سے فرمایا۔ بیٹا مدینہ کے قریشی خاندان کے کچھ لوگوں کو بلا لاؤ تاکہ میں انھیں گواہ بناؤں، میں بلا لایا، پھر مجھ سے فرمایا جب میں مر جاؤں تو تم مجھے غسل دینا، کفنانا اور میری قبر کو چار انگل بلند کرنا اور پانی چھڑکنا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو میں نے کہا بابا جان آپ نے اس کام کے لئے لوگوں کو کیوں بلایا آپ حکم دیتے تو میں یہ خدمت بجا لاتا۔ فرمایا اس لئے کہ میرے بعد اس امر میں کوئی جھگڑا نہ کرے۔ (حسن)

۶۔ میں نے حضرت سے قبر پر پانی چھڑکنے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جب تک مٹی میں تری رہتی ہے۔ صاحب قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ (حسن)

۷۔ فرمایا قبر پر پانی چھڑکنے کا رواج عہد رسولؐ سے برابر چلا آ رہا ہے۔ (ضعیف)

۸۔ فرمایا جب قبر بن چکے تو اپنا ہاتھ سرہانے کی طرف رکھو اور تری کے بعد اپنی انگلیاں مٹی میں داخل کرو۔

۹۔ امام محمد باقر علیہ السلام ایک شیعہ کی قبر کے پاس آئے اور فرمایا اللّٰھم صل وحدتہ و آنس وحشتہ

۱۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا میت کے لیے دعا کی جائے۔ (مرسل)

حفرته ويرفع القبر فوق الأرض أربع أصابع

۱۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ اپنی میّت کو قبر میں منکر نکیر کے آنے تک تنہا نہ چھوڑو، میں نے کہا پھر کیا کیا جائے فرمایا ایک بہتر آدمی کو جب اور سب چلے جائیں قبر کے پاس چھوڑا جائے وہ اپنا منہ قبر کے سرہانے رکھ کر بلند آواز سے کہے اے فلاں بن فلاں یا اے فلانہ بنتِ فلانہ۔ هل أنت على العهد الّذي فارقتنا عليه من شهادة أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له و أنّ محمداً عبده و رسوله سيد النبيّين و أنّ عليّاً أمير المؤمنين وسيد الوصيّين وأنّ ما جاء به محمد ﷺ حقّ وأنّ الموت حقّ وأنّ البعث حقّ وأنّ الله يبعث من في القبور:

یہ سن کر منکر نکیر کہتا ہے کہتا ہے چھوڑو اسے حجت کی تلقین ہو گئی۔ (مرسل)

باب ۶۶

قبر کو مٹی سے بنانا اور پختہ کرنا

۱۔ فرمایا حضرت جو جس مٹی سے پیدا ہوا ہے اسی مٹی میں دفن ہو گا۔

۲۔ فرمایا حضرت نے رسولؐ خدا کی قبر پر سرخ کنکریاں ڈالی گئی تھیں۔ (مرسل)

۳۔ امام موسیٰ کاظم جب بغداد سے مدینہ آرہے تھے تو مقام فید میں آپؑ کی لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ قبر پختہ کر اور ایک تختی پر اس کا نام لکھ کر قبر پر لگا دے۔ (ض)

۴۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا سوائے قبر کی مٹی کے دوسری مٹی نہ ڈالی جائے۔ (ض)

باب ۶۷

وہ مٹی جس میں میّت دفن کی جاتی ہے

۱۔ فرمایا جس مٹی سے آدمی پیدا کیا جاتا ہے اسی میں دفن کیا جاتا ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا نطفہ جب رحم میں واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس مٹی کو لائے جس میں وہ دفن ہو گا۔ بس فرشتہ اس (کے جوہر) کو نطفہ میں ملا دیتا ہے اس لئے قلب انسان مشتاق ہوتا ہے اس کا جہاں اسے دفن ہوتا ہے۔ (ض)

باب ۶۸

تعزیت اور مصیبت

۱۔ تعزیت میت کے دفن ہونے کے بعد ہے اس کے بعد لوگ چلے جائیں اور میت کے متعلق کوئی بات چیت نہ کریں۔ اگر کوئی آواز سنی ہو۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے تعزیت اہل مصیبت سے بعد دفن ہے۔

۳۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (موثق)

۴۔ فرمایا واجب تعزیت بعد دفن ہے۔ (مرسل)

۵۔ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسمٰعیل کا انتقال ہوا تو حضرت جنازہ کے پاس برہنہ پا اور بغیر ردا آئے۔ (ح)

۶۔ فرمایا صاحب مصیبت کو چاہیئے کہ وہ ردا نہ اوڑھے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ وہ صاحب مصیبت ہے۔ (حسن)

۷۔ ایک شخص کا لڑکا مرگیا امام جعفر صادق علیہ السلام اس کی تعزیت کو گئے اور فرمایا اللہ کی ذات تیرے لیے اور تیرے بیٹے کے لیے بہتر ہے اور اللہ کا ثواب تیرے فرزند سے زیادہ اچھا ہے۔ جب حضرت چلے گئے تو اس نے پھر بیقراری ظاہر کی آپ نے پلٹ کر اس سے کہا۔ جب رسولؐ اللہ اس دنیا میں نہ رہے تو تجھے صبر کرنا چاہیئے اس نے کہا وہ متہم بہ گناہ تھا فرمایا اس کی بخشش کے لیے تین چیزیں ہیں اوّل توحید کی گواہی، دوسرے اللہ کی رحمت تیسرے رسولؐ کی شفاعت، ان میں سے ایک تو انشاءاللہ اسے نصیب ہوگی۔ (مجہول)

۸۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تعزیت قبل دفن بھی کرتے تھے اور بعد دفن بھی۔ (حسن)

۹۔ امام علیہ السلام نے ایک شخص کو لکھا تو نے اپنے فرزند علی کے مرنے کا حال لکھا اور یہ کہ وہ تیرا محبوب فرزند تھا اللہ تعالیٰ اولاد میں سے ان کو موت دیتا ہے جو اس کے نزدیک پاکیزہ نفس ہوتے ہیں تاکہ بڑی مصیبت پر بڑا اجر ملے۔ اللہ نے تیرا اجر زیادہ کیا۔ تیرے دل کو صبر و ضبط کی قوت دی، وہ قدرت والا ہے۔ اور اللہ مجھے بیٹا دے گا اور امید ہے کہ انشاءاللہ وہ ہوگا۔ (ضعیف)

باب ۶۹

تعزیت کا ثواب

۱۔ حضرت نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ جو کسی رنجیدہ کو تسلی دے روز قیامت خدا اس کو ایسا لباس پہنائے گا جس سے وہ خوش ہوگا۔ (ض)

۲۔ فرمایا جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے تو اس مصیبت زدہ کے اجر کے برابر ثواب ملے گا۔ (ض)

باب ۷۰

اگر عورت مر جائے اور بچہ شکم میں متحرک ہو

۱۔ فرمایا اگر عورت مر جائے اور بچہ شکم میں متحرک ہو تو بچہ کو پیٹ سے نکال کر سی دیا جائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا، ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عورت مر جائے اور بچہ پیٹ میں متحرک ہو تو شکم چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور اگر عورت کے پیٹ میں بچہ مر گیا ہو اور عورت کے مر جانے کا خوف ہو تو اگر عورتیں یہ کام کر سکیں تو بہتر ورنہ مرد ہاتھ ڈال کر بچہ کے ٹکڑے کر کے نکال لے۔ (ض)

باب ۷۱

بچوں کا غسل اور ان پر نماز

۱۔ فرمایا اگر چار ماہ کا حمل ساقط ہو تو اسے غسل دیا جائے۔ (ض)

۲۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ بچہ پر نماز میت کب پڑھی جائے۔ فرمایا جب وہ نماز کو سمجھنے لگے۔ پھر سائل نے پوچھا لڑکے پر نماز کب واجب ہوتی ہے فرمایا۔ جب چھ سال کا ہو جائے اور روزہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب روزہ رکھنے کی طاقت آ جائے۔ (حسن)

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ مرآۃ العقول میں فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ وجوب نماز کا حکم کس عمر میں ہوتا ہے۔ اکثر کا مسلک یہ ہے کہ بلوغ کے بعد ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں غالباً وجوب نماز سے سائل کا مقصد مستحب نماز ہو۔ ایک حدیث میں ہے مروا صبیانکم اذا بلغوا عشراً (اپنے لڑکوں کو نماز کا حکم دو جب سات برس کے ہو جائیں اور نہ پڑھے تو دس برس کا ہو جانے پر اسے مارو) غالباً اسی حدیث کے پیش نظر لکھا گیا ہے۔

۳۔ زرارہ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک لڑکا تھا جس کا نام عبداللہ فطیم تھا وہ چلنے پھرنے لگا تھا اس نے

کہا یہ تمہارے پہلو میں کون ہے کہا یہ میرا غلام ہے۔ غلام نے ازروئے مزاح کہا میں تمہارا غلام نہیں ہوں لڑکے نے کہا یہ تیرے لئے بدبختی ہے۔ غلام نے غصہ میں نیزہ مارا۔ جس سے لڑکا مر گیا۔ کسی چیز پر رکھ کر بقیع میں لائے۔ امام محمد باقر علیہ السلام اس طرح گھر سے نکلے کہ زرد جبہ پہنے تھے اور زرد ریشمی عمامہ اور چادر تھی پا پیادہ مجھ پر سہارا دیتے ہوئے بقیع کی طرف چلے۔ لوگ حضرت کے پوتے کی تعزیت کرتے جاتے تھے۔ بقیع پہنچ کر آپؑ نے اس بچہ پر چار تکبیر سے نماز پڑھی پھر دفن کر دیا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور فرمایا میں بچوں پر نماز نہیں پڑھتا۔ حضرت علی علیہ السلام بچوں کو بے نماز پڑھے دفن کرا دیتے تھے۔ میں نے کراہتہً اہلِ مدینہ کے موجود ہونے کی وجہ سے پڑھی ہے تاکہ یہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ اپنے بچوں پر نماز نہیں پڑھتے۔ (حسن)

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک صاحب زادہ نے انتقال کیا۔ حضرت کو اس کی موت کی خبر دی گئی آپؑ نے حکم دیا غسل و کفن دیا جائے۔ آپ جنازہ کے ساتھ چلے اور اس پر نماز پڑھی۔ میں نے چٹائی کا مصلےٰ بچھا دیا۔ آپؑ اس پر کھڑے ہو گئے۔ بعد دفن قبر کے پاس آئے۔ اس کے بعد آپؑ واپس ہوئے۔ میں آپؑ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ مجھ سے فرمایا۔ ایسے بچوں پر نماز نہیں پڑھی جاتی میرا بچہ تین سال کا تھا لیکن لوگوں نے اپنی طرف سے ایسا تصرف کر لیا۔ یعنی کم سن بچوں پر نماز پڑھنے لگے ہم کو مجبوراً ان کا ساعمل کرنا پڑا۔ میں نے پوچھا کتنی عمر کے بچہ پر نماز پڑھی جائے۔ فرمایا جب نماز کو سمجھنے لگے اور چھ سال کا ہو جائے۔ میں نے کہا آپ لڑکوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا۔ اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والے ہوں۔ (ص)

۵۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے میں نے پوچھا۔ اگر مکمل الخلقت ہو کر ساقط ہو تو اس پر غسل و لحد و کفن واجب ہے۔ فرمایا یہ سب باتیں واجب ہیں۔ (موثق)

۶۔ میں نے حضرت ابو جعفرؑ کو لکھا کہ ساقط شدہ بچہ کے لئے کیا کیا جائے۔ فرمایا مع خون کے کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔ (موثق)

۷۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کہ جب ابراہیم ابن رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو تین چیزیں ظاہر ہوئیں۔ ایک یہ ہے کہ وقت انتقال سورج کو گرہن لگا اور لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ ایسا فرزند رسولؐ کے مرنے کی وجہ سے ہوا ہے یہ سن کر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا۔ لوگو سورج اور چاند خدا کی آیتوں میں سے ہیں یہ دونوں حکم خدا سے گردش کرتے ہیں اور اس کے مطیع و فرماں ہیں اگر ان میں سے ایک یا دونوں کو گہن لگے تو نماز پڑھو، پھر منبر سے اتر آئے اور لوگوں کے ساتھ نماز کسوف پڑھی۔ ختم نماز کے بعد فرمایا۔ اے علی اٹھو اور تجہیز و تکفین کا بندوبست کرو۔ حضرت علیؑ نے غسل دیا۔ حنوط کیا اور کفن پہنایا اور میت کو لے کر نکلے، رسول اللہ قبر تک ساتھ رہے لوگ کہنے لگے رسولؐ اللہ نے اپنے بیٹے پر نماز اس لئے نہیں پڑھی کہ آپ اس کی موت پر رنجیدہ ہیں۔ آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا لوگو جو کچھ تم نے کہا ہے جبرئیلؑ نے مجھے اس کی خبر دی ہے۔ تمہارا گمان یہ ہے کہ میں نے اپنے بیٹے پر نماز

اس لیے نہیں پڑھی کہ میں اس غم میں مضطرب ہوں۔ آگاہ ہو ایسا نہیں ہے جیسا تم نے گمان کیا ہے۔ خدائے لطیف وخبیر نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور ان کے بدلے مردوں پر پانچ تکبیریں ہیں۔

خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز جنازہ اس پر پڑھوں جو نماز پڑھتا ہو، پھر فرمایا اے علی قبر میں اترو اور ابراہیم کو لحد میں رکھو، چنانچہ حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں نے کہا۔ چونکہ رسولؐ اللہ نے ایسا نہیں کیا۔ لہٰذا کسی کو اپنے بیٹے کی قبر میں اترنا نہیں چاہیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ تمہارے لئے اولاد کی قبروں میں اترنا حرام نہیں۔ مگر مجھے خوف ہے کہ باپ قبر میں کفن ہٹا کر جب اپنے بیٹے کا منہ دیکھے گا تو شیطان اپنے کرتوت دکھا کر کہیں تمہارے دلوں میں ایسی بیقراری پیدا نہ کردے جس سے تمہارے اعمال حبط نہ ہو جائیں۔ (ض)

۸۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے کہا کہ لوگ ہمارے اس قول کی تردید کرتے ہیں کہ بچہ چونکہ نماز نہیں پڑھتا لہٰذا اس پہ نماز نہیں پڑھنا چاہیئے۔ ہم نے کہا ہاں وہ تو کہتے ہیں کہ اگر ایک نصرانی یا یہودی ایمان لے آئے اور اس کے بعد ہی فوراً مر جائے تو اس بارے میں کیا جواب ہوگا (یعنی اس پر نماز پڑھی جائے گی یا نہیں) حالانکہ اس نے نماز نہیں پڑھی۔ حضرت نے فرمایا۔ تم ان سے کہو یہ مسلمان اگر کسی پر افترا کرے تو اسے افترا پردازی کی تو آیا اسے سزا دی جائے گی یا نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ اس پہ حد جاری کی جائے گی تو ان سے پوچھا جائے کہ اگر یہ لڑکا جس نے نماز نہیں پڑھی کسی پر افترا پردازی کرے تو اس پر حد جاری ہوگی یا نہیں۔ وہ کہیں گے نہیں تو ان سے کہا جائے تم نے ٹھیک کہا۔ پس معلوم ہوا کہ نماز اسی کی پڑھی جائے گی جس پر نماز و حد واجب ہے اور نہیں پڑھی جائے گی اس پر جس پر نماز و حد واجب نہیں (مجہول)

باب ۲۲

غریق اور برق زدہ

۱۔ حضرتؑ نے فرمایا جو کوئی بجلی سے جل کر مرا ہو یا ڈوب گیا ہو اگر اس کا جسم تغیر پذیر نہ ہو تو تین دن انتظار کے بعد دفن کریں۔

۲۔ میں نے پوچھا ڈوب کر مرنے والے کو غسل دیا جائے۔ فرمایا ہاں اور استبرا کیا جائے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے فرمایا تین دن انتظار کے بعد دفن کیا جائے اور یہی حکم برق زدہ کے لئے ہے۔ بسا اوقات لوگ گمان کرتے ہیں مر گیا۔ حالانکہ وہ نہیں مرتا۔ (موثق)

۳۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ڈوبنے والے کو غسل دیا جائے۔ (ض)

۴۔ فرمایا غریق کو روکا جائے۔ جب تک اس کے جسم میں تغیر ہو اور یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ مر گیا پھر غسل وکفن دیا جائے اور برق زدہ کے لئے فرمایا۔ دو روز روکا جائے پھر غسل وکفن دیا جائے۔ (موثق)

۵۔ فرمایا پانچ آدمیوں کے دفن میں تاخیر کرنی چاہیئے اور جب تک جسم میں تغیر نہ ہو دفن نہ کیا جائے، پانی میں ڈوب کر مرنے والا، بجلی سے مرنے والا، استسقاء والا (علامہ مجلسی لکھتے ہیں غالباً اس سے مراد ہیضہ سے مرنے والا ہے) اور جو مکان وغیرہ گرنے سے مرے اور جو دھوئیں سے مرے۔ (ص)

۶۔ مکہ میں دو سال بہ کثرت بجلیاں گرنے سے بہ کثرت لوگ ہلاک ہوگئے، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا قبل اس کے کہ میں حضرتؑ سے سوال کروں آپ نے فرمایا جو لوگ ڈوب کر مرے ہوں یا بجلی سے جل گئے ہوں تین دن ان کو دفن نہ کیا جائے بشرطیکہ ان کے بدن سے بُو نہ آئے۔ میں نے کہا حضور کے بیان سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ دفن ہوگئے جو قبر میں جاکر مرے ہیں۔ (ص)

باب ۳۲

مقتول کا دفن

۱۔ میں نے مقتول فی سبیل اللہ کے متعلق پوچھا کہ آیا اسے غسل و کفن و حنوط دیا جائے۔ فرمایا۔ نہیں۔ وہ جس لباس میں ہو دفن کر دیا جائے لیکن اگر جنگ کے بعد رمق حیات باقی ہو اور بعد میں وہ مرے تو اسے غسل و کفن دیا جائے گا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی۔

حضرت رسولؐ خدا نے حضرت حمزہ پر نماز پڑھی اور کفن دیا، کیونکہ ان کی لاش برہنہ کر دی گئی تھی۔ (ص)

۲۔ میں نے پوچھا شہید کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کیا وہ اپنے خون میں دفن کیا جائے۔ فرمایا۔ ہاں خون آلود کپڑوں میں وہ بے حنوط اور غسل، جس حال میں ہو دفن کیا۔ پھر فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے اپنے چچا حمزہ کو انہی خون آلود کپڑوں میں دفن کیا اور اپنی چادر اوپر ڈال دی مگر چھوٹی تھی، پیر کھلے رہے۔ آپ نے گھاس منگا کر اسے ڈھکا اور ستر نمازیں اور ستر تکبیریں کہیں۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرتؑ نے اگر شہید میں رمق جان باقی ہو تو اسے غسل و کفن اور حنوط دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر رمق جان باقی نہ ہو تو انہیں کپڑوں میں دفن کیا جائے۔

۴۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے شہیدوں کے بدن سے دستانہ، موزہ، ٹوپی، عمامہ، پٹکا اور پاجامہ اتار اجائے مگر جبکہ یہ چیزیں خون آلود ہوں تو ان کو چھوڑ دیا جائے اور جو چیز بندھی ہوئی ہو اسے کھول دیا جائے۔ (موثق)

باب ۴

درندوں اور پرندوں کا کھایا ہوا

۱۔ میں نے سوال کیا اس شخص کے متعلق ہے درندوں اور پرندوں نے کھایا ہو اور ہڈی کے سوا گوشت کا نام نہ رہا ہو تو اسے کیا کیا جائے۔ فرمایا غسل و کفن دے کر اس پر نماز پڑھی جائے اور دفن کر دیا جائے اور اگر دو حصے ہو گئے ہوں تو جس حصے میں دل ہو اس پر نماز پڑھی جائے۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت نے جب کوئی مقتول اس حالت میں پایا جائے کہ گوشت بلا ہڈی کے ہو تو اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ ہاں اگر ہڈی بلا گوشت کے ہو تو اس پر نماز پڑھی جائے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو سر بدن سے جدا ہو اس پر بھی نماز نہ پڑھی جائے۔ (حسن) (مرسل)

۳۔ فرمایا اگر کسی مقتول کا عضو پورا پایا جائے تو اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر پورا نہ ہو تو بغیر نماز کے دفن کر دیا جائے۔

۴۔ فرمایا اگر کوئی عضو جسم انسان سے جدا ہو جائے تو وہ مردار ہے اگر اس میں ہڈی ہے تو چھونے والے پر غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ (ض) (موثق)

۵۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے جو شخص جل کر مرے اس پر بہت سا پانی ڈالا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے۔

۶۔ فرمایا مری ہوئی ہر شے کو غسل دیا جائے خواہ ڈوب کر مرے یا درندے کھا لیں۔ ہاں جو شخص میدان جنگ میں دونوں صفوں کے درمیان مر جائے۔ اس کے لئے غسل نہیں، لیکن اگر رمق جان باقی ہے تو غسل دیا جائے گا۔

باب ۵

کشتی میں مرنے والا

۱۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا اگر کوئی سفر دریا میں کشتی کے اندر مر جائے۔ تو اسے ایک مٹکے میں رکھ کر اس کا منہ بند کر کے اسے دریا میں ڈال دیا جائے۔ (ض)

۲۔ فرمایا اگر کوئی لوگوں کے ساتھ بحری سفر میں مر جائے تو اس کو غسل و کفن دیا جائے اور نماز پڑھی جائے اور پھر اسے دریا میں ڈال دیا جائے۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا اگر کشتی میں مر جائے اور کنارہ پر پہنچنا ممکن نہ ہو تو اسے کفن دیا جائے حنوط کیا جائے۔ اور کپڑے میں لپیٹ کر دریا میں

ڈال دیا جائے۔ (مرسل)

۴۔ میں نے کہا حکم ہے ان لوگوں کے بارے میں جو ساحل بحر پر سفر کر رہے ہوں اور وہ ایک میت کو دیکھیں برہنہ جسے دریا والوں نے باہر پھینک دیا ہو اور ان کے پاس ازار کے سوا کوئی کپڑا نہ ہو تو اس صورت میں اس کی میت عریاں ہے وہ اس پر کیسے نماز پڑھیں اور کیسے کفن دیں جبکہ ان کے پاس زائد کپڑا ہی نہ ہو فرمایا ایک گڑھا کھود کر اس میں رکھیں اور اس شرمگاہ پر ایک اینٹ رکھ دیں اور پھر نماز پڑھ کر دفن کر دیں اور یہ بھی فرمایا کہ دفن کے بعد نماز نہیں پڑھی جاتی اور نہ برہنہ پر جب تک اس کی ستر پوشی نہ ہو۔ (موثق)

باب

سولی دیئے ہوئے اور رجم والے پر نماز

۱۔ فرمایا حضرت نے رجم کیا ہوا مرد ہو یا عورت، ان دونوں کو غسل دیا جائے گا اور حنوط کیا جائے گا۔ رجم سے پہلے ان کو کفن پہنایا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی اور قصاص کئے ہوئے کی بھی یہی صورت ہے غسل دیا جائے، حنوط کیا جائے اور کفن پہنایا جائے۔ اور نماز پڑھی جائے۔ (ض)

۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سولی دیئے ہوئے پر نماز کے متعلق پوچھا۔ فرمایا، تو نہیں جانتا میرے جد امام جعفر صادقؑ نے اپنے چچا (زید شہید) کے اوپر نماز پڑھی۔ میں نے کہا اس طریقۂ نماز کی وضاحت کیجیے۔ فرمایا اگر مصلوب کا منہ قبلہ کی طرف ہو تو تم اس کے داہنے کندھے کی طرف کھڑے اور اگر اس کی پشت قبلہ کی طرف ہو تو تم بائیں کندھے کی طرف کھڑے ہو کیونکہ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ اگر اس کا بایاں شانہ قبلہ رو ہے تو داہنی طرف کھڑے ہو اور داہنی طرف ہے تو بائیں طرف قبلہ سے منحرف نہ ہونے کے لئے اس کے شانوں سے ہٹو نہیں، تمہارا منہ مشرق و مغرب کے درمیان رہے نہ استقبال قبلہ ہو نہ استدبار قبلہ، ابوہاشم راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا سمجھ گیا ضرور انشاء اللہ سمجھ لیا ہوگا۔ (ض)

۳۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے سولی دیئے ہوئے کے پاس تین دن بعد جاؤ، جب تختۂ دار سے اتر آئے اور دفن کیا جائے۔

باب
میّت کے ہمسایوں کا فرض

۱۔ جب جعفر ابن ابو طالب شہید ہوئے تو حضرت رسول خدا نے فاطمۃ الزہرا سے فرمایا کہ اسمار بنت عمیس (زوجہ جعفر) کے یہاں تین روز کھانا بھیجو اور ان کے اور دیگر عورتوں کے پاس تین دن جاکر رہو۔ پس یہ امر سنت رسولؐ قرار پایا تاکہ اہل مصیبت کے ساتھ ایسا کیا جائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا اہل میّت کے ساتھ تین روز شریک غم ہونا چاہیئے موت کے دن سے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا کہ صاحب مصیبت کے ہمسایوں کو چاہیئے کہ تین دن کھانا بھیجیں۔ (مرسل)

۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے آٹھ سو درہم کی وصیت اپنا غم منائے جانے کے لیے اور یہ سنت رسولؐ ہے کیونکہ حضرت نے حکم دیا تھا جعفر کی شہادت پر کھانا بھیجنے کا۔ (حسن)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے بیان کیا کہ میری اور ابن مارد کی بی بی ایک پرسہ کے لیے جانے لگیں، ہم نے منع کیا میری بی بی کہنے لگی اگر یہ فعل حرام ہے تو ہم رُکے جاتے ہیں اور اگر حرام نہیں تو آپ لوگ کیوں روکتے ہیں۔ اتفاقاً ہمارے یہاں ایک موت ہو گئی تو کوئی پرسہ کو نہ آیا۔ حضرتؑ نے فرمایا تم حقوق کے متعلق پوچھتے ہو تو سنو میرے والد میری والدہ اور اُم فروہ کو حقوق اہل مدینہ ادا کرنے کے لیے بھیجتے تھے۔ (ض)

۶۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے گھر والوں کو حکم دو کہ وہ تمہارے مُردوں کے لیے اچھی اچھی باتیں کریں جب فاطمہ کے باپ کا انتقال ہوا تو زنان بنی ہاشم نے حضرت فاطمہؑ کے متعلق تعریفی کلمات کہے۔ فرمایا ان باتوں کو چھوڑو تمہارے اوپر دعائے خیر کرنا فرض ہے۔ (ض)

باب
مرگِ پسر

۱۔ فرمایا حضرت نے جو بیٹا باپ کے سامنے مر جائے وہ افضل ہے ان ستر بیٹوں سے جو اس کے بعد مریں اور وہ سب یکجا ہو کر راہ خدا میں جہاد کریں۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا جب حضرت خدیجہ کے فرزند حضرت قاسم کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ کو روتا دیکھ کر فرمایا کیوں روتی ہو انھوں نے کہا چھاتی سے دودھ بہتا ہے تو بچہ کی یاد میں روتی ہوں کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیامت کے دن جب تم باب جنت پر آؤ تو بیٹے کو وہاں کھڑا پاؤ اور وہ تم کو جنت کے بہترین مقام تک پہنچا دے اور یہی ہر مومن کے لیے ہے اللہ تعـ

کی شان انصاف و کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی کو بیٹا دے کر چھین لے اور پھر عذاب کرے۔ (ض)

۳۔ ایک شخص نے امام علی نقی علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے مرنے اور اپنے شدید غم کے متعلق لکھا۔ آپ نے اسے تحریر فرمایا۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ مومن کے مال اور اولاد سے نفیس ترین کو انتخاب کرتا ہے تاکہ اس کو اجر دے۔ (ض)

۴۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب کسی مومن کا لڑکا مرتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اللہ اپنے ملائکہ سے کہتا ہے کہ تم نے فلاں کے بیٹے کی روح قبض کی، وہ کہتے ہیں ہاں! خدا کہتا ہے۔ پھر میرے بندے نے کیا کہا وہ کہتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور تیری طرف رجوع کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم نے اس کے دل کا چین لے لیا اور آنکھوں کی ٹھنڈک، مگر اس نے میری طرف رجوع کی۔ بس اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (ض)

۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جس بندے کو محبوب رکھتا ہے اس کے سب سے زیادہ محبوب بیٹے کو لے لیتا ہے۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا جو مسلمان اپنے دو لڑکوں کو پہلے بھیج دیتا ہے تو وہ باذن خدا اس کے اور نار جہنم کے درمیان دو پردے بن جاتے ہیں۔ (ض)

۷۔ فرمایا جب حضرت کے فرزند طاہر کا انتقال ہوا تو آپ نے جناب رسولؐ خدا نے خدیجہ کو رونے سے منع کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب اس کا دودھ چھاتی سے بہتا ہے تو روتی ہوں۔ فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ اسے جنت کے دروازہ پر کھڑا پاؤ اور وہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر جنت کے پاک مقام اور بہترین مقام پر لے جائے۔ انھوں نے کہا کیا ایسا ہے۔ فرمایا۔ خدا کیسے عذاب دے گا اسے جس کے دل کے چین کو چھین لیا ہو اور اس نے صبر کیا ہو اور خدا کی حمد کی ہو۔ (ض)

۸۔ حضرتؑ نے فرمایا مومن کا ثواب جب اس کا فرزند مر جائے جنت ہے اگر وہ صبر کرے گر وہ اس پر کبھی صبر نہیں کرتا۔ (ض)

۹۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ اور امام رضا علیہ السلام نے اللہ تعجب کرتا ہے اس شخص پر جس کا بیٹا مر جائے اور وہ حمد خدا کرے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے ملائکہ میں نے اس کی جان لے لی اور میری حمد کرتا ہے۔ (حسن)

۱۰۔ فرمایا جس کی اولاد اس کی حیات میں مر جاتی ہے وہ سبب بن جاتی ہے اس کے لیے حجاب نار بن جاتی ہے۔

باب ۹

تعزیت

۱۔ فرمایا حضرتؑ نے جس پر کوئی مصیبت آ جائے تو حضرت رسولؐ خدا کی مصیبتوں کو یاد کرے۔ کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت تھی۔ (ض)

۲۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے اگر کوئی مصیبت تمہاری جان مال یا اولاد پر آ جائے تو رسولؐ کی مصیبت یاد کرو۔ (ض)

۳۔ فرمایا جب امیر المومنین علیہ السلام کا انتقال ہوا تو امام حسنؑ نے مرنے کی خبر امام حسینؑ کو بھیجی جو مدائن میں تھے، جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا ہائے کیسی بڑی مصیبت ہے اور رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے جب کوئی مصیبت تم پر آئے تو میری مصیبت کو یاد کر لیا کرو۔ اس سے بڑی کوئی مصیبت نہیں حضرت نے سچ فرمایا ہے۔

۴۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جب رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے ایک آواز سنی اور کہنے والے کو نہ دیکھا وہ کہہ رہا تھا ہر نفس کے لئے مرنا ہے تم روز قیامت اجر پاؤ گے جو آتش جہنم سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہوا اسے کامیابی ہو گئی اور اس نے کہا کہ تمام مخلوق مرنے والی ہے اور ہر مصیبت پر صبر کرنا لازم ہے اور جو چیز جاتی رہی اس کا سمجھنا ہے پس اللہ پر بھروسہ کرو، اور اسی سے امید وابستہ رکھو۔ محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو۔ (حسن)

۵۔ فرمایا حضرت نے جب رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو جبرئیلؑ آئے درآنحالیکہ حضرتؐ کو کفن دیا جا چکا تھا اور گھر میں اس وقت علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ تھے۔ انھوں نے کہا، اے اہلبیتؑ، ہر نفس کے لئے موت کا ذائقہ ہے تم صبر کا اجر روز قیامت پاؤ گے پس جو نار جہنم سے بچ گیا اور داخل جنّت ہوا وہ کامیاب ہو گیا۔ زندگانی دنیا تو متاع غرور ہے اور مصیبت میں صبر کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرنی چاہیئے اور ہر مرنے والا اس کی مخلوق ہے جو فوت ہو گیا ہے اسے پاؤ اللہ پر بھروسہ کرو اور اپنی ہر امید اسی سے وابستہ رکھو۔ ثواب سے محرومی سب سے بڑی مصیبت ہے یہ میرا دنیا میں آخری آنا ہے ہم نے آواز سنی اور اس کا وجود نہ دیکھا۔ (ض)

۶۔ فرمایا جب حضرت رسولؐ خدا کا انتقال ہوا تو ایک آنے والا تعزیت کے لئے آیا جس کی ہلکی آواز تو سنی گئی مگر وجود نظر نہ آیا اس نے کہا سلام ہو تم پر اے اہلبیتؑ، اللہ کی رحمت ہو، بے شک ہر ذی حیات مرنے والا ہے، تم روز قیامت صبر کا اجر پاؤ گے جو نار جہنم سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہوا وہ کامیاب ہوا اور زندگانی دنیا متاع غرور ہے پس مرضی خدا کے لئے ہر مصیبت پر صبر کرنا چاہیئے۔ اور احساس ما فات ہیں۔ اللہ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید رکھو، محروم ہے وہ جو ثواب سے محروم ہے۔ والسلام۔ (ضعیف)

۷۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں گزرا۔
بعض نے کہا یہ تعزیت کرنے والا کوئی فرشتہ آسمانی ہے جس کو اللہ نے تمہارے پاس تعزیت کو بھیجا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ خضر ہیں جو تمہارے نبی کی تعزیت کے لئے آئے ہیں۔ (ض)

باب ۸۰

صبر و جزع و استرجاع

۱۔ فرمایا حضرت نے جب میں نے پوچھا، جزع کیا ہے،
اشد جزع رونا پیٹنا، منہ پر طمانچے مارنا، سینہ کوٹنا، سر کے بال نوچنا اور نوحہ کرنا ہے یہ صورت ترک صبر کی ہے اور صحیح طریقہ کو چھوڑنا ہے اور جس نے صبر کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون، کہا اور اللہ کی حمد کی، تو وہ اللہ کی مشیت پر راضی ہوا اور اپنا اجر اللہ پر رکھا اور جس نے ایسا نہ کیا تو اللہ کا حکم تو بغیر جاری ہوئے رہ نہیں سکتا۔ اس کا اجر حبط ہو جائے گا۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت نے صبر اور مصیبت مومن کی طرف آتے ہیں پس مصیبت کے وقت وہ صبر کرتا ہے اور جزع اور بلا جب کافر کی طرف آتے ہیں تو وہ وقت مصیبت جزع و فزع کرتا ہے۔ (ضعیف)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ وقت مصیبت مسلمان کا ران پر ہاتھ مارنا اس کے اجر کو کھو دیتا ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جو بندہ وقت مصیبت انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے تو اللہ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے اور جب کبھی مصیبت اور نزول مصیبت کے وقت ایسا کہتا ہے تو جتنے گناہ مصیبت اور صبر کے درمیان ہوتے ہیں

۵۔ حضرت نے فرمایا جو مصیبت کا ذکر کرے اگرچہ ایک مدت بعد ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور الحمد للہ رب العالمین کہے اور کہے یا اللہ میری مصیبت پر مجھے اجر دے اور جو چیز مجھ سے جاتی رہی ہے اس سے بہتر مجھے عطا کر، تو اللہ تعالیٰ بقدر اس مصیبت کے چاہے کتنی ہی کم ہو اجر دیتا ہے۔ (ض)

۶۔ فرمایا حضرت نے اے اسحاق اسے مصیبت شمار نہ کر جس پر تمہیں صبر دیا گیا ہے اور جس پر تم ثواب کے مستحق ہو۔ مصیبت تو وہ ہوتی ہے جس پر صبر کرنے سے اجر و ثواب نہ ملے۔ (حسن)

۷۔ فرمایا: میت پر چیخ چیخ کر نہیں رونا چاہیئے نہ کپڑوں کو پھاڑا جائے۔ (ضعیف)

۸۔ فرمایا مصیبت میں ران پر ہاتھ مارنا اپنے اجر کا ضائع کرنا ہے۔ (ض)

۹۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنی مصیبت کی شکایت کی۔ فرمایا اگر صبر کرو گے تو اجر ملے گا اور اگر نہ کرو گے تو جو حکم الٰہی ہے وہ تو ضرور جاری ہو کر رہے گا۔ اور تم بے اجر ہو گے۔

۱۰۔ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند کی عیادت کو گیا۔ حضرت کو محزون و مغموم دروازہ پر کھڑا پایا۔ میں نے کہا لڑکا کیسا ہے فرمایا ویسے ہی ہے پھر آپ گھر میں چلے گئے اور کچھ دیر بعد تشریف لائے تو چہرے پر رونق تھی اور تغیر زائل ہو گیا تھا۔ میں سمجھا لڑکا اچھا ہو گیا ہے۔ میں نے پوچھا۔ لڑکا کیسا ہے فرمایا مر گیا۔ میں نے کہا جب وہ زندہ تھا تو آپ محزون و مغموم

تھے لیکن مرنے کے بعد آپ کی وہ حالت نہیں۔ فرمایا ہم اہلبیتؑ قبل نزول مصیبت بیقرار رہوتے ہیں لیکن جب آجاتی ہے تو قضائے الہٰی پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس کا حکم تسلیم کر لیتے ہیں۔ (ض)

۱۱۔ فرمایا حضرت نے چیخنا چلّانا نہ بہتر ہے نہ سزاوار، لیکن لوگ اسے سمجھتے نہیں۔ صبر کرنا بہتر ہے۔ (مجہول)

۱۲۔ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ گھر میں کسی چیخنے کی آواز آئی حضرت کھڑے ہوئے پھر بیٹھے اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور پھر اپنی بات شروع کر دی۔ جب بات ختم ہوئی تو فرمایا ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ معافی چاہیں اپنے نفسوں، اپنی اولاد اور اپنے اموال کے لئے لیکن جب قضائے الٰہی جاری ہو جاتی ہے تو ہم وہی پسند کرتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے۔ (ص)

۱۳۔ کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کے بیمار فرزند کی عیادت کو آئے دیکھا کہ آپؑ غمگین ہیں اور آپؑ کو قرار نہیں لوگوں نے کہا اگر کوئی مصیبت آپ پر آگئی تو اندیشہ ہے کہ ہم آپ کو ایسی حالت میں دیکھیں جیسے نہیں دیکھنا چاہتے تھوڑی دیر بعد گھر میں سے رونے کی آواز آئی حضرت باہر آئے تو چہرہ پر سکون تھا پہلا سا حال نہ تھا۔ انھوں نے کہا آپؑ کی پہلی حالت دیکھ کر خوف ہو گیا کہ یہ حادثہ ہو گیا تو آپ کی ایسی حالت ہو جائے گی جو ہمارے لئے باعثِ غم ہوگی، فرمایا اپنی محبوب چیز کی عافیت چاہتے ہیں مگر جب امرِ خدا آجاتا ہے تو اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ (ض)

باب ۸

ثوابِ تعزیت

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ موسیٰ علیہ السلام نے مناجات میں کہا۔ زنِ پسر مردہ کو صبر دلانے والے کی کیا جزا ہے۔ خدا نے فرمایا۔ میں اس کو اپنے سایہ میں اس دن جگہ دوں گا جس دن میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو کسی رنجیدہ کو صبر دلائے تو روزِ قیامت اس کو ایسا لباس پہنایا جائے گا

باب ۸۱

تسلّی دینا

۱۔ حضرت نے فرمایا جب کوئی مرجائے تو اللہ ایک فرشتہ کو اس کنبہ کے سب سے زیادہ غمناک کے پاس بھیجتا ہے وہ اس کے قلب پر ہاتھ پھیرتا ہے جس سے غم کی سوزش مٹ جاتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا آباد ہی نہ رہتی (یعنی فرط غم سے لوگ اپنی عورتوں کے پاس جاتے ہی نہیں)۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا حضرتؑ نے کہ اللہ نے اپنے بندوں پر تین چیزوں کو مسلط کیا ہے۔ روح نکل جانے کے بعد اجسام ہیں بُو پیدا ہو جانا ورنہ ایک عزیز اپنے عزیز کو دفن ہی نہ کرتا، دوسرے تسلّی کا بندوبست، اگر ایسا نہ ہوتا تو نسل تباہ ہو جاتی (لوگ اپنی ازواج کے پاس ہی نہ جاتے کہ یہ غم پھر نصیب نہ ہو) تیسرے غلّہ کے دانوں پر کیڑوں کو مسلط کر دیا، ورنہ بادشاہ سونا چاندی کی طرح غلّہ کا بھی ذخیرہ کر لیتے۔ (حسن)

۳۔ ترجمہ نمبر ا میں دیکھئے۔

باب ۸۲

زیارت قبور

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے زیارت قبور کے متعلق کہ مردے تم سے مانوس ہوتے ہیں جب تم ان سے الگ ہوتے ہو تو وہ گھبراتے ہیں۔ (حسن)

۲۔ میں نے زیارت قبور اور مساجد بنانے کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا زیارت قبور تو ٹھیک ہے لیکن وہاں مسجد نہیں بنانی چاہیئے۔ (موثق)

۳۔ فرمایا حضرت نے جناب فاطمہؑ رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں کسی نے ان کو مسکراتے نہ دیکھا اور نہ ہنستے ہوئے۔ آپ حدییں زیارت شہداء کو جاتی تھیں ہر جمعہ کو دو مرتبہ اور پیر اور جمعرات کو اور وہاں بتاتی تھیں کہ یہ رسولؐ اللہ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور یہ مشرکین کے۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا کیا بندۂ مومن جانتا ہے اس شخص کو جو اس کی زیارت قبر کو جاتا ہے فرمایا ہاں جب تک وہ قبر کے پاس رہتا ہے وہ اس سے مانوس رہتا ہے اور جب وہ چلا جاتا ہے تو اسے وحشت ہوتی ہے۔ (ض)

۵۔ میں نے حضرتؑ سے پوچھا، اہل قبور کو سلام کیسے کیا جائے، فرمایا، کہو، سلام ہو مومن و مسلم اہل دیار پر، تم ہم سے پہلے گئے ہو ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

۶۔ میں امام محمد باقرؑ کے ساتھ بقیع میں جارہا تھا۔ آپ ایک قبر پر ٹھہر گئے جو کوفہ کے ایک شیعہ کی تھی اور فرمایا یا اللہ اس کی غربت پر رحم کر اس کی تنہائی کو دور کر، وحشت کو انس سے بدل دے، اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے تاکہ وہ غیر کی رحمت سے بے پروا ہو جائے اور اس کو ملحق کر اس سے جسے اس سے محبت ہو۔

۷۔ حضرت نے فرمایا یوں کہہ۔ اے اہل ایمان تم پر سلام اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ (مجہول)

۸۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ اہل قبور پر کیسے سلام کیا جائے۔ فرمایا کہو سلام ہو ان مومنوں اور مسلمانوں پر جو اس بستی کے رہنے والے ہیں یا اللہ ان پر رحم کر اور انشاء اللہ ہم ان سے ملنے والے ہیں۔ (ص)

۹۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے بھائی کی قبر پر جائے اور اس پر ہاتھ رکھ کر ستّر بار انا انزلنا پڑھے تو روز قیامت بڑے خوف سے اور ہر طرح کے خوف سے امن میں رہے گا۔ (ص)

۱۰۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے مردوں کی زیارت کرو کہ وہ تمہاری زیارت سے خوش ہوتے ہیں اور اپنے ماں باپ کی قبر کے پاس دعا کرو اور اپنی حاجت بھی خدا سے طلب کرو۔ (ض)

باب ۸۴

مرنے والا اپنے گھر والوں کی زیارت کرتا ہے

۱۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مومن کی روح اپنے خاندان والوں کی زیارت کو آتی ہے اس کو وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں جن کو وہ دوست رکھتا ہے اور وہ چیزیں پوشیدہ رکھی جاتی ہیں جن کو برا جانتا ہے اور کافر کی روح بھی آتی ہے اسے دکھایا جاتا ہے جسے وہ دوست نہیں رکھتا اور چھپا لیا جاتا ہے ان چیزوں کو جنھیں وہ دوست رکھتا ہے مُردے بعض جمعہ کو آتے ہیں بعض بقدر اپنے عمل کے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ہر مومن و کافر زوال آفتاب کے بعد اپنے اہل کے پاس آتا ہے اگر اپنے اہل کو نیک کام کرتے دیکھتا ہے تو خدا کی حمد کرتا ہے اور کافر اگر اپنے اہل کو نیک کام کرتے دیکھتا ہے تو اس پر حسرت چھا جاتی ہے۔

۳۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کیا مُردہ اپنے اہل کی زیارت کے لئے آتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کتنی بار، فرمایا جمعہ کو یا مہینہ اور سال میں بقدر اپنی منزلت کے۔ میں نے کہا کس صورت میں آتا ہے فرمایا خوبصورت چڑیا کی شکل میں جو ان کی دیواروں پر آ کر بیٹھتا ہے اگر ان کو نیکو کار پاتا ہے تو رنجیدہ ہوتا ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا۔ ہاں مردہ خدا سے اذن لے کر آتا ہے خدا دو فرشتے اس کے ساتھ بھیجتا ہے اور پرندے کی صورت میں آتا ہے اور ان کو دیکھتا ہے۔ (ض)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا مومن اپنے اہل سے ملنے آتا ہے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کتنی مدت بعد۔ فرمایا بقدر اپنے فضائل کے، بعض ہر روز، بعض دو روز بعد، بعض تین روز بعد، پھر اثنائے کلام میں فرمایا کہ منزلت والا ہر جمعہ کو، میں نے پوچھا کس وقت آتا ہے۔ فرمایا وقت زوال شمس یا اس کے قریب، میں نے پوچھا کس صورت میں، فرمایا چڑیا یا اس سے کم والے پرندے کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو ان کے ساتھ بھیجتا ہے۔ وہ اسے دکھاتے ہیں وہ چیز جس سے وہ خوش ہوتا ہے اور پوشیدہ رکھتے ہیں وہ چیز جسے وہ برا جانتا ہے پھر وہ خوش خوش لوٹ جاتا ہے۔ (ض)

باب ۸۴

مرنے سے پہلے مال و اولاد و عمل سامنے آتے ہیں

۱۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے جب کسی کا آخری دن زندگانی کا اور آخرت کا پہلا دن ہوتا ہے تو اس کا مال، اس کی اولاد اور اس کے اعمال مجسم ہو کر سامنے آتے ہیں وہ اپنے مال سے کہتا ہے میں تیرا حریص بنا رہا۔ اب بتا تیرے پاس میرے لئے کیا ہے وہ کہتا ہے مجھ سے اپنا کفن لے لے، پھر وہ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے میں تمہارا دوست اور حمایتی بنا رہا۔ اب بتاؤ تم میرے ساتھ کیا کرو گے۔ وہ کہیں گے ہم تجھے قبر تک پہنچا دیں گے اور اس میں دفن کر دیں گے پھر وہ اپنے عمل سے کہے گا میں تیرے بارے میں محتاط رہا اگرچہ تو میرے لئے بار تھا پس تو میرے ساتھ کیا کرے گا۔ وہ کہے گا میں قبر تک اور یوم نشر تک اور جب تک کہ تو میں خدا کے سامنے ہوں۔ تیرا ساتھی ہوں حضرت نے فرمایا اگر ولی خدا ہے تو اس کے پاس خوشبو سے مہکا ہوا مقبول صورت بہترین لباس میں ایک مجسمہ اس کے پاس آئے گا اور کہے گا بشارت ہو تجھے راحت و آرام و جنت نعیم کہ تیرا آنا اچھا آنا ہے۔

وہ کہے گا تو کون ہے وہ جواب دے گا میں تیرا عمل نیک ہوں وہ کہے گا دنیا سے اب جنت کی طرف چل اور وہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہوگا اور خوش ہوگا اپنے اٹھانے والوں سے، اور کہے گا جلدی کرو۔

جب قبر میں جائے گا تو قبر والے دونوں فرشتے آئیں گے اپنا لباس کھینچتے ہوئے، زمین کو اپنے قدموں سے دہلاتے ہوئے ان کی آوازوں میں رعد کی سی گرج چمک ہوگی اور آنکھوں میں بجلی کی سی چمک، وہ کہیں گے بتا تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے، تیرے نبی کون ہیں، وہ کہے اللہ میرا رب ہے اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی ہیں وہ کہیں گے اللہ ثابت قدم رکھے اس چیز پر جسے تو دوست رکھتا ہے دنیا و آخرت میں، پھر حد نظر تک اس کی قبر کو کشادہ کر دیتے ہیں اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھولتے ہیں اور کہتے ہیں آنکھوں کی ٹھنڈک کے ساتھ عیش و راحت والے جوان کی سی نیند سو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اصحاب جنت اس روز اچھے مقام پر ہوں گے اور فرمایا اگر مرنے والا دشمن خدا ہوتا ہے تو وہ اس طرح آئے گا کہ از روئے شکل وصورت بدترین مخلوق معلوم ہوگا اور اس کے بدن سے بدبو آتی ہوگی اس سے کہا جائے گا کہ تجھے گرم پانی پینے اور دوزخ کی آگ میں جلنے کی بشارت ہو، وہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانے گا اور اٹھانے والوں سے بھی کہے گا کہ اسے روک لیں، جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو دونوں فرشتے آتے ہیں اور اس کا کفن اتار لیتے ہیں اور کہتے ہیں۔

تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے، وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، وہ کہتے ہیں تو نے نہ سمجھا نہ ہدایت پائی۔ پھر وہ اس کے مغز سر پر آہنی ہتھوڑا مارتے ہیں جو ان کے ساتھ ہوتا ہے یہ ایسی ضرب ہوتی ہے کہ جتنے چوپائے خدا نے پیدا کئے ہیں سب ڈر جاتے ہیں جن وانس کے کانوں میں یہ آواز نہیں پہنچتی، پھر وہ دوزخ کی طرف ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں بشارت ہو تجھے اس میں رہنے کی جو تنگ تر ہے نیزہ کی بھال سے، اس کا بھیجہ، ناخون، اور گوشت سب باہر آجاتا ہے۔

اور پھر اس پر مسلط ہوتے ہیں زمین کے سانپ اور کیڑے، مکوڑے جو اس کو وقت بعثت تک نوچتے رہیں گے اور وہ قیامت کے جلد آنے کی تمنا کرے گا اس تکلیف سے بچنے کے لئے جو اسے پہنچ رہی ہوگی۔

جابرؓ نے بیان کیا کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں بکریوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا اور ان کو چرایا کرتا تھا اور کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں قبل نبوت میں ان کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ بکریاں اپنی رہائش گاہ میں تھیں اور کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ ان کو ہیجان میں لاتی اور وہ ڈر کر بھاگ جاتیں۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہ یہ خوفزدہ ہیں جبرئیل نے آکر بتایا کہ کسی کافر کی پٹائی ہو رہی ہے جس کو سوائے انس وجن کے ہر شے سنتی ہے ہم نے کہا تو یہ کافر کے پٹنے کی آواز ہے۔ خدا عذاب قبر سے پناہ دے۔ (ط)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے روایت کی جابرؓ نے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جب دشمن خدا کو قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے تو اپنے اٹھانے والوں سے کہتا ہے۔ اے میرے بھائیو! کیا تم نہیں سنتے میں تم سے بیان کرتا ہوں ان مصائب کو جو تمہارے اس شقی بھائی پر نازل ہو رہے ہیں واللہ مجھے دشمن خدا شیطان نے دھوکہ دیا۔ اس نے مصیبت میں پھانسا مگر نکالا نہیں۔ اور اس نے قسم کھا کر کہا کہ وہ میرا ناصح ہے پس اس نے مجھے دھوکہ میں لیا اور میں شکایت کرتا ہوں تم سے دنیا کی کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا اور جب میں اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو اس نے مجھے دے پٹکا اور میں شکایت کرتا ہوں اپنے خود غرض دوستوں کی کہ انھوں نے اظہار محبت کیا، میں نے ان کی حمایت کی اور اپنے نفس پر ان کو ترجیح دی۔ انھوں نے میرا مال کھایا اور مجھ سے الگ ہو گئے اور میں شکایت کرتا ہوں تم سے مال کی میں نے حق اللہ کو اس کی وجہ سے ضائع کیا اس کا وبال میرے اوپر ہے اور اس سے نفع غیر حاصل کر رہے ہیں۔

اور میں شکایت کرتا ہوں تم سے گھر کی کہ اس پر میں نے اپنا مال صرف کیا اور اس کے ساکن میرے غیر ہو گئے۔ اور میں شکایت کرتا ہوں تم سے، قبر کی طولانی، قبر کی ندا کرتی ہے میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں میں بیت ظلمت و وحشت ہوں اور تنگ مقام ہوں۔

اور اے میرے بھائیو مجھے اپنی طاقت بھر روکو اور جو مجھے پیش آیا ہے اس سے بچو، مجھے خبر دی گئی ہے نار جہنم کی، ذلت کی حقارت کی، اور خدائے عزیز و جبار کے غضب کی۔

ہائے افسوس میں نے جنب اللہ کے بارہ میں کیسی بے پروائی کی۔ ہائے اب میرا نہ کوئی شفیع ہے کہ جس کی کوئی اطاعت کی جائے اور نہ کوئی دوست ہے جو مجھ پر رحم کرے اگر بار دگر مجھے دنیا میں لوٹنا مل جاتا تو میں مومنین سے ہو جاتا۔ (ص ا)

۴۔ فرمایا علی بن الحسین نے تم کیا جانو لوگوں کا کیا حال ہے اگر ہم وہ حدیث بیان کریں جو رسول اللہ سے سنی ہے تو لوگ ہنستے ہیں اور اگر ہم چپ رہیں تو ہم سے پوچھتے نہیں۔ ضمرہ نے کہا آپ بیان کریں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو دشمن خدا اپنے جنازہ اٹھانے والوں سے کیا کہتا ہے۔ ہم نے کہا نہیں، وہ کہتا ہے کیا تم نہیں سنتے میں تم سے دشمن خدا کی شکایت کرتا ہوں اس نے مجھے دھوکا دیا، مجھے مصیبت میں پھنسایا اور نکالا نہیں، اور شکایت کرتا ہوں تم سے بھائی اور بہنوں کی جنھوں نے مجھے رسوا کیا اور شکایت کرتا ہوں تم سے اپنی اولاد کی، جن کی میں نے حمایت کی انھوں نے مجھے رسوا کیا اور شکایت کرتا ہوں تم سے گھر کی جس پر میں نے مال صرف کیا اور اس کے ساکن میرے غیر بن گئے۔ پس تم مجھ پر مہربانی کرو اور لے جانے میں جلدی نہ کرو۔

یہ سن کر ضمرہ نے کہا۔ اے ابو الحسن اگر یہ صورت ہے کہ وہ اس طرح کلام کرتا ہے تو کیا بعید ہے کہ وہ لوگوں کی گردنوں پر آکودے جو اسے اٹھائے ہوئے ہیں فرمایا یا اللہ اگر ضمرہ نے حدیث رسول کا مذاق اڑایا ہے تو تو اسے سخت پکڑ۔

چالیس دن بعد ضمرہ مر گیا اس کا غلام موجود تھا جب وہ دفن ہو گیا وہ امام علیہ السلام کے پاس آیا اور حضرت کے پاس بیٹھا آپ نے پوچھا کہاں سے آتا ہے اس نے کہا ضمرہ کی قبر کے پاس سے۔ جب اس کی قبر بن چکی تو میں نے اپنا سر اس پر رکھا، میں نے اس کی آواز سنی اور وہ وہی آواز تھی جو میں اس سے زندگی میں سنتا تھا وہ کہہ رہا تھا وائے ہو تجھ پر اے ضمرہ ہر صاحب عزت کی نظر میں تو ذلیل ہے اور جہنم میں تیرا مسکن اور خوابگاہ قرار دیا گیا حضرت نے فرمایا۔ میں اللہ سے طالب عافیت ہوں یہی سزا ہے حدیث رسول کے مذاق اڑانے والے کی۔ (ص ا)

باب ۸۶

قبر میں کس سے پوچھا جاتا ہے اور کس سے نہیں

۱۔ حضرت نے فرمایا قبر میں صرف ایمان محض اور کفر محض کے متعلق پوچھا جاتا ہے دوسری باتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (حسن)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (ض)

۳۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (موثق)

۴۔ "

۵۔ فرمایا سوال ہوگا درآنحالیکہ وہ ضغطہ میں ہوگا۔ (ض)

۶۔ ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے کہا کیا ضغطہ (تنگی) قبر سے کوئی چھوٹ بھی جاتا ہے۔ فرمایا نعوذ باللہ بہت کم چھوٹتا ہے رقیہ کو جب عثمان نے قتل کیا تو رسولؐ اللہ ان کی قبر پر آئے۔ سر کو آسمان کی طرف اٹھایا تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور لوگوں سے کہا۔ میں نے جب اس کا ذکر کیا تو دل میں رقت پیدا ہوئی اور میں نے فشار قبر کے لئے خدا سے بخشش چاہی پس خدا نے بخش دیا۔

رسولؐ اللہ سعد کے جنازہ کے ساتھ تھے۔ فرمایا مشایعت کی اس کی ستر ہزار فرشتوں نے، حضرت نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا سعد جیسے لوگوں کے لئے بھی ہے۔ میں نے کہا ہم نے سنا ہے وہ خفیف الحرکات تھے۔ فرمایا معاذ اللہ وہ اپنے اہل سے پسختی پیش آتے تھے۔ سعد کی ماں نے کہا مبارک ہو تیرے لئے اے سعد، رسولؐ اللہ نے فرمایا ایسے حتمی طور پر خدا کے مقابل نہ کہو۔ (ض)

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے دفن ہونے کے بعد دو فرشتے منکر و نکیر میت کے پاس آتے ہیں ان کی آوازیں رعد کی سی کڑک اور آنکھوں میں بجلی کی سی چمک ہوتی ہے وہ اپنے دانتوں سے زمین پر خط دیتے جاتے ہیں اور اپنے بالوں پر چلتے ہیں۔

وہ میت سے سوال کرتے ہیں، تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے اگر مومن ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور اسلام میرا دین ہے پھر وہ کہتے ہیں وہ کون ہے جو تیرے پاس ہدایت کو آیا وہ کہتا ہے کیا تم رسولؐ کے متعلق پوچھتے ہو وہ کہیں گے کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں وہ کہتا ہے بے شک وہ اللہ کے رسولؐ ہیں وہ کہتے ہیں اچھا تو اب تو چین کی نیند سو اور اس کی قبر سات ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔ (مجہول)

اور اگر کافر ہوتا ہے تو دونوں فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور شیطان اس کے پاس ہوتا ہے اس کی آنکھیں تانبے کی ہوتی ہیں فرشتے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور کیا کہتا ہے اس شخص کے بارے میں جو ہدایت کو تیرے پاس آیا تھا۔ وہ کہتا ہے میں اسے نہیں جانتا۔ پس اسے اور شیطان کو چھوڑتے ہیں اور مسلط کرتے ہیں اس پر ننانوے ایسے اژدہوں کو کہ اگر زمین پر پھونک ماریں تو پھر اس پر کوئی درخت نہ اُگ سکے اور اس کی قبر میں ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھول دیتے ہیں۔

۸۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کس امر کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ فرمایا محض ایمان و محض کفر کے متعلق، میں نے کہا اور باقی باتوں کے متعلق کیا ہوتا ہے۔ فرمایا وہ چھوڑ دی جاتی ہیں۔ میں نے کہا اور کس امر کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ فرمایا حجت قائم کے متعلق مومن سے کہا جائے گا۔ تیرا اعتقاد کیا ہے فلاں بن فلاں کے متعلق، وہ کہے گا وہ میرا امام ہے پس اس سے کہا جائے گا سو رہو اللہ تیری آنکھوں کو سلائے اور ایک دروازہ جنت کی طرف اس کے لئے کھول دیا جائے گا۔ اور روزِ قیامت تک اس کے لئے تحفے آئیں گے۔

اور اگر کافر ہے تو اس سے پوچھا جائے گا کہ تو فلاں بن فلاں کے بارے میں کیا کہتا ہے وہ کہے گا میں نے سنا تو تھا لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اس سے کہا جائے گا اچھا تو نہیں جانتا۔ پس اس کے لئے دوزخ کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور دوزخ کی حرارت کے تحفے تا قیامت اس تک پہنچیں گے۔ (ض)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس سے عقیدہ کا سوال ہوتا ہے اگر صحیح العقیدہ ثابت ہوتا ہے تو قبر کو بقدر سات ہاتھ کشادہ کیا جاتا ہے اور جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے سکون کے ساتھ دلہنوں کی طرح سو رہو۔

۱۰۔ دفن کے بعد قبر میں دو فرشتے آتے ہیں ایک داہنے ہاتھ پر ہوتا ہے دوسرا بائیں پر اور شیطان اس کے سامنے ہوتا ہے جس کی آنکھیں تانبے کی ہوتی ہیں اس سے کہا جاتا ہے تو کیا کہتا ہے اس کے بارے میں جو ہدایت کے لئے آیا تھا وہ خوفزدہ ہو جاتا ہے اگر مومن ہے تو کہتا ہے کہ تم مجھ سے محمدؐ کے متعلق پوچھتے ہو۔ وہ اس سے کہتے ہیں اب آرام سے سو جاؤ، اور نو ہاتھ قبر کشادہ کر دیتے ہیں اور وہ اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو قول ثابت پر ایمان لائے

اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور آخرت میں اور اگر کافر ہوتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے۔ تو اس کو جانتا ہے جو تیری ہدایت کے لئے آیا تھا وہ کہتا ہے نہیں۔ پس اس کو اور شیطان کو خلوت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (ض)

۱۱۔ امام علیہ السلام نے فرمایا مومن سے قبر میں پوچھا جائیگا تیرا رب کون ہے وہ کہے گا اللہ پھر پوچھا جائیگا دین کیا ہے وہ کہے گا اسلام پھر پوچھا جائے گا نبی کون ہے وہ کہے گا محمدؐ پھر سوال ہوگا امام کون ہے؟ وہ کہے گا فلاں۔ سوال ہوگا تو نے کیسے جانا وہ کہے گا اللہ نے مجھے ہدایت کی اور ثابت قدم رکھا۔ اس سے کہا جائے گا اب دلہنوں کا سا سونا سو رہو۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھولا جائے گا وہ داخل ہو کر کہے گا۔ اے میرے رب قیامت جلدی لانا تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹوں۔

اور کافر سے کہا جائے گا تیرا رب کون ہے وہ کہے گا اللہ، پھر کہا جائے گا تیرا نبی کون ہے وہ کہے گا محمدؐ، پھر پوچھا جائے گا تیرا دین کیا ہے وہ کہے گا اسلام، پوچھیں گے کیسے جانا۔ کہے گا لوگوں کو کہتے سنا۔ پس میں نے بھی کہہ دیا۔ یہ سن کر وہ فرشتے گرز ماریں گے جس کی سہار کی تمام جن وانس میں طاقت نہیں، وہ کافر رانگ کی طرح پگھل جائے گا پھر اس کی روح کو لوٹائیں گے اور اس کے دل کو دو آگ کے تختوں کے درمیان رکھیں گے۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب اب قیامت میں تاخیر نہ کر (ض)

۱۲۔ فرمایا امام نے جب مومن کا جنازہ نکلتا ہے تو ملائکہ قبر تک اس کے پیچھے چلتے ہیں اور ان کا ہجوم ہوتا ہے جب وہ قبر کے پاس آتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے خوش آمدید واللہ میں پسند کرتی تھی کہ تجھ جیسا انسان مجھ پر چلے۔ اب تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں، پھر وہ حد نظر تک اس کے لئے کشادہ ہو جائے گی۔ پھر دو فرشتے منکر نکیر قبر میں داخل ہونگے وہ اٹھ بیٹھے گا۔ فرشتے کوکھوں سے اس کے اندر روح ڈالیں گے اور اس سے پوچھیں گے تیرا رب اور دین کیا ہے وہ کہے گا۔ اللہ اور اسلام۔

وہ پوچھیں گے تیرا نبی کون ہے وہ کہے گا محمدؐ، پھر سوال ہوگا تیرا امام کون ہے وہ کہے گا فلاں، تب ایک منادی آسمان سے ندا دے گا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کی قبر میں جنت کا فرش بچھاؤ، جنت کا دروازہ کھولو اور اسے لباس جنت پہناؤ یہاں تک کہ یہ ہمارے پاس آئے اور جو نیکی اس کی ہمارے پاس ہے اسے لے لے۔

پھر اس سے کہا جائے گا دلہنوں کا سا سونا سو رہو۔

اور اگر کافر ہوتا ہے تو ملائکہ قبر تک لعنت کرتے آتے ہیں زمین اس سے کہتی ہے برا آنا ہے تیرا، میں ناخوش تھی اس بات سے کہ تجھ جیسا آدمی مجھ پر چلے۔ اب تو دیکھ تیرے ساتھ میں کیا کرتی ہوں پس وہ اتنا تنگ ہوتی ہے کہ اس کے پہلوؤں سے جا ملتی ہے۔ پھر منکر نکیر قبر میں آتے ہیں۔

ابوبصیر کہتے ہیں کیا مومن و کافر دونوں کی قبر میں فرشتے آتے ہیں اور ایک ہی صورت میں آتے ہیں فرمایا نہیں، وہ میت کو بٹھاتے ہیں اور اس میں روح ڈال کر پوچھتے ہیں بتا تیرا رب کون ہے وہ کہے گا۔ میں نے لوگوں سے سنا ہے وہ کہیں گے تو نے خود نہیں سمجھا۔ پھر پوچھیں گے تیرا دین کیا ہے وہ گھبرا جائے گا۔ فرشتے کہیں گے تو نے سمجھا نہیں۔ پھر پوچھیں گے تیرا نبی کون

ہے۔ وہ کہے گا میں نے لوگوں کو کہتے سنا تھا وہ کہیں گے تو نے سمجھا نہیں، پھر امام کے متعلق پوچھیں گے اس وقت ایک منادی آسمان سے ندا دے گا۔ میرا بندہ جھوٹا ہے اس کی قبر میں آگ کا فرش بچھاؤ اور آگ کے کپڑے پہناؤ اور دوزخ کی طرف ایک دروازہ اس کی قبر میں کھول دو جب یہ ہمارے پاس آئے گا تو ہمارے پاس اس کے نیک عمل سے کوئی چیز نہ ہوگی وہ اپنے گرز سے ایسی تین ضربیں ماریں گے کہ ہر ایک ضرب میں قبر آگ سے بھر جائے گی اور اگر کوہ تہامہ پر پڑ جائے تو چکنا چور ہو جائے۔ فرمایا اس کی قبر میں سانپوں کو مسلط کیا جاتا ہے جو اس کو نوچتے ہیں اور خدا کی تمام مخلوق سوائے جن و انس کے اس عذاب کو سنتی ہے اگر آدمی سن لیتے ہیں تو اس کے جوتے چرچرانے لگتے ہیں اور ہاتھ جھڑ پڑتے ہیں اللہ فرماتا ہے جو ایمان والے قول ثابت پر ثابت قدم رہے اللہ اس کو دنیا و آخرت میں برقرار رکھتا ہے۔ (ض)

۱۳۔ فرمایا حضرتؑ نے جب مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز اس کے داہنی طرف ہوتی ہے اور زکوٰۃ اس کے بائیں طرف اور نیکی اس پر سایہ کیے ہوئے ہوتی ہے اور صبر ایک طرف ہوتا ہے۔ جب فرشتے سوال کرتے ہیں تو صبر نماز و روزہ سے کہتا ہے تم اس کے پاس سے ہٹ جاؤ اگر تم اس کے معاملے میں عاجز ہو تو میں موجود ہوں۔ (ضا)

۱۴۔ فرمایا حضرتؑ نے جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو ایک وجود اس سے کہتا ہے اے شخص ہم تین تیرے ساتھی ہیں تیرا رزق تو تیری موت سے قطع ہو گیا اور تیرے اہل نے تجھے چھوڑ دیا۔ میں (عمل) تیرے ساتھ ہوں اگرچہ تو مجھ کو حقیر سمجھا تھا۔ (مجہول)

۱۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے قبر میں پانچ چیزوں سے سوال ہوگا، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت، ولایت قبر کی جانب سے ان چار سے کہے گی تم میں جو نقص ہوگا میں اسے پورا کر لوں گی۔ (مرفوع)

۱۶۔ میں نے پوچھا جسے سولی دی جائے کیا اس پر بھی عذاب قبر ہوگا۔ فرمایا۔ ہاں اللہ تعالیٰ ہوا کو حکم دیتا ہے کہ اسے فشار دے۔ دوسری روایت ہے کہ جب حضرتؑ سے یہی سوال کیا گیا تو فرمایا جو زمین کا رب ہے وہی ہوا کا رب ہے اللہ تعالیٰ ہوا کو وحی کرتا ہے کہ فشار دے، پس ہوا کا فشار، فشار قبر سے زیادہ ہوتا ہے۔ (مرفوع)

۱۷۔ فرمایا جب رقیہ پروردۂ رسولؐ کا انتقال ہوا تو رسول اللہؐ نے دعا کی یا اللہ اس کو ہمارے نیک لوگوں سے ملا دے عثمان بن مظعون اور اس کے اصحاب کے ساتھ اور فاطمہ علیہا السلام رو رہی تھیں اور رسول اللہؐ قبر پر کھڑا ہوئے ہوئے دعا کر رہے تھے۔ یا اللہ میں اس کی کمزوریوں کو جانتا ہوں اس کو فشار قبر سے پناہ دے۔ (ح)

اس حدیث میں رقیہ کو جو بنت رسولؐ کہا گیا ہے یا تو بنا بر تقیہ ہے یا عرب کے دستور کے مطابق کہ لے پالک کو بیٹا، بیٹی کہتے تھے۔ چنانچہ لوگ زید بن حارثہ کو ابن رسولؐ اللہ کہنے لگے تھے یا جناب ابراہیم کو فرزند آذر کہتے تھے یہ صاحبزادی پروردۂ رسولؐ تھیں نہ صلب رسولؐ سے۔

باب ۵
قبر کیا کہتی ہے

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کوئی قبر کی جگہ ایسی نہیں جو ہر روز تین مرتبہ یہ نہ کہتی ہو میں مٹی کا گھر ہوں میں مصیبتوں کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ فرمایا جب بندۂ مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے خوش آمدید واللہ میں خوش ہوتی تھی جب تو میری پشت پر چلتا تھا اور کیا ذکر ہے اس خوشی کا جب تو میرے اندر داخل ہوا تو بہت جلد دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتی ہوں۔ پھر حد نگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے وہ اپنا مقام جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ فرمایا یہ شخص ایسا حسین ہوگا کہ اس سے پہلے ایسا نہ دیکھا ہوگا۔ وہ کہے گا اے بندۂ خدا میں نے تجھ سا حسین آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ وہ کہے گا میں تیری وہ صائب رائے ہوں جس پر تو قائم رہا تھا اور میں تیرا وہ نیک عمل ہوں پھر فرشتہ اس کی روح کو جنت میں داخل کرے گا۔ جہاں وہ اپنا مقام دیکھے گا۔ پھر کہا جائے گا اب چین سے سو رہو یوم بعث تک جنت کی ہوائیں اس کو لگتی رہیں گی وہ خوش ہوگا اور جب کافر داخل ہوگا تو قبر کہے گی تیرا بُرا ہو۔ واللہ جب تو میرے اوپر چلتا تھا تو مجھے سخت ناگوار ہوتا تھا اور اب کہ تو میرے اندر آ گیا ہے تو دیکھے گا میں کیا کرتی ہوں پس وہ فشار دینا شروع کرتی ہے اور پیس کر خاکستر بنا دیتی ہے اور اس کے لئے ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھل جاتا ہے اور اپنا مقام دوزخ کی طرف دیکھ لیتا ہے پھر ایک شخص نہایت بدصورت نکلتا ہے جس سے زیادہ بدصورت اس نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ وہ کہتا ہے اے بندۂ خدا تو کون ہے میں نے تجھ سے زیادہ بدصورت کسی کو نہیں پایا۔ وہ کہے گا میں تیرا عمل بد ہوں اور تیری خبیث رائے ہوں پھر اس کی روح نکالی جائے گی اور پھر وہ دوزخ میں اپنی جگہ کو دیکھے گا پھر قیامت تک اس کے شعلے اس کے بدن کو پھونکیں گے اور اس پر ننانوے اژدہے مسلط کئے جائیں گے ہر اژدھا ایسا ہوگا کہ زمین پر پھنکار مار دے تو پھر وہاں گھاس نہ اُگے گی۔ (مختلف فیہ)

۲۔ فرمایا حضرت نے قبر ہر روز تین کلام کرتی ہے، میں غربت و وحشت اور کیڑوں کا گھر ہوں۔ فرمایا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگا یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ (ض)

۳۔ میں نے حضرتؑ سے کہا۔ میں نے آپ کو کہتے سنا ہے کہ تمام شیعہ جنت میں جائیں گے۔ فرمایا ٹھیک ہے واللہ سب جنت میں جائیں گے۔ میں نے کہا چاہے گناہ بہت سے اور بڑے بڑے ہوں فرمایا۔ قیامت میں وصیِ نبی کی شفاعت سے لوگ جنت میں جائیں گے مجھے تم لوگوں کے متعلق جو خوف ہے وہ برزخ سے ہے میں نے کہا، برزخ کیا ہے۔ فرمایا وہ قبر ہے جہاں موت کے بعد سے قیامت تک رہنا ہوگا۔

باب ۸۸

ارواح مومنین کے بارے میں

۱۔ حبہ عرنی سے مروی ہے کہ وقت ظہر میں امیرالمومنین کے ساتھ تھا آپ وادیٔ السلام میں ٹھہرے گویا آپ لوگوں سے باتیں باتیں کر رہے تھے جب میں کھڑے کھڑے تھک گیا تو بیٹھ گیا اور جب بیٹھے بیٹھے اکتا گیا تو پھر کھڑا ہو گیا مگر پھر وہی پہلی سی صورت پھر بیٹھا جب تھک گیا تو پھر کھڑا ہوا آخر میں نے اپنی چادر بچھائی اور کہا۔ امیرالمومنین آپ کھڑے کھڑے تھک گئے ہوں گے، تھوڑی دیر آرام کر لیجیے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے حبہ یہ مومنوں سے بات چیت تھی یا ان سے موانست کہو میں نے کہا۔ اے امیرالمومنین ایسا ہے فرمایا ہاں اگر تمہاری آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو تم گروہ کے گروہ آپس میں محبت سے باتیں کرتے ہوئے پاؤ گے۔ میں نے کہا یہ اجسام ہیں یا ارواح، فرمایا ارواح، کوئی مومن جہاں کہیں مرتا ہے اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ وادیٔ السلام میں چلی جا وہ جنت کے مقاموں میں ہے۔ (مجہول)

۲۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ میرا بھائی بغداد میں ہے مجھے ڈر ہے کہ مر جائے گا۔ فرمایا کچھ پروا نہیں کوئی مومن مشرق میں مرے یا مغرب میں اللہ اس کی روح وادیٔ السلام میں محشور کرے گا۔ (ضعیف)

میں نے پوچھا وادیٔ السلام کہاں ہے فرمایا پشت کوفہ پر، پس میں دیکھ رہا ہوں یہ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔

باب ۸۹

ارواح مومنین کہاں رہتی ہیں

۱۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ مومنین کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں عرش کے گرد رہتی ہیں فرمایا نہیں، مومن کی عزت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اس کی روح پرندوں کے پوٹے میں رکھے۔ وہ ایسے ہی ابدان میں رہتی ہیں جیسا ان کا تھا۔ (حسن)

۲۔ حضرتؑ نے فرمایا ارواح جنت کے درخت پر رہتی ہیں اپنا کھانا کھاتی اور اپنا پانی پیتی ہیں اور کہتی ہیں یارب قیامت کو جلد لے آ اور جو وعدہ تو نے کیا ہے اسے پورا کر اور ہمارے آخر کو اوّل سے ملا دے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرت نے روحیں اپنے جسموں کے ساتھ درخت جنت میں رہتی ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانتی اور سوال کرتی ہیں جب کوئی روح دیگر ارواح کے پاس آتی ہے تو اس سے پوچھتی ہے فلاں نے کیا کیا۔ وہ کہتی ہے میں نے اسے زندہ چھوڑا ہے تو خوش رہتی ہیں اور اگر کہتی ہے فلاں ہلاک ہو گیا تو وہ کہتی ہیں ہلاک ہو گیا؟ ہلاک ہو گیا۔ (ضعیف)

۴۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ ارواح مومنین کے متعلق فرمایا وہ جنت کے حجروں میں رہتی ہیں اپنا کھانا کھاتی ہیں اور اپنا پانی پیتی ہیں اور کہتی ہیں لے ہمارے رب قیامت کو جلد لا اور اپنا وعدہ پورا کر اور ہمارے آخر کو اوّل سے ملا۔

۵۔ فرمایا حضرت نے جب کوئی مرجاتا ہے تو ارواح مومنین جمع ہو کر اس سے پوچھتی ہیں کون کون مرگیا اور کون کون باقی ہے اگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مرگیا اور ان تک نہیں پہنچا تو کہتی ہیں ہلاک ہوگیا اور بعض، بعض سے کہتی ہیں اسے چھوڑ دو تاکہ وہ سکون حاصل کرے موت کی اس سختی سے جو اس پر گزری ہے۔ (مجہول)

۶۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا لوگ ارواح مومنین کے بارے میں کیا کہتے ہیں میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ عرش کے زیر سایہ سبز رنگ کے طیور کے پوٹوں میں رہتے ہیں۔ فرمایا سبحان اللہ مومن کی عزت عنداللہ اس سے بالاتر ہے کہ اس کی روح پرندے کے پوٹے میں رکھے لے یونس جب کوئی مرنے والا ہوتا ہے تو حضرت رسولؐ خدا، حضرت علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور ملائکہ مقربین اس کے پاس آتے ہیں موت کے بعد اس کی روح ایک جسم میں جاتی ہے جو اس کے دنیوی جسم کی مانند ہوتا ہے۔ وہ کھاتے پیتے ہیں اور اگر کوئی پاس آتا ہے تو اسے پہچانتے ہیں اسی صورت میں جو دنیا میں اس کی تھی۔ (موثق)

۷۔ میں نے حضرت سے کہا ہم ارواح مومنین کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ جنت میں طیور کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔ فرمایا نہیں ان کا طیور کے پوٹوں سے کیا تعلق، وہ جنت میں ایسے ہی اجسام کے ساتھ رہتی ہیں جیسے دنیا میں تھے۔

باب ۹

ارواح کفّار کا مقام

۱۔ میں نے ارواح مشرکین کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ دوزخ میں معذّب ہوں گی اور کہیں گی ہمارے رب قیامت کو ہمارے لئے قائم نہ کر اور جو تو نے ہمارے لئے عذاب کا وعدہ کیا ہے اسے پورا نہ کر اور ہمارے اوّل کو آخر سے نہ ملا (حسن)

۲۔ اور حضرت نے فرمایا ارواح کفار نار جہنم میں ہوں گی اور کہیں گی اے ہمارے رب قیامت کو بپا نہ کر اور ہمارے لئے اپنے وعدہ کو پورا نہ کر۔ (ض)

۳۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے دوزخ کا بدترین کنواں برہوت ہے جس میں ارواح کفار رہیں گی۔ (مرسل)

۴۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے بدترین پانی برہوت کا ہے اور حضرموت میں ہے جہاں کفار کی روحیں ہوں گی۔

۵۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے بدترین یہودی بیسان فرقہ کے ہیں اور بدترین نصرانی نجران کے، اور روئے زمین پر بہترین پانی زم زم

ہے اور بدترین پانی برہوت کا ہے جو حضرموت کی ایک وادی جس میں ارواح کفار رہتی ہیں۔

باب ۹۱

دیگر احوال ارواح

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ دریائے فرات کا منبع جنت ہے یہ کیسے ممکن ہے یہ دریا تو مغرب سے آتا ہے اور بہت چشمے اور دریا گرتے ہیں حضرت نے فرمایا اور میں یہ سنتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جنت مغرب میں پیدا کی ہے اور اسی سے تمہاری یہ فرات نکلی ہے ہر شام ارواح مومنین اپنی قبروں سے نکل کر وہاں پہنچتی ہیں اور جنت کے پھل کھا کر لذت اندوز ہوتی ہیں وہ ایک دوسرے سے ملتی اور تعارف کرتی ہیں، صبح ہوتے ہی جنت سے چل دیتی ہیں اور مابین آسمان و زمین ہوا میں رہتی ہیں اور ایک دوسرے کے پاس آتی جاتی ہیں اور پھر صبح ہوتے ہی قبروں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اور فرمایا اللہ نے مشرق میں ایک دوزخ کو پیدا کیا ہے جہاں ارواح کفار رہتی ہیں وہ وہاں کڑوے پھل کھاتی اور گرم پانی پیتی ہیں، رات میں رہتی ہیں صبح ہوتے ہی یمن کی وادی برہوت میں چلی جاتی ہیں برہوت کی آگ دنیا کی ہر آگ سے تیز تر ہوتی ہے یہ روحیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور یہ قیامت تک جہنم کی آگ میں اسی طرح رہیں گی۔

میں نے کہا خدا آپ کی حفاظت کرے کیا حال ہوتا ہے اُن توحید پرستوں اور رسولؐ کی رسالت کے اقرار کرنے والے مسلمانوں کا جو گنہگار ہوتے ہیں اور ایسی حالت میں مرے ہیں کہ نہ تو ان کا کوئی امام ہوتا ہے اور نہ آپؑ کی ولایت کو مانتے ہیں فرمایا ایسے لوگ اپنی قبروں میں رہیں گے اور وہیں سے نکلیں گے یہ وہ ہوں گے جن کے اعمال نیک ہوں گے اور ہماری عداوت کا اظہار نہ کیا ہوگا۔

ایسے شخص کے لئے ایک راستہ بنایا جائے گا اس جنت تک جو مغرب میں ہے تاکہ اس سے اس کی روح داخل ہوا کرے اپنی قبر میں قیامت تک، پس جب خدا کا سامنا ہوگا تو اس سے حساب لیا جائے گا اور بلحاظ اپنے حسنات اور اپنے سیئات کے یا جنت میں جائے گا یا دوزخ میں، یہ لوگ امر الٰہی کے امیدوار ہوں گے۔ ایسا ہی اللہ کرے گا۔ ضعیف الایمان، احمقوں، بچوں اور نابالغ مسلمان لڑکوں کے ساتھ لیکن ناصبی جو اہل قبلہ ہیں ان کے لئے آگ کی طرف راستہ بنایا جائے گا جس کو خدا نے مشرق میں پیدا کیا ہے اس سے شعلے چنگاریاں، دھواں اور کھولتے پانی کے فوارے ہوں گے اس میں داخل ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ تمہارے خدا جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے تھے کہاں ہے وہ امام جو اس امام سے الگ تھا جسے اللہ نے تمہارا امام بنایا تھا۔ (ص)

توضیح:- اس حدیث میں دو باتیں توضیح طلب ہیں اوّل یہ کہ جنت سے مراد یہاں دار الخلد نہیں بلکہ جنت ارضی مراد ہے جہاں انسان کو یوم بعث تک رہنا ہوگا اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ روئے زمین پر وہ جنت ہے کہاں، جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ قدرت اپنے کارخانہ کا ہر گوشہ آپ کو دکھاتی ہی رہے۔ جو روح آپ کو نظر نہیں آتی آپ کو اس کے رہنے کا مقام آپ کو کیسے نظر آئے۔ آپ کو صرف وہی باغ دکھائے جا سکتے ہیں جن کا تعلق آپ کے وجود مادی سے ہے باقی رہے وہ تمام معاملات جن کا تعلق آپ کی روح سے ہے وہ آپ کو ان کھلی آنکھوں سے نظر نہیں آسکتے۔ اس جنت ارضی ہی پر کیا موقوف ہے آپ کو خدا کی بہت سی مخلوق نظر نہیں آتی، جنات آپ کو کب نظر آتے ہیں شیطان آپ کو کب دکھائی دیتا ہے چشمہ آب حیات کب آپ کی نظر کے سامنے ہے حیات بعد الموت کی تمام منازل بے شمار مصالح کے تحت قدرت نے ہم سے پوشیدہ رکھی ہیں۔

دوسرے اس حدیث میں فرات کا منبع جنت ارضی کو بتایا ہے جو بظاہر غیر معقول سی بات ہے کیونکہ اب تو ہر دریا کی ابتداء اور انتہا معلوم کر لی گئی ہے روئے زمین پر کوئی ایسا باغ نہیں جس کو دریائے فرات کا منبع کہا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب وہ جنت ہی آپ کی نظر سے پوشیدہ رکھی گئی ہے تو اس کا وہ دہانہ ہی آپ کو کیوں دکھایا جائے جہاں تک پانی کے دہانہ کا تعلق ہے آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں لیکن جو اس دریا کی خیر و برکت کا منبع ہے وہ آپ کو نظر نہیں آسکتا۔ آپ ہوا کی موجیں، برقی لہریں، مقناطیس کی کشش کب دیکھتے ہیں جو فرات کے پانی کے اندر سموئی ہوئی نہر جنت کی موجوں کو دیکھ سکیں۔

۲۔ میں نے حضرت سے پوچھا جنت آدم کے متعلق فرمایا وہ دنیا کے باغوں میں سے ایک باغ تھا جس پر چاند سورج طلوع وغروب کرتے تھے اگر جنت خلد ہوتی تو اس سے کبھی نکلتے ہی نہیں۔

باب ۹۲

اطفال

۱۔ میں نے کہا کیا رسول اللہ سے اطفال کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ فرمایا ہاں پوچھا گیا تھا آپ نے فرمایا تھا اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اے زرارہ تم اس کا مطلب سمجھے، میں نے کہا نہیں۔ فرمایا ان کے بارے میں جو خدا کی مشیت ہوگی وہ کرے گا۔ وہ روز قیامت جمع کرے گا بچوں کو اور ان لوگوں کو جو زمانۂ فترت میں مرے ہوں اور ان بوڑھوں کو جو عہد رسولؐ میں عقل کھو چکے ہوں ناسمجھ بہرے اور گونگوں کو اور دیوانوں اور بیوقوفوں کو، پھر ایک فرشتہ کو ان

کے پاس بھیجے گا۔ وہ آگ روشن کرے گا پھر ایک اور فرشتہ کو ان کے پاس بھیجے گا وہ ان سے کہے گا۔ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اس آگ میں کود پڑو، پس جو ایسا کرے گا آگ اس پر سلامتی سے ٹھنڈی ہو جائے گی اور جو اس سے خوف کرے گا وہ داخل دوزخ ہوگا۔

۲۔ اور حضرت سے سوال کیا گیا اطفال کے بارے میں، فرمایا روزِ قیامت ان کے لیے آگ روشن کی جائے گی اور کہا جائے گا تم اپنے کو اس میں ڈال دو، پس جو علمِ الٰہی میں سعید ہوگا وہ اپنے کو اس میں گرا دے گا اور آگ سرد ہو جائے گی اور اس کے علم میں شقی ہوگا وہ منع کر دے گا۔ خدا اس کے لیے آگ میں ڈالنے کا حکم دے گا۔ وہ کہیں گے اچھا تو ہمیں آگ میں ڈالنے کا حکم دے لیکن ہمارے لیے حکم کو جاری نہ کر۔ خدا کہے گا میں نے اپنے سامنے تم کو حکم دیا، تم نے میری اطاعت نہ کی پس اگر میں نے تمہارے پاس اپنے رسولؐ کو بھیجا ہوتا تو کیا تم میری اطاعت کرتے۔

۳۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے لڑکوں کے متعلق پوچھا۔ فرمایا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ مومنین کی اولاد ان کے ساتھ کردی جائے گی اور مشرکین کی اولاد ان کے ساتھ جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے۔ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ۵۲/۲۱ طور

۴۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے لڑکوں کے متعلق پوچھا، فرمایا اس سوال کے جواب میں رسول اللہؐ نے فرمایا تھا اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

۵۔ ترجمہ اوپر گزرا۔ (حسن)

۶۔ مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

پھر علی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ زرارہ تم سمجھے حضرت نے کیا فرمایا۔ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا حضرت کا مقصد یہ ہے کہ ان کے بارے میں خاموش رہو کچھ نہ کہو اور ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ (ض)

۷۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے اس قول خدا کے متعلق، جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی تو ہم نے ان کی اولاد کو ان سے ملا دیا پھر فرمایا انحصار ہے بیٹوں کا باپ کے عمل پر، بیٹے باپ کے ساتھ رکھے جائیں گے تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ (حسن)

۸۔ حضرت سے پوچھا گیا اس کے بارے میں جو زمانہ فترت (دو نبیوں کے درمیان) مرا ہو اور عقل سے خالی ہو یا ناقص العقل ہو، فرمایا۔ ان پر حجت اس طرح تمام ہوگی کہ آگ روشن کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا اس میں داخل ہو جاؤ، پس جو داخل ہو جائے گا اس پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی پڑ جائے گی اور جو انکار کرے گا اس سے کہا جائے گا۔ میں نے تجھے حکم دیا تو نے نہ مانا۔ لہٰذا تو داخل ہوا نہی اسناد کے ساتھ، فرمایا یہ حجت تین گروہ پر قائم

ہوگی۔ گونگے بہرے بچے اور ان پر جو زمانۂ فترت میں پیدا ہوئے آگ روشن کرکے ان سے داخلہ کے لئے کہا جائے گا۔ جو داخل ہوگا آگ اس پر ٹھنڈی پڑ جائے گی اور جو انکار کرے گا۔ خدا اس سے کہے گا۔ میں نے تجھے حکم دیا۔ تو نے نافرمانی کی۔ (حسن)

باب ۹۳

نوادر

۱۔ میں نے کہا کیا بحالت جنابت میت کو غسل دے سکتا ہے یا جو میت کو غسل دے وہ اپنے اہل و عیال کے پاس جا کر پھر غسل کرے فرمایا کیا مضائقہ ہے۔ جنب کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ دھولے۔ اور وضو کرنے کے بعد میت کو غسل دے اور وضو کرکے ہی اپنے بال بچوں کے پاس جائے۔ (حسن)

(ضعیف)

۲۔ فرمایا حضرت نے جب کسی کے مرنے کا وقت آتا ہے تو ملک الموت اسے تسلی دیتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو اپنی جگہ ٹھہر نہیں سکتا۔

۳۔ میں نے حضرت سے اس سوزش قلبی کا حال بیان کیا جو میرے اندر میرے بیٹے کے مرنے سے پیدا ہوئی جس سے مجھے اپنی عقل کے جانے کا خوف پیدا ہوا فرمایا رو لینا چاہیئے اس سے تسکین ہو جاتی ہے (مجہول)

۴۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے فرزند ذر نے انتقال کیا تو انھوں نے اپنا ہاتھ قبر پر رکھ کر فرمایا۔ ذر تو میرے ساتھ نیکی کرنے والا تھا تو ایسی حالت میں مرا کہ میں تجھ سے راضی ہوں واللہ تیرا مرنا میرے لئے باعث ذلت نہیں اور نہ خدا کے سوا میری کسی سے حاجت ہے اگر روز قیامت کا خوف نہ ہوتا تو میں خوش ہوتا۔ یہ کہہ کر میں تیری جگہ مر جاتا مجھے تیری موت کے غم نے اس خوف سے بے پروا کر دیا جو تیرے لئے ہے۔ میں تیرے فائدے پر نظر کرکے نہیں رویا بلکہ تیری مصیبت پر نظر کرکے رویا ہوں کاش مجھے یہ خبر ہوتی کہ میں نے کیا کہا اور تیرے لئے کیا کیا۔ یا اللہ جو میرا حق اس پر تھا۔ میں نے اس کو بخش دیا اب جو تیرا حق اس پر ہے تو بھی اسے بخش دے۔ تو مجھ سے بڑھ کر صاحب جود و کرم ہے (مرفوع)

۵۔ جب امام محمد باقر علیہ السلام کا انتقال ہوا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس گھر میں چراغ جلانے کا حکم دیا جس میں حضرت رہا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ لیکن جب وہ عراق گئے تو پتہ نہ چلا کہ کیا ہوا۔ (ضعیف)

۶۔ میں نے پوچھا سب سے پہلے کس کا گہوارہ بنایا گیا۔ فرمایا حضرت فاطمہ علیہ السلام کا۔ (حسن)

۷۔ حضرت سے سوال کیا گیا ایسی میت کے متعلق جو گل سڑ جاتا ہے اگر گوشت ہڈی سے کچھ بھی نہ رہے تب بھی وہ طینت (اجزائے اصلیہ) باقی رہے گی جس سے اللہ نے پیدا کیا ہے قیامت میں اسی سے پھر پیدا کر دے گا جس طرح اول بار پیدا کیا تھا۔ (موثق)

۸۔ کسی نے کہا کیا عورتیں جنازہ کے ساتھ نکل سکتی ہیں۔ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے سیدھے ہوئے اور فرمایا سنو! جب عثمان نے اپنے چچا مغیرہ بن العاص کو جس کا خون رسولؐ اللہ نے بدر کر دیا تھا تو اپنے گھر میں پناہ دی تو اپنی بی بی بردردہ رسولؐ سے کہا خبردار اس کی اطلاع رسولؐ اللہ کو نہ دینا گویا ان کو رسولؐ اللہ پر وحی آنے کا اعتبار نہ تھا انھوں نے کہا کیا میں رسولؐ کے دشمن کو اپنے گھر میں چھپا رکھوں؟ الغرض مغیرہ کو میت کا سا گہوارہ بنا کر چھپا دیا اور اس کے اوپر لحاف ڈال دیا۔ وحی نے رسولؐ کو خبر دے دی۔ آپؐ نے امیرالمومنین سے فرمایا تلوار لے کر جاؤ اور مغیرہ مل جائے تو اسے قتل کر ڈالو، حضرتؑ وہاں گئے اور مغیرہ کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ آپؑ نے رسولؐ اللہ کو آکر خبر دی۔ فرمایا۔ وحی نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ لحاف کے اندر ایک ڈھانچہ میں ہے۔ جب حضرت علی خانۂ عثمان سے نکل آئے تو عثمان اپنے چچا کا ہاتھ پکڑے رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ جب حضرتؐ نے اسے دیکھا تو منہ پھیر لیا تو توجہ نہ کی۔ حضرت حیادار اور کریم تھے خاموش رہے۔ عثمان نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ میرا چچا مغیرہ بن العاص ہے مرا اور اس پر جو اسے پناہ دے اور جو اسے اٹھائے اور جو اسے کھلائے پلائے اور جو اسے سامان دے اور جو اسے سیراب کرے اور جو اسے جوتا دے اور لباس دے یا کوئی ظرف دے۔ وہ ان باتوں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر گنتا رہا۔ عثمان اپنے ساتھ اسے لے گئے اور وہ سب کیا جو حضرتؐ نے فرمایا تھا۔

اور اس پر جو اسے پناہ دے اور جو اسے اٹھائے اور جو اسے کھلائے اور جو اسے سامان دے اور جو اسے سیراب کرے اور جو اسے ، جوتا دے اور لباس دے یا کوئی ظرف دے وہ ان باتوں کو اپنے ہاتھوں پر گنتا رہا۔ عثمانؓ اپنے ساتھ لے گئے اور وہ سب کیا جو حضرت نے فرمایا تھا پھر چوتھے روز اسے بازار کی طرف نکال دیا ابھی مدینہ کی حدود سے باہر بھی نہ ہوا پایا تھا کہ اللہ نے اس کی سواری کو ہلاک کر دیا اور اس کا جوتا پھٹ گیا اور اس کے پیروں سے خون بہنے لگا اب اس نے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا شروع کیا اور اس کا سامان اس کے لئے بھاری بوجھ بن گیا اور وہ خوفزدہ ہو گیا اسی حالت وہ ایک درخت کے پاس آیا تاکہ وہ اس کے سایہ میں دم لے اور کوئی آجائے تو مدد لے۔ باوجود کمی مسافت وہ کافی تھک گیا تھا۔ رسولؐ اللہ کے پاس وحی آئی اور اس واقعہ کی خبر دی۔ حضرتؐ نے علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا تلوار لو اور تم اور عمار وہاں جاؤ۔ مغیرہ فلاں درخت کے نیچے ہے اسے قتل کر دو۔ چنانچہ حضرت نے اسے قتل کر دیا۔ عثمان نے اپنی بی بی کو (بے پالک رسول) مارا کہ تو نے اپنے باپ کو یہ حال بتایا ہے۔ رقیہ نے کسی کو حضرت کے پاس بھیجا اور اس ظلم کی شکایت کی حضورؐ نے کہلا کر بھیجا کہ تم نے اپنی حیا کھو دی، ایک شریف اور دیندار عورت کے لئے کتنی معیوب بات ہے کہ وہ ہر روز اپنے شوہر کی شکایت کرے، اس نے بار بار حضورؐ کے پاس آدمی بھیجے اور ان سب باتوں کی اطلاع دی جو شوہر نے کی تھیں حضرتؐ نے حضرتؑ علی کو بلایا اور فرمایا تلوار لے کر جاؤ اور رقیہ کا ہاتھ پکڑ کر لے آؤ اور اگر کوئی مانع آئے تو تلوار سے اس کی خبر لو۔ پھر حضرتؐ بے تابانہ خانۂ عثمان کی طرف چلے اور پھر علی علیہ السلام وہاں پہنچے رسولؐ اللہ کو دیکھ کر رقیہ نے زور زور سے رونا شروع کیا۔ رسولؐ اللہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے اور آپ روئے اور رقیہ کو اپنے گھر لے آئے۔

جب بیٹھ کھول کر زخم دیکھے تو تین بار فرمایا۔ مار ڈالا تجھے۔ اللہ اسے قتل کرے۔ یہ یکشنبہ کا دن تھا اور عثمان اس رات ایک کنیز کے ساتھ شب باش تھے دوشنبہ اور سہ شنبہ کو یہی حال رہا۔ چوتھے روز انتقال ہوا۔ جب جنازہ تیار ہوا تو حضوؐر نے جناب فاطمہؑ کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ وہ نسار مومنین کے ساتھ چلیں۔ جنازہ کی مشایعت عثمان بھی کر رہے تھے جب حضرت نے دیکھا تو فرمایا۔ جو کل رات اپنے اہل کے ساتھ مباشرت کر چکا ہو اور کنیزوں کے جھرمٹ میں رہا ہو۔ وہ جنازہ کے ساتھ نہ چلے۔ یہ حضوؐر نے تین بار فرمایا۔ مگر وہ پلٹے نہیں۔

چوتھی بار فرمایا اگر واپس نہ جائے گا تو میں اس کا نام لے کر کہوں گا۔ تب عثمان ایک غلام پر تکیہ کئے ہوئے حضوؐر کے سامنے آئے اور کہنے لگے میرے پیٹ میں درد ہے اجازت ہو تو واپس جاؤں فرمایا جاؤ جاؤ۔ جب وہ چلے گئے تو جناب فاطمہؑ اور زنانِ مومنین و مہاجرین نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ (مجہول)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو کوئی اپنا کفن تیار رکھے۔ جب بھی اسے دیکھے گا اجر حاصل کرے گا اور اسی اسناد کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت علیؑ کو دردِ چشم کی شکایت ہوئی۔ حضرت رسولؐ خدا عیادت کے لئے تشریف لائے آپؐ کو کراہتے پایا۔ فرمایا یہ قلت صبر ہے یا درد ہے حضرت علیؑ نے کہا شدید درد ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ فرمایا اے علی جب ملک الموت کافر کی قبض روح کو آتا ہے تو اس کے پاس آگ کی ایک سیخ ہوتی ہے اس سے اس کی روح اس طرح نکالتا ہے کہ جہنم چیخ اٹھتا ہے یہ سن کر حضرت علی سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اس کا اعادہ فرمایئے اس نے میرے درد کو بھلا دیا۔ کیا آپ کی امت میں ایسا کسی اور کے ساتھ بھی ہوتا ہے فرمایا ہاں، حاکم جابر، مال یتیم کو ظلم سے کھانے والا اور جھوٹی گواہی دینے والا۔

۱۰۔ فرمایا جو کوئی اپنے لئے کفن مہیا کرے تو جب اس پر نظر کرے گا اجر پائے گا۔ (حسن)

۱۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا جب مومن مرجاتا ہے تو اس ملائکہ روتے ہیں اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ عبادت کرتا تھا اور آسمانوں کے وہ دروازے جن سے اس کے اعمال اوپر چڑھتے تھے اور اسلام میں ایسا رخنہ پڑتا ہے کہ کوئی شئے اسے بند نہیں کر سکتی کیونکہ مومنین اسلام کے قلعے ہیں وہ اسی طرح حفاظت کرتے ہیں جیسے شہر پناہ کی دیواریں شہر کا۔ (ض)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے ابراہیم بن رسولؐ اللہ کی قبر پر کھجور کا ایک بڑا درخت تھا جو سایہ کئے رہتا تھا جدھر سورج گھومتا وہ اسی طرف گھوم جاتا جب وہ سوکھ گیا تو قبر اس طرح بیٹھ گئی کہ اس کا نشان باقی نہ رہا۔

۱۳۔ حضرت نے فرمایا براء بن معرور تمیمی مدینہ میں تھا اور رسولؐ اللہ مکہ میں تھے جب وہ مرگیا تو اس وقت حضرت رسولؐ خدا اور مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ براء نے وصیت کی کہ جب میں دفن کیا جاؤں تو میرا رخ رسولؐ اللہ کے قبلہ کی طرف کر دینا یہی چیز سنت قرار پا گئی اور اس نے تہائی مال کے متعلق وصیت کی اس کے

متعلق آیت نازل ہوئی اور یہ چیز بھی سنت قرار پائی۔ (ض)

۱۴۔ فرمایا حضرت نے کہ جبرئیل رسولؐ خدا کے پاس آئے اور کہا۔ اے محمدؐ جب تک چاہو رہو لیکن ایک دن مرنا ہے جس سے چاہو محبت کرو لیکن ایک دن جدائی ہے جو چاہو عمل کرو ایک دن تم اپنے اس عمل سے ملنا ہے۔ (ض)

۱۵۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کوئی چیز ایسی بیان کیجئے جس سے مجھے فائدہ پہنچے۔ فرمایا موت کا ذکر زیادہ کیا کرو اس سے آدمی کا دل دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔ (ض)

۱۶۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے کہ ہر روز منادی ندا دیتا ہے پیدا کرو موت کے لئے جمع کرو فنا ہونے کے لئے اور تعمیر کرو خراب ہونے کے لئے۔ (حسن)

۱۷۔ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے حضرت ابو عبداللہ سے شیطانی وسوسے کی شکایت کی۔ فرمایا۔ اے ابو محمد تم یاد کیا کرو کہ قبر میں تمہارا جوڑ جوڑ الگ ہو جائے گا اور دفن کے بعد احباب پلٹ آئیں گے اور تمہارے نتھنوں سے نباتات اُگیں گے اور کیڑے تمہارا گوشت کھائیں گے اس ذکر سے تمہیں وساوس سے نجات مل جائے گی۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے غم دنیا سے نجات مل گئی۔ (ض)

۱۸۔ میں نے حضرت سے پوچھا ملک الموت اس شخص کو جانتے ہیں جس کی روح قبض کرنا ہوتی ہے فرمایا نہیں آسمان سے ایک تحریر آتی ہے کہ فلاں فلاں کی روح قبض کرو۔ (ض)

۱۹۔ فرمایا جس نے اپنا کفن اپنے گھر میں رکھ چھوڑا ہو وہ غفلت کرنے والوں میں نہ لکھا جائے گا اور جب اس پر نگاہ ڈالے گا باعث اجر ہوگا۔

۲۰۔ فرمایا کسی گھر میں ایک بال یا ایک روواں بھی ایسا نہیں جسے ہر دن میں پانچ مرتبہ ملک الموت نہ دیکھ لیتے ہوں۔ (ض)

۲۱۔ کسی نے پوچھا ملک الموت کے متعلق کہا جاتا ہے یہ دنیا اس کے سامنے ایک پیالہ کی مانند ہے جدھر چاہتا ہے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے فرمایا ہاں۔

۲۲۔ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ان کے فرزند اسمٰعیل کی تعزیت کے لئے آئے۔ حضرت نے نزول کی دعا کے بعد فرمایا اللہ نے اپنے نبی کو مرنے کی خبر دی۔ فرمایا تم بھی مرنے والے ہو اور لوگ بھی۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اس کے بعد حضرت باتیں کرنے لگے۔ پھر فرمایا سب اہل زمین مر جائیں گے کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر آسمان والے مریں گے سوائے ملک الموت، جبرئیل، میکائیل اور حاملان عرش کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ ملک الموت سے خدا پوچھے گا دراں حالیکہ وہ جانتا ہوگا کہ اب کون باقی ہے وہ کہے گا سوائے ملک الموت و جبرئیل و میکائیل اور کوئی باقی نہیں اس سے کہا جائے جبرئیل و میکائیل سے کہو تم بھی مر جاؤ۔ ملائکہ کہیں گے یہ تو تیرے رسول و امین ہیں خدا کہے گا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے ہر ذی روح کو مارنے کا، پھر ملک الموت سے کہے گا اب کون باقی ہے وہ کہے گا ملک الموت اور حاملان عرش کے سوا کوئی باقی نہیں، خدا کہے گا اے حاملان عرش تم بھی مر جاؤ۔

پھر ملک الموت رنجیدہ آئے گا اور نیچی نظر کئے ہوئے ہوگا۔ خدا پوچھے گا اب کون باقی ہے وہ کہے گا صرف ملک الموت خدا کہے گا اب تو بھی مرجا وہ بھی مرجائے گا۔

پھر اپنے ید قدرت سے زمین و آسمان کو لپیٹ دے گا اور فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرا شریک دوسروں کو بتاتے تھے کہاں ہیں وہ جو میرے سوا دوسروں کو اپنا معبود سمجھتے تھے۔ (حسن)

۲۳۔ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے مجھے جبرئیلؑ نے خبر دی کہ ایک فرشتہ کی عند اللہ بڑی عظمت تھی اتفاقاً کسی بات پر وہ عتاب میں آگیا اور آسمان سے زمین پر اتار دیا گیا وہ حضرت ادریس کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کی پیش خدا بڑی منزلت ہے آپ اپنے رب سے میری سفارش کیجئے انھوں نے تین رات بے تکان نماز پڑھی اور دنوں کو پے در پے بغیر کھائے روزہ رکھے۔ وقت سحر فرشتہ کے لئے دعا کی اور کہنے لگا آپ کی دعا قبول ہوئی اور میرے بازو قوی ہوگئے اب میں آپ کو کچھ عوض دینا چاہتا ہوں۔ پس اب آپ مجھ سے کچھ طلب کیجئے ادریس نے کہا مجھے ملک الموت کو دکھائیے تاکہ میں اس سے مانوس ہوجاؤں کیونکہ اس کے ذکر کے بعد کوئی چیز مجھے پسند نہیں آتی۔ فرشتہ نے اپنے پر پھیلا کر ان کو بٹھا لیا اور پرواز کر گیا۔ ملک الموت پہلے آسمان پر تھے۔ کہا گیا اوپر جاؤ، چوتھے پانچویں آسمان کے درمیان ملاقات ہوئی۔ فرشتہ نے کہا۔ اے ملک الموت میں نے تم کو ہر جگہ تلاش کیا۔ انھوں نے کہا عرش الٰہی کے سایہ تلے رہتا ہوں اب مجھے حکم ہوا ہے کہ ایک آدمی کی روح چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان قبض کروں ادریسؑ نے سنا اور ان کے پیٹ میں درد ہوا اور وہ فرشتہ کے بازو سے گر گئے اور وہیں ان کی روح قبض ہوگئی خدا فرماتا ہم نے ان کو ایک مقام پر اٹھا لیا۔ (مجہول)

۲۴۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا الموت الموت، موت سے چارہ نہیں، جس بدن میں روح ہے وہاں موت ہے پھر جنّت کی طرف جاتا ہے اور وہ اہل جنت کے ہمیشہ رہنے کا گھر ہے یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی کوشش و رغبت جنت کی طرف ہوگی اور وہ ان لوگوں تک بھی پہنچے گی جو بدبختی اور ندامت والے ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جن کو ناکامی کا منہ دیکھنا ہوگا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے یہ مغرور لوگوں کی جگہ ہے کیونکہ کوشش اور رغبت اسی کے حاصل کرنے کے لئے کی تھی اور فرمایا جس کے لئے ولایت خدا اور سعادت ثابت ہے اس کے سامنے موت ہوتی ہے اور امید پس پشت اور جس کے لئے ولایت شیطان اور شقاوت ہوتی ہے تو امید اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے اور موت پس پشت، رسولؐ اللہ سے سوال کیا گیا کہ عقلمند مومن کون ہے فرمایا جو موت کا ذکر زیادہ کرے اور اعمال خیر مہیا کرنے میں زیادہ کوشاں ہو۔ (مجہول)

۲۵۔ فرمایا امام زین العابدین علیہ السلام نے منکر موت پر سخت تعجب ہے حالانکہ وہ ہر روز صبح و شام مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور سب سے بڑا تعجب ہے اس شخص پر جو آخرت کی زندگی سے انکار کرتا ہے حالاں کہ وہ پیدا ہونے

والوں کو دیکھتا ہے۔ (حسن)

۲۶۔ فرمایا امام علیہ السلام نے اے ابو صالح جب تم کسی جنازہ کو اٹھاؤ تو یہ خیال کرو گویا تم اٹھائے جا رہے ہو اور تم نے گویا خدا سے دعا کی کہ وہ پھر تمہیں دنیا کی طرف پلٹا دے۔ پس اس نے پلٹا دیا ہے تو اب سوچو اپنی زندگی کا آغاز کس طرح کرنا ہے۔ پھر فرمایا تعجب ہے ان لوگوں پر جن کے اوّل جانے والے پچھلوں کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان ندا دی جا رہی ہے کوچ کوچ اور وہ کھیل رہے ہیں۔ (حسن)

۲۷۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جس نے اپنی موت کا دن آنے والے دن کو شمار کیا اس نے موت کی عزت نہیں کی اور یہ بھی فرمایا امیدوں کے طول نے بندوں کے برے اعمال کتنے بڑھا دیئے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ آدمی موت کو اور اس کے جلدی آنے کو دیکھ لے تو عمل دنیا سے بیزار ہو جائے۔ (حسن)

۲۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ملک الموت کے نگاہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ جیسے لوگ بیٹھے ہوں اور انھیں سکتہ ہو جائے اور وہ بات کرنے کے قابل نہ رہیں یہ حالت ہوتی ہے جب ملک الموت ان کو دیکھتا ہے۔ (حسن)

۲۹۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق اب کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے اور مرنے کا گمان کرے گا اب فراق کا وقت آگیا۔ فرمایا حضرت نے یہ وہ وقت ہوگا جب آدمی کے پاس موت آئے گی اور وہ کہے گا کوئی طبیب ہے بچانے والا اور وہ یقین کرے گا مقاربت احبار کا اور تب پنڈلی پر پنڈلی چڑھے گی اور دنیا چھوٹے گی اور رب العالمین کی طرف کوچ ہوگا۔ (ص)

۳۰۔ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا مطلب ہے اس آیت کا۔ ہم پورا شمار کریں گے۔ فرمایا تم نے کیا سمجھا ہے۔ میں نے کہا عددِ ایام فرمایا یہ شمار تو ماں باپ کیا کرتے ہیں۔ اللہ تو سانسوں کا شمار کرنے والا ہے

۳۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے زندگی اور موت اللہ کی دو مخلوق ہیں جب موت پیکر انسان میں داخل ہوتی ہے تو زندگی اس سے باہر نکل جاتی ہے (ص)

۳۲۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا جو کہتا تھا کہ فلاں کو اللہ نے مارا۔ یہ کہنا مکروہ ہے اس نے کہا پھر کیا کہا جائے فلاں نے اپنی جان دے دی۔ فرمایا اس میں مضائقہ نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ موت کے وقت ایک بار دو بار تین بار اپنا منہ کھول دیتا ہے اور ثواب خدا پر نظر رکھتے ہوئے اس جان کو جس کے دینے میں بخیل تھا اپنے منہ سے نکال دیتا ہے (صحیح)

۳۳۔ فرمایا حضرت نے زمانہ گزشتہ میں ایک قوم نے اپنے نبی سے کہا کہ خدا سے دعا کریں کہ موت کو ہم سے اٹھا لے۔ نبی نے دعا کی اللہ نے موت کو ان سے اٹھا لیا۔ پس ان کی تعداد اتنی بڑھی کہ گھروں میں سمانے کی جگہ نہ رہی۔ نسل بڑھتی ہی چلی گئی۔ اب حال یہ ہو گیا کہ ایک شخص پر لازم ہوا کھانا دینا اپنے ماں باپ دادا، دادی اور پردادی کی، اور ان کی خبرداری کے لئے لوگوں سے کہنا سننا اور ان کی دیکھ بھال کے لئے لوگوں کو معین کرنا نتیجہ یہ ہوا کہ کسب معاش سے

جاتے رہے گھبرا کر نبی سے کہا کہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ ہمیں پہلی حالت پر لوٹا دے۔ چنانچہ نبی نے دعا کی اور ہم پہلی حالت پر لوٹا دیئے گئے۔ (حسن)

۳۴۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت عیسیٰ حضرت یحییٰ بن زکریا کی قبر پر آئے اور خدا سے دعا کہ وہ ان کو زندہ کر دے۔ خدا نے زندہ کر دیا اور وہ قبر سے نکل آئے اور کہنے لگے آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں فرمایا وہی انس و محبت جو دنیا میں مجھ سے کہتے تھے۔ انھوں نے کہا اے عیسیٰ ابھی موت کی حرارت بھی مجھ سے نہیں گئی ہے اس کے بعد وہ اپنی قبر میں چلے گئے۔ (ض)

۳۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ شاہان بنی اسرائیل میں کچھ جوان عبادت گزار تھے اور اولاد ملوک کی یہ عادت تھی کہ وہ ایک بار حصول عبرت کے لیے شہروں کی سیر کو نکلے راستہ میں ایک قبر دیکھی۔ جس پر کسی نے پانی چھڑکا تھا اور اس کا معمولی سا نشان باقی تھا انھوں نے کہا ہم کو خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ اس صاحب قبر کو زندہ کر کے اٹھا دے تاکہ ہم پوچھیں کہ تو نے موت کو کیسا پایا۔ پس انھوں نے خدا سے یوں دعا کی۔ یا اللہ تو ہمارا رب ہے ہمارا معبود ہے تیرے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں، تو نئی سے نئی چیزیں پیدا کرنے والا ہے، عالم ہے، غافل نہیں، زندہ ہے مرنے والا نہیں ہر روز تیری نئی شان ہے تو بغیر کسی کی تعلیم کے ہر شے کا جاننے والا ہے اپنی قدرت سے اس صاحب قبر کو زندہ کر دے۔ اس قبر سے ایک شخص نکلا جس کا سر اور داڑھی سفید تھی اور اس کے سر سے مٹی گر رہی تھی خوفزدہ آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا ان سے کہنے لگا تمہارا اس قبر سے کیا مطلب ہے انھوں نے کہا ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ تو نے موت کو کیسا پایا اس نے کہا ۹۹ سال سے اس قبر میں ہوں ابھی تک موت کا کرب دور نہیں ہوا اور نہ موت کی تلخی گئی۔ انھوں نے کہا مرتے وقت تم کبھی ہو گیا اس وقت سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اس نے کہا نہیں بلکہ جب میں نے ایک چیخ سنی کہ قبر سے باہر نکل تو میری ہڈیاں میری روح کے ساتھ جمع ہوئیں اور میں بصورت اصلی بن گیا۔ جب نکلا تو مجھ پر خوف طاری تھا اور میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں پکارنے والے کی صورت دیکھنا چاہتی تھیں اس لئے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے (ض)

۳۶۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے شرائط قیامت میں سے یہ ہے کہ لوگوں پر فالج زیادہ گرے گا اور ناگہانی موت زیادہ ہوگی۔

۳۷۔ امیر المومنین علیہ السلام اشعث بن قیس کے اس کے بھتیجے کی تعزیت کے لئے گئے۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے بیقراری ظاہر کی تو رشتہ داری کا حق ادا کیا اور اگر صبر کیا تو اللہ کا حق ادا کیا۔ اگر صبر کرے گا تو بھی حکم خدا جاری ہوگا مگر تیری تعریف ہوگی اور اگر بے چینی ظاہر کرے گا تو بھی حکم خدا جاری ہوگا اور تو قابل مذمت ہوگا یہ سن کر اشعث نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ حضرت نے فرمایا اس کا مطلب بھی سمجھے۔ اس نے کہا نہیں، آپ غایت انتہائے علم ہیں فرمایا تیرا انا للہ کہنا اقرار ہے خدا کے مالک ہونے کا۔ اور انا الیہ راجعون کہنا اقرار ہے اس کے معبود ہونے کا۔

۳۸۔ فرمایا امیرالمومنین نے کسی نبی نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی اس سے کہا گیا میں ان پر ان کے دشمن کو مسلط کرتا ہوں نبی نے کہا نہیں، خدا نے کہا پھر بھوک کو مسلط کر دوں کہا نہیں۔ فرمایا پھر کیا چاہتے ہو کہا پے در پے موت تاکہ ان کا دل محزون ہو اور تعداد گھٹتی جائے۔ پس خدا نے طاعون کو بھیج دیا۔ (ضعیف)

۳۹۔ فرمایا وقت مصیبت کہنا چاہیے حمد ہے اس خدا کی جس نے میری مصیبت کو دین کی مصیبت نہ بنایا اور حمد ہے اس خدا کی جو اگر چاہتا تو اس مصیبت کو اور زیادہ سخت بنا دیتا۔ حمد ہے اس خدا کی جو جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے

۴۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی ایک ڈاڑھ نکلوائی اس کو اپنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا الحمد للہ جب مجھے دفن کرو تو اسے بھی میرے ساتھ دفن کر دینا۔ کچھ عرصہ بعد جب دوسری ڈاڑھ اکھڑ دائی تو ہتھیلی پر رکھ کر کہا الحمد للہ کہا اور امام جعفر صادقؑ نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو اسے بھی میرے ساتھ دفن کر دینا۔ (ض)

۴۱۔ فرمایا حضرت نے خدا فرماتا ہے جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم کو پالے گی آخر آیت تک، پھر فرمایا برس شمار کئے جاتے ہیں پھر مہینے، پھر دن، پھر گھنٹے پھر سانس، جب موت آتی ہے تو نہ ایک گھڑی (مرنے والے) آگے بڑھتے ہیں نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹتے ہیں۔ (حسن)

۴۲۔ فرمایا حضرت نے کہ عثمان بن مظعون کے مرنے پر حضرت رسولؐ خدا نے ایک عورت کو کہتے سنا۔ اے ابو صائب تمہیں جنت مبارک ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ تجھے اس کا علم نہیں۔ ہاں تیرے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ وہ خدا اور رسولؐ اللہ کو دوست رکھتا تھا۔

جب ابراہیم بن رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو آنحضرتؐ کی آنکھوں آنسو بھر آئے آپ نے فرمایا آنکھیں روتی ہیں اور قلب محزون ہوتا ہے۔ ایسی بات نہ کہی جائے، جو خدا کے غضب کا باعث ہو۔ اے ابراہیم ہم تمہاری موت پر محزون ہیں پھر حضرت نے ان کی قبر میں ذرا سا رخنہ دیکھا تو اپنے ہاتھ سے درست کیا اور فرمایا جب تم کوئی عمل کرو تو یقین کے ساتھ کرو۔ پھر فرمایا اے ابراہیم تم جا ملو مرد صالح بزرگ عثمان بن مظعون سے۔ (موثق)

۴۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک شخص نے اپنے بیٹے کے مرنے اور شدت غم کا حال لکھا آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا اللہ تعالیٰ مومن کے مال اور اولاد سے جو زیادہ اچھا ہوتا ہے اسی کا انتخاب کرتا ہے تاکہ اس کے لئے باعث اجر ہو۔ (ض)